قال اللہ تعالیٰ

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

(اور طواف کریں اس قدیم گھر (بیت اللہ) کا)

عکسی

مُعین الحجاج

حصہ اول

طواف و سعی کا طریقہ اور دُعائیں

مرتبہ

جناب قاری شریف احمد صاحب خطیب

جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

ناشر

مکتبہ رشیدیہ قاری منزل مرار اسٹریٹ متصل پاکستان چوک کراچی ۱

٤٨٦

اشاعتِ اوّل

رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق نومبر سنہ ۱۹۷۲ء

کُل صفحات

۵۰۴

حصہ اوّل	حصہ دوم
۵۳	۳۵۶

حصہ سوم

۹۵

کتابت

سید دلشاد حسین کاظمی

طباعت

ایجوکیشنل پریس پاکستان چوک کراچی

تعداد اشاعت ـــــ ایک ہزار

ھدیہ

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ رشیدیہ، قاری منزل، مرار اسٹریٹ، پاکستان چوک کراچی

(۲) جامع مسجد سٹی اسٹیشن، چند ریگر روڈ (میکلوڈ روڈ)، کراچی

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج اسلام کا جتنا اہم رکن ہے اس سے کم و بیش ہر مسلمان واقف ہے، مگر چونکہ یہ مال دار شخص پر عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے، اس لئے اس کے مسائل سے بھی کم لوگ واقف ہوتے ہیں، اور دین سے دُوری کے اس دَور میں ناواقف ہونا کوئی تعجب کی بات بھی نہیں جبکہ نماز جیسی عبادت جو رات دن میں پانچ مرتبہ پڑھی جاتی ہے، اس کے مسائل سے لوگ پوری طرح واقف نہیں ہوتے،

پھر یہ بھی بات ہے کہ اپنے شہروں میں تو ہر جگہ علماء موجود ہوتے ہیں، وقتِ ضرورت ان سے مسئلہ معلوم کرلیا، مگر حج میں یہ سہولت ہر جگہ نہیں ہوتی، اس لئے اگر کسی وقتی مسئلہ میں معلومات حاصل کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو اس وقت بڑی پریشانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے،

ایسے وقت میں پریشانی دور کرنے کا حل یہی ہے کہ حج کی کوئی معتبر اور عام فہم کتاب ساتھ ہو،

عام طور پر طواف وسعی وغیرہ کی دعاؤں کی کتابیں تو کافی مل جاتی ہیں مگر مسائلِ حج کی کتابیں کم ملتی ہیں، اور ان کی طباعت وغیرہ بھی ٹھیک نہیں ہوتی، اس ضرورت کے پیش نظر میں نے قبلہ والد ماجد جناب قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ سے درخواست کی کہ کوئی ایسی کتاب ہو جو ایسے وقت میں کام دے سکے، میری اس درخواست پر زیرِ نظر کتاب "معین الحجاج" مرتب فرمائی، میں نے کتاب کی ظاہری حسن وخوبی پر جو سعی کی ہے وہ ناظرین اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتے ہیں

مزید سہولت کے لئے کتاب کے تین حصے کر دیئے ہیں،

پہلے حصہ میں طواف وسعی کی دعائیں، دوسرے حصہ میں حج وعمرہ وغیرہ کے مسائل دس ابواب ہیں، تیسرے حصہ میں فضائل مدینہ منورہ اور وہاں کے مقدس مقامات میں پڑھنے کی دعائیں درج کی گئی ہیں، گویا حج کے موضوع پر اس طریقہ پر لکھی گئی یہ پہلی کتاب ہے، مطالعہ کے بعد ناظرین خود اس کا اندازہ کر سکیں گے، عیاں راچہ بیاں،

حجاج بیت اللہ سے میری درخواست ہے کہ اپنے سفر حج میں قبلہ والد صاحب مدظلہٗ اور مجھ سیہ کار اور اس کتاب کے کاتب صاحب کو اپنی مخلصانہ دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں،

طالب دعاء

حافظ رشید احمد غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین "معین الحجاج" حصہ اول

تمت فہرست مضامین حصہ اول

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ؕ

فہرست مضامین "معین الحجاج" حصہ دوم

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ

الحدیث

فہرست مضامین معین الحجاج حصہ سوم

تمت بالخیر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

طواف کے متعلق چند ضروری ہدایات:

ہر طواف کرنے والے کو چاہئے یہ ہدایات پڑھ لے، اس کے بعد ان پر عمل کی کوشش کرے،

(۱) طواف میں حج کے قریب بہت زیادہ ہجوم ہو جاتا ہے، اُس وقت یہ بات اکثر دیکھنے میں آتی ہے کہ آدمی ایک دوسرے کو دھکّے مکّے دینے لگتے ہیں اس سے بچنا چاہئے،

اُس وقت خصوصًا بعد عصر عورتوں کا طواف میں ہجوم ہوتا ہے عورتیں بھی ایک دوسرے کو دھکّے دینے میں کوئی عار اور شرم محسوس نہیں کرتیں، اس لئے اس سے بچنا چاہئے اور مردوں کو بھی احتیاط رکھنی چاہئے،

(۲) جب ہجوم زیادہ ہوتا ہے تو بہت سے لوگ اس وقت بھی... حجرِ اسود کو بوسہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، جس کی وجہ سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے، کسی کے چوٹ لگتی ہے، کسی کے کپڑے پھٹ جاتے ہیں، یہ سب باتیں آداب حج کے منافی ہیں، ایسے وقت بوسہ دینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، بلکہ دور سے استلام کر لینے سے بھی بوسہ کا ثواب مل جاتا ہے، کسی مسلمان کو ایذا پہونچانا شرعًا بڑے گناہ کی بات ہے، حدیث میں ہے:۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ (بخاری)

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں"،

اس لئے ثواب کی بجائے گناہ مول نہیں لینا چاہیئے،

طواف کے شرائط

① باوضو ہونا ② ستر کا چھپا ہوا ہونا ③ بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا ④ اگر کوئی عذر نہ ہو تو پیدل طواف کرنا ⑤ طواف میں حطیم کو شامل رکھنا ⑥ حجرِ اسود سے طواف شروع کرنا،

طواف کا طریقہ

یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کے جس کونے پر حجرِ اسود لگا ہوا ہے وہاں نیت کر کے پہلے اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا مونڈھا حجرِ اسود کے اُس کونے کے مقابل ہو جو رکنِ یمانی کی طرف ہے اور سارا حجرِ اسود داہنی طرف رہے، اس جگہ ایک سیاہ پتھر کی پٹّی فرش پر لگا دی گئی ہے، جس سے یہ بتلایا گیا ہے کہ طواف یہاں سے شروع ہوتا ہے، اور ایک گول دائرہ میں ✪ ستارہ بنا دیا گیا ہے، کہ یہاں کھڑے ہو کر نیت کریں،

طواف کی نیت اور دعاؤں سے قبل نقشہ سے طواف کا طریقہ اچھی طرح سمجھ لیجئے تاکہ طواف میں آسانی رہے،

(طواف کا نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

طریقہ طواف

مندرجہ ذیل نقشہ میں تیروں کے نشانات سے سمجھیے؛



طواف کی نیت کا بیان

یاد رکھئے طواف کی نیت فرض ہے، بلا نیت کئے طواف نہیں ہوتا، افضل یہ ہے کہ طواف شروع کرنے سے پہلے دل اور زبان دونوں سے نیت کرلے چاہے اپنی زبان میں کرے یا عربی کے ان الفاظ میں کرے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ سَبْعَۃَ

یا اللہ! اے عزت وجلال والے میں آپ کے اس محترم گھر کے طواف کے ساتؔ چکروں کی نیت

اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالیٰ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ط

کرتا ہوں صرف آپ کی خوشنودی اور رضا کیلئے پس اس کو آسان کردیں اور قبول فرمالیں،

نیت کرنے کے بعد حجر اسود کے بالمقابل آکر کھڑا ہو اور جیسے نماز کی نیت کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں ایسے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ تکبیر پڑھیں اور طواف شروع کردیں،

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

شروع کرتا ہوں اللہ کا نام لیکر جو سب سے بڑا ہے اور ہر قسم کی تعریف اسی کیلئے ہے

طواف کی طویل دُعائیں چونکہ ہر شخص نہیں پڑھ سکتا اس لئے ہم پہلے مختصر دُعائیں درج کرتے ہیں اس کے بعد بڑی دُعائیں، ان میں سے جو آسانی سے پڑھ سکتے ہوں پڑھ لیں، اگر یہ دُعائیں بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو یہ مختصر اور جامع دعا ہے

پڑھتا رہے :-

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً

اے ہمارے پروردگار ہمیں دین و دنیا میں بھلائی عطا فرما،

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ

اور دوزخ کے عذاب سے بچا،

طواف کی مختصر دُعائیں

حجرِ اسود سے ملتزم کی طرف چلتے ہوئے یہ دعا پڑھیے :-

اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً

یا اللہ آپ پر ایمان لاتے ہوئے اور آپ کے احکامات پر یقین کرتے ہوئے اور آپ سے کئے

بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ

ہوئے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور آپ کے نبی اور حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؕ

کرتے ہوئے (یہ طواف کرتا ہوں،

مقامِ ابراہیم کے سامنے پہونچ کر پڑھیے :-

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ

یا اللہ! میں اقرار کرتا ہوں بیشک یہ گھر آپکا گھر ہے اور یہ حرم آپ کا حرم محترم ہے

وَالْاَمْنَ اَمْنُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ

اور یہاں کا امن آپ کا مقرر کردہ ہے اور یہ جگہ آپ کی رحمت کے ذریعہ دوزخ سے نجات

النَّارِ فَاَجِرْنِی مِنَ النَّارِ ۝
پانی کی ہے پس میرے جسم کے ہر حصہ کو دوزخ سے نجات دیں

رکنِ شامی کے سامنے پہونچ کر پڑھیئے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّرْكِ
یا اللہ میں شک اور شرک سے پناہ مانگتا ہوں، اور پناہ
وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ
چاہتا ہوں اختلاف و نفاق اور بد اخلاقی کی باتوں سے اور مال اور
الْمُنْقَلَبِ وَالْاَهْلِ فِی الْمَالِ وَالْوَلَدِ ۝
اہل وعیال کی تباہی و بربادی سے پناہ چاہتا ہوں،

میزابِ رحمت کے سامنے پہونچ کر پڑھئے :-

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ
اے میرے اللہ جس دن آپکے عرش کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا اس دن مجھے اپنے عرش کے
اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِیْ
نیچے سایہ عطا فرما (جس دن) آپکی ذات کے سوا کوئی باقی نہ رہیگا ، اور پلا مجھے
مِنْ حَوْضِ نَبِیِّكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
اپنے حبیب پاک سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض (کوثر)
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِیْئَةً مَّرِیْئَةً لَا اَظْمَاُ
سے خوش ذائقہ شربت جس کو پی کر پھر پیاس کا نام بھی

بعد ہا آیۃ

باقی نہ رہے

رکنِ یمانی سے حجر اسود کی طرف چلتے ہوئے پڑھے :-

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

یہ دعائیں طواف کے ساتوں چکروں کا مجموعہ ہیں، بجائے سات دعاؤں کے یہ ایک دعا، ہر ایک چکّر میں پڑھتا رہے، ایک کا یاد کرنا بھی آسان ہے، اگر یاد نہ کرے تو جب بار بار طواف کرتے وقت پڑھے گا یاد ہو جائیگی اور اگر بڑی دعائیں پڑھنے کو دل چاہے تو وہ پڑھ لے، اُن کو اگلے صفحے سے ملاحظہ فرمائیں،

پہلے چکّر کی دُعاء

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ

(میں اقرار کرتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور سب تعریفیں اسی کے لائق ہیں اور

اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی سب سے بڑا ہے وہی گناہوں سے بچا سکتا ہے

اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

اور وہی ہمیں عبادت اور نیکی کی توفیق بخشتا ہے

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

اور رحمتِ کاملہ نازل ہو اور سلامتی رسول اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

صلی اللہ علیہ وسلم پر

اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ

اے اللہ آپ پر ایمان لاتے ہوئے اور آپ کے احکامات کی تصدیق کرتے ہوئے

وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ

اور آپ کے نبی اور حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں

وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط

یہ طوافِ کعبہ کرتا ہوں

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ

اے اللہ میں آپ سے بخشش اور سلامتی کا طلبگار ہوں اور دین و دنیا اور آخرت

الدَّآئِمَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَالْفَوْزَ

میں دائمی درگذر چاہتا ہوں، اور جنت کا طلب گار ہوں اور

بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ ط

دوزخ سے نجات کی التجا کرتا ہوں

ہدایت

رکنِ یمانی پر یہ دُعا، ختم کردیں، اس کے بعد حجرِ اسود کی طرف چلتے ہوئے یہ دعاء پڑھیں:۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ

اے ہمارے پروردگار ہمیں دین و دنیا میں بھلائی عطا

حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ

فرما، اور دوزخ کے عذاب سے بچا اور ہمیں جنت میں نیک

مَعَ الْاَبْرَارِ ط یَاعَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

لوگوں کے حلقہ میں داخل فرما اے بڑی غالب ای بڑی بخشش اور تمام عالم کے پالنے والے

ہدایت

حجرِ اسود پر یہ دُعا، ختم کردیں، اگر بوسہ دینا آسان ہو تو بوسہ دیں، اور اگر ہجوم ہو تو دُور سے استلام کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے نیچے گرادیں اور دوسرا چکر شروع کردیں،

دوسرے چکّر کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ

یا اللہ! بیشک یہ آپ کا گھر ہے اور یہ حرم آپ کا حرم محترم ہے

وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ، وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ

اور یہاں کا امن آپ کا دیا ہوا ہے اور ہر بندہ آپ ہی کا بندہ ہے اور میں بھی آپ ہی کا بندہ

وَابْنُ عَبْدِكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ

ہوں اور آپکے بندہ کا بیٹا ہوں اور یہ جگہ آپ کی رحمت کے ذریعہ دوزخ سے نجات

النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ ط

کی ہے، پس ہمارے گوشت پوست پر آتش دوزخ حرام کر دے،

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ

اے اللہ ہمیں ایمان کی محبت عطا فرما اور ہمارے دلوں کو نور ایمانی سے

قُلُوْبِنَا، وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ

منور فرمادیں اور کفر اور گناہ کی باتوں سے ہمیں متنفر

وَالْعِصْيَانَ ط وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ ط

بنادیں اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمالیں،

اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ط

اے اللہ قیامت کے دن مجھے اپنے عذاب سے بچالینا جسدن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریگا،

اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ؕ

اے میرے مولیٰ مجھے بلا حساب کتاب (اپنے فضل سے) جنت میں داخل فرما

ہدایت

یہ دعا، رکنِ یمانی پر پہونچ کر ختم کردیں، اس کے بعد حجر اسود کی طرف چلتے ہوئے یہ دُعا، پڑھیں:۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ؕ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

یہ دُعا، حجر اسود پر ختم کردیں، اگر بوسہ دینا آسان ہو تو بوسہ دیں، اور اگر ہجوم ہو تو دُور سے استلام کرکے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھ کر نیچے گرادیں، اور تیسرا چکر شروع کرتے ہوئے یہ دعا، پڑھیں:۔

تیسرے چکّر کی دُعاء

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ
یااللہ میں شک اور شرک سے پناہ مانگتا ہوں ،
وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْٓءِ
اور پناہ چاہتا ہوں اختلاف و نفاق اور بد اخلاقی کی باتوں سے
الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ
اور مال اور اہل و عیال کی تباہی و بربادی سے پناہ چاہتا
وَالْوَلَدِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ
ہوں ، یااللہ میں آپ کی خوشنودی اور آپ سے جنت چاہتا ہوں ،
وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ ط اَللّٰھُمَّ
اور آپ کی گرفت اور دوزخ کی آگ سے پناہ چاہتا ہوں ، الٰہی میں
اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ
عذابِ قبر اور زندگی و موت کے فتنوں سے
مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ط
آپ کی پناہ چاہتا ہوں ،

ہدایت

یہ دعاء رکنِ یمانی پر پہونچ کر ختم کردیں، اس کے بعد حجر اسود کی طرف چلتے ہوئے یہ دُعاء پڑھیں رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

حجرِ اسود پر پہونچ کر ہجوم نہ ہو تو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کرکے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتے ہوئے چوتھا چکر شروع کردیں،



چوتھے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا

یا اللہ میرے اس حج کو مقبول بنا دیں اور اس کوشش کو کامیابی عطا فرما،

وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا ط

اور میری گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنا اور میرے ہر نیک عمل کو قبول فرما،

وَتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ط يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُوْرِ

اور ایسی تجارت نصیب فرما جس میں کبھی نقصان ہی نہو، اے دلوں کے بھیدوں کو جاننے

اَخْرِجْنِيْ يَا اَللّٰهُ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط

والے، میری تاریک زندگی کو یا اللہ پُر نور بنا دے،

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ

اے میرے مولیٰ! مجھے اپنی رحمت کے حاصل ہونے کا طریقہ اور مغفرت کا

مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِيْمَةَ

ہر طریقہ نصیب فرما، اور ہر گناہ سے بچنے اور ہر نیکی پر ثابت قدم رہنے کی

مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ

توفیق کا خواہاں بنادے اور حصولِ جنّت اور دوزخ سے نجات پانے کا

النَّارِ ط رَبِّ قَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ

طلبگار بنا دیں، پروردگار جو روزی آپ نے مجھے دی ہے اس پر صبر و قناعت عطا فرما،

فِيْمَا أَعْطَيْتَنِيْ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ

اور جو نعمتیں مجھے عطا کی ہیں ان میں برکت دے اور ہر نقصان کا اپنے کرم

لِّيْ مِنْكَ بِخَيْرٍ ۝

سے اچھا بدل عطا فرما،

ھدایت

رکنِ یمانی پر یہ دعاء ختم کر دیں، اس کے بعد حجر اسود کی طرف چلتے ہوئے یہ دعاء پڑھیں :-

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ، يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حجر اسود پر اگر ہجوم زیادہ ہو تو دور سے استلام کر کے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہتے ہوئے پانچواں چکر شروع کر دیں،

پانچویں چکر کی دعاء

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا

یا اللہ! (جس دن) سوائے آپ کے عرش کے اور کہیں سایہ نہ ہوگا، اور آپ

ظِلُّ عَرْشِكَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِیْ مِنْ

کی ذات کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا اس دن مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمائیں

حَوْضِ نَبِیِّكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

اور اپنے حبیب پاک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض (کوثر) سے خوشگوار

وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِیْئَةً مَّرِیْئَةً لَّا نَظْمَأُ

اور خوش ذائقہ شربت (جو پی کر) پھر کبھی پیاس کا نام بھی باقی

بَعْدَهَا اَبَدًا ط اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا

نہ رہے، یا اللہ میں آپ سے وہ سب بھلائیاں مانگتا ہوں جو آپ کے

سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ

پیارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے طلب کی ہیں،

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ط وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ

اور ان سب برائیوں سے پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے پیارے

مِنْهُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ط

نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِیْمَھَا وَمَا	
یا اللہ! میں آپ سے جنت اور اس کی نعمتوں کا طلبگار ہوں، اور اس قول	
یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَ	
یا فعل یا عمل کا طلبگار ہوں جو جنت سے قریب کردے اور	
اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْھَا مِنْ	
دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں، اور ایسے قول یا فعل یا عمل سے پناہ	
قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ ط	
چاہتا ہوں جو دوزخ کی طرف لیجانیوالا ہو	

ھدایت

رکن یمانی پر پہونچ کر یہ دُعا ختم کردیں، اس کے بعد حجر اسود کی طرف چلتے ہوئے پڑھیں، رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ط یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

حجر اسود پر پہونچ کر ہجوم نہ ہو تو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کرکے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہتے ہوئے چھٹا چکر شروع کردیں،

چھٹے چکر کی دعاء

اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَيَّ حُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِيْ

یا اللہ! مجھ پر آپ کے بہت سے حقوق ہیں جو میرے اور آپ کے درمیان ہیں،

وَبَيْنَكَ وَحُقُوْقًا كَثِيْرَةً فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ

اور بہت سے وہ حقوق ہیں جو آپ کی مخلوق کے اور میرے درمیان ہیں، اے

خَلْقِكَ، اَللّٰهُمَّ مَا كَانَ لَكَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِيْ،

میرے اللہ اگر ان میں سے آپ کا کوئی حق مجھ سے رہ جائے تو اسے معاف فرمادیں

وَمَا كَانَ لِخَلْقِكَ فَتَحَمَّلْهُ عَنِّيْ، وَاَغْنِنِيْ

اور جو حق تیری مخلوق کا مجھ پر رہ جائے تو اس کی معافی کا آپ ذمہ لیلیں، اور حلال

بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ

کی کمائی کی توفیق عطا فرماکر کسب حرام سے بچائیں، اور اپنی فرمانبرداری کی

مَعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ يَا وَاسِعَ

توفیق عطا فرمائیں، اور نافرمانی سے بچائیں، اور اپنے فضل وکرم سے غیروں کا

الْمَغْفِرَةِ ط

دست نگر نہ بنائیں

اَللّٰهُمَّ اِنَّ بَيْتَكَ عَظِيْمٌ وَّوَجْهَكَ كَرِيْمٌ وَّاَنْتَ

اے اللہ بیشک آپ کا گھر بڑی عظمت والا ہے اور آپ کی ذات بڑی کرم والی ہے

يَا اَللّٰهُ حَلِيْمٌ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ		
اے اللہ آپ بڑے بُردبار، بڑے کرم، بڑی عظمت والے ہیں، آپ معافی کو		
	فَاعْفُ عَنِّيْ ط	
	پسند کرتے ہیں اس لئے میری خطاؤں کو معاف فرمائیں	

ھدایت

رکنِ یمانی پر پہونچ کر یہ دعا، ختم کردیں، اس کے بعد حجر اسود کی طرف چلتے ہوئے پڑھیں:-

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ، يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حجر اسود پر پہونچ کر اگر ہجوم نہ ہو تو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کرکے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہتے ہوئے ساتواں چکر شروع کردیں،



ساتویں چکر کی دعاء

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا كَامِلًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا

یا اللہ میں آپ سے ایمان کامل اور سچا یقین اور فراخ روزی مانگتا ہوں،

وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاكِرًا

اور ڈرنے والا دل اور آپ کا ذکر کرنے والی زبان اور پاک و حلال

وَّرِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَّتَوْبَةً نَّصُوْحًا وَّتَوْبَةً

ذریعہ کی کمائی کا خواستگار ہوں، اور سچی توبہ اور مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق،

قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً

اور سکرات موت کی آسانی اور مرنے کے بعد مغفرت اور درگذر، اور

وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ

معافی چاہتا ہوں حساب کے وقت ، اور جنت کے حصول

وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ

میں کامیابی اور دوزخ سے نجات کا طلبگار رہوں، تیری رحمت کے

یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ، رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ

طفیل، اے زبردست حکمت بڑی بخشش والے میرے پروردگار میرا علم وسیع کردے

بِالصّٰلِحِیْنَ ۵

اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالے

ہدایت

رکنِ یمانی پر پہونچ کر یہ دعا ختم کردیں، اس کے بعد حجر اسود کی طرف چلتے ہوئے پڑھیں :۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ ؕ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

حجر اسود پر پہونچ کر اگر ہجوم نہ ہو تو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کرلیں، اس کے بعد مقامِ ملتزم کی دُعا پڑھیں،

ملتزم خانۂ کعبہ کا وہ حصہ ہے جو بابِ کعبہ اور حجر اسود کے درمیان ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دیوار سے چمٹ کر دُعا فرمایا کرتے تھے اور ایسے لپٹ جاتے تھے جیسے شیر خوار بچہ ماں کے کلیجہ سے لپٹ جاتا ہے،

یہاں اپنے گناہوں کی معافی چاہیں، صحت و عافیت کی دعا مانگیں، رزقِ حلال کی دعا مانگیں، اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے دعائے خیر کریں، اسلام کے عروج و ترقی اور مسلمانوں کی فلاح اور اصلاح کی دعا کریں، اور یہ یقین جانیں، یہاں آپ خدا سے جو مانگیں گے وہ ملے گا، بقول اکبر الہ آبادیؒ ؎

خدا سے مانگ لے جو مانگنا ہو اے اکبرؔ
یہی وہ در ہے جہاں آبرو نہیں جاتی

مقامِ ملتزم کی دُعاء

اَللّٰھُمَّ یَارَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا

یا اللہ! اے اس قدیمی گھر کے مالک ہماری اور ہمارے ماں باپ اور ہمارے

وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَوْلَادِنَا

بھائیوں اور ہماری اولاد کی گردنوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد

مِنَ النَّارِ یَاذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَالْفَضْلِ

کردیں، اے صاحبِ جود و کرم، صاحبِ فضل و عطاء اپنے بندوں

وَالْمَنِّ وَالْعَطَآءِ وَالْاِحْسَانِ ؕ اَللّٰھُمَّ

پر بے حد احسان فرمانے والے، یا اللہ ہمارے

اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ

تمام معاملات اور کاموں کا انجام بخیر کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی

خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ

اور عذابِ آخرت سے بچالیں،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَاقِفٌ

اے اللہ میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ ہی کا غلام زادہ ہوں، آپ کے مقدس

تَحْتَ بَابِكَ مُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِكَ مُتَذَلِّلٌ بَیْنَ

گھر کے دروازہ اور اس کی چوکھٹ سے لپٹ کر گریہ وزاری کررہا ہوں،

يَدَيْكَ اَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰى عَذَابَكَ مِنَ		
آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں، اور آپ کے عذاب دوزخ کے خوف سے		
	النَّارِ يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ ط	
	لرزاں ہوں، ای ہمیشہ احسان کرنیوالے،	
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِيْ وَتَضَعَ		
یا اللہ میری آپ سے التجا ہے کہ جو ذکر یں آپ کا کر دل اسے قبول فرما کر بلندی پر		
وِزْرِيْ وَتُصْلِحَ اَمْرِيْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِيْ وَتُنَوِّرَ لِيْ		
اٹھالیں اور میری کاموں کو درست فرمادیں اور میرے قلب کو پاک صاف کر دیں،		
فِيْ قَبْرِيْ وَتَغْفِرَ لِيْ ذَنْبِيْ ط وَاَسْئَلُكَ الدَّرَجَاتِ		
اور میری قبر کو منور فرمادیں اور میرے گناہوں کو بخشدیں، اے اللہ! میں آپ سے		
	الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ ط اٰمِيْن ط	
	جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات کا طلب گار ہوں،	

ھدایت

یہ دعا ختم کر کے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز طواف واجب ادا کریں، پہلی رکعت میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ شریف پڑھیے اور سلام پھیر کر دعا، مقام ابراہیم پڑھیے۔

دعاء مقامِ ابراہیم

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ

اے اللہ آپ میرے ظاہر وباطن کی باتوں کو جانتے ہیں، اس لئے گناہوں کی معافی کی

مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ، فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ

معذرت قبول فرمالیں، اور آپ میری حاجت سے واقف ہیں اس لئے میرا سوال پورا فرمادیں

مَافِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ ط

اور آپ دلوں کا حال جانتے ہیں پس میرے گناہوں کو معاف کردیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ،

اے اللہ میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو دل کی گہرائیوں تک اتر جائے،

وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰٓی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ

اور ایسا پختہ یقین کہ میں جان لوں جو کچھ آپ نے میرے مقدر میں لکھ دیا ہے وہ

اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ، وَرِضًا مِّنْکَ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ

ہو کر رہے گا، اور میری قسمت کے لکھے پر رضائے کامل عطا فرمائیے،

اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا

کیونکہ آپ ہی دنیا اور آخرت میں میرے کارساز ہیں، اور نگہبان ہیں (الٰہی) حالتِ

وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۵

اسلام میں مجھے موت دیجئے اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیجئے

اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ

الٰہی اس مقدس جگہ کی برکت سے میرا کوئی گناہ ایسا نہ رہے جو معاف نہ ہو جائے،

وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَيْتَهَا

اور ہر پریشانی دور ہو اور تمام حاجات و ضروریات کو پورا فرما دیں،

وَيَسَّرْتَهَا فَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا،

اور آسان کردیں اور ہمارے سینوں کو نور ہدایت قبول کرنے کے لئے کھول دیں،

وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصّٰلِحٰتِ اَعْمَالَنَا ط

اور روشن فرما دیں، اور ہمارے تمام کام کا انجام بخیر فرما،

اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ، وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ،

یا اللہ! ہمیں حالتِ اسلام میں موت دیں، اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیں

غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

اور دین و دنیا کی رسوائی اور فتنوں سے محفوظ رکھیے، قبول فرمائیے یہ دعائیں اے دونوں جہان کے پروردگار

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

اور درود و سلام ہو اللہ تعالیٰ کے پیارے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر

وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۵

اور آپ کے تمام اصحاب پر

زمزم پیتے وقت کی دُعا

مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نمازِ طواف سے فارغ ہو کر زمزم شریف پر آئے، اور بیت اللہ شریف کی طرف مُنہ کر کے کھڑا ہو پھر بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں خوب سیر ہو کر زمزم پئے، اور ہر سانس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھے، زمزم پینے کے بعد یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا	
یا اللہ میں آپ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو نفع دینے والا ہو، اور فراخ روزی کا طلبگار	
وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ ۞	
ہوں اور ہر بیماری سے شفا چاہتا ہوں	



سعی کا بیان

جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو تو طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کرے، اس کے بعد بابُ الصّفا سے نکلے، ویسے دوسرے دروازہ سے بھی نکلنا جائز ہے، لیکن افضل بابُ الصّفا سے ہے،

حرم شریف سے نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر نکالیں پھر یہ دعا پڑھیں،

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

میں اللہ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں اور صلوٰۃ وسلام نازل ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ ط

یا اللہ میرے گناہ معاف فرما دیجئے اور میرے اوپر اپنے فضل کے دروازے کھول دیجئے

بابُ الصّفا یا کسی دوسرے دروازہ سے نکل کر کوہِ صفا کی اونچائی کی طرف اتنا اونچا چڑھے کہ دروازہ میں سے بیت اللہ نظر آنے لگے، اور یہ آیت پڑھے:-

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ ط اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ

میں بھی اسی سے ابتداء کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء فرمائی، بیشک صفا، مروہ

شَعَآئِرِ اللّٰهِ ط

اللہ کی (پاک) نشانیوں میں سے ہیں

سعی کی نیت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ سَبْعَۃَ

یا اللہ میں صفا مروہ کے درمیان سعی کے سات چکروں کی نیت کرتا ہوں،

اَشْوَاطٍ لِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ط

خالص آپ کی رضا اور خوشنودی کیلئے پس آپ اس کو میرے لئے آسان فرمائیں اور قبول فرمالیں

اس کے بعد جو چاہے دعاء مانگے، اور اگر عمرہ کا احرام نہ ہو تو تلبیہ بھی پڑھتا رہے، اور صفا پر تقریباً پچیس آیات پڑھنے کی مقدار تک ٹھیرا رہے، اس کے بعد دعاء مانگتا ہوا مروہ پہاڑ کی طرف چلے صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت مندرجہ ذیل مختصر دعائیں پڑھتا رہے،

سعی کی مختصر دعائیں

(۱) رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ

اے ہمارے رب میری مغفرت فرمادیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی اور تمام

یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ط

مؤمنین کی بھی حساب کتاب کے دن

② رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ط

یا اللہ مجھے بخش دیجئے اور مجھ پر رحم فرمائیے، آپ سب سے زیادہ عزت و بزرگی والے ہیں

③ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

یا اللہ میں آپ سے دنیا اور آخرت میں (ہر بری چیز سے) عافیت چاہتا ہوں،

④ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

⑤ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوا مروہ پر پہونچ کر خانہ کعبہ کی طرف کو منہ کر کے کھڑا ہو اور مروہ سے صفا کی طرف پھر دوسرا پھیرا شروع کرتے ہوئے وہی دعائیں پڑھتا رہے، جو پہلے پھیرے میں پڑھی ہیں، اسی طرح ساتوں پھیروں میں پڑھے،

اور اگر بڑی دعاء پڑھنے کو دل چاہے تو آگے لکھی ہوئی دُعائیں پڑھے، لیکن دعاء کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ دل جمعی اور سکونِ قلب ہو

میلین اخضرین کے درمیان پڑھنے کی دعا

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ، اِنَّكَ تَعْلَمُ

اے پروردگار میری مغفرت فرمادیں اور میرے حال پر رحم کر دیں اور میرے ساتھ عفو و

مَا لَا نَعْلَمُ، اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ط

درگذر کا معاملہ فرمائیں، بیشک آپ وہ جانتے ہیں جو ہم نہیں جانتے بیشک آپ

زبردست بزرگی والے ہیں

ہدایت

جس جگہ سعی کرتے ہیں اس کو مسعیٰ کہتے ہیں، جب صفا مروہ کی طرف چلتے ہیں تو دائیں بائیں ہرے رنگ کے دو ستون بنے ہوتے ہیں، اور ان پر سبز رنگ کی ٹیوب لائٹ جلتی ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں بی بی ہاجرہ دوڑی تھیں، دونوں ستونوں کے درمیان ۲۷ گز کا فاصلہ ہے، یہاں ہر چکر میں جھپٹ کر چلنا مردوں کو سنت ہے، پھر آگے چل کر دو ستون اور ہیں، یہاں پہونچ کر جھپٹ کر چلنا بند کر دیں، اس جگہ کو میلین اخضرین کہتے ہیں،

اگر کسی کا بڑی اور طویل دعا، پڑھنے کو دل چاہے تو یہ دعا، پڑھے:-

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،

اللہ سب سے بڑا ہی، اللہ سب سے بڑا ہی، اللہ سب سے بڑا ہی، اور سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا

اللہ کا شکر ہی کہ اس نے ہمیں ہدایت دی، اللہ کا شکر ہی کہ اس نے ہمیں اپنی

اَوْلَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَانَا لِهٰذَا،

نعمتوں سے نوازا، سب تعریفیں اس خدا کی کہ اس نے ہمیں راہ ہدایت سجھائی، اور اگر وہ

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ،

ہمیں راستہ نہ بتاتا تو ہم راستہ نہ پاتے،

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہی اس کا کوئی شریک نہیں،

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ

اسی کا سارا ملک ہی اور اسی کے لئے سب تعریف ہی وہی جلاتا اور مارتا ہی اور وہ

حَىٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى

زندہ ہی، جو نہیں مرے گا، سب بھلائی اسی کے قبضہ میں ہے اور وہ

كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۵

ہر چیز پر قادر ہے،

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَصَدَقَ وَعْدَهٗ

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا وعدہ سچا ہے

وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ
اور مدد کی اس نے اپنے بندے کی اور اس کے لشکر کو غالب کیا اور اسی نے تمام گروہوں
وَحْدَهٗ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ
کو شکست دی، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور ہم اسکے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ٥
مگر خالص دین کرتے ہوئے اسی کی عبادت کو، اگرچہ کافر برا مانیں،
اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ اُدْعُوْنِيْٓ
اے اللہ آپ نے فرمایا ہے اور آپ کا فرمانا سچا ہے. مجھ سے مانگو میں
اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ٥
تمھاری دعا قبول کروں گا اور بیشک آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے،
وَاِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ،
اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جیسے آپ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی ہے
اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّيْ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ ٥
وہ مجھ سے چھین نہ لیں، یہاں تک کہ مجھے حالتِ اسلام میں موت دیں،
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں، اور نہیں کوئی معبود سوائے
اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا
اللہ کے اللہ سب سے بڑا ہے اور نہیں ہے طاقت نیکی کی اور نہ گناہ سے بچنے کی، مگر

بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

اللہ کی مدد سے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى آ

اے اللہ رحمت اور سلام بھیجئے ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی

لِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

آل اور اصحاب کبار پر اور آپ کے متبعین پر روزِ قیامت تک،

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَشَائِخِيْ

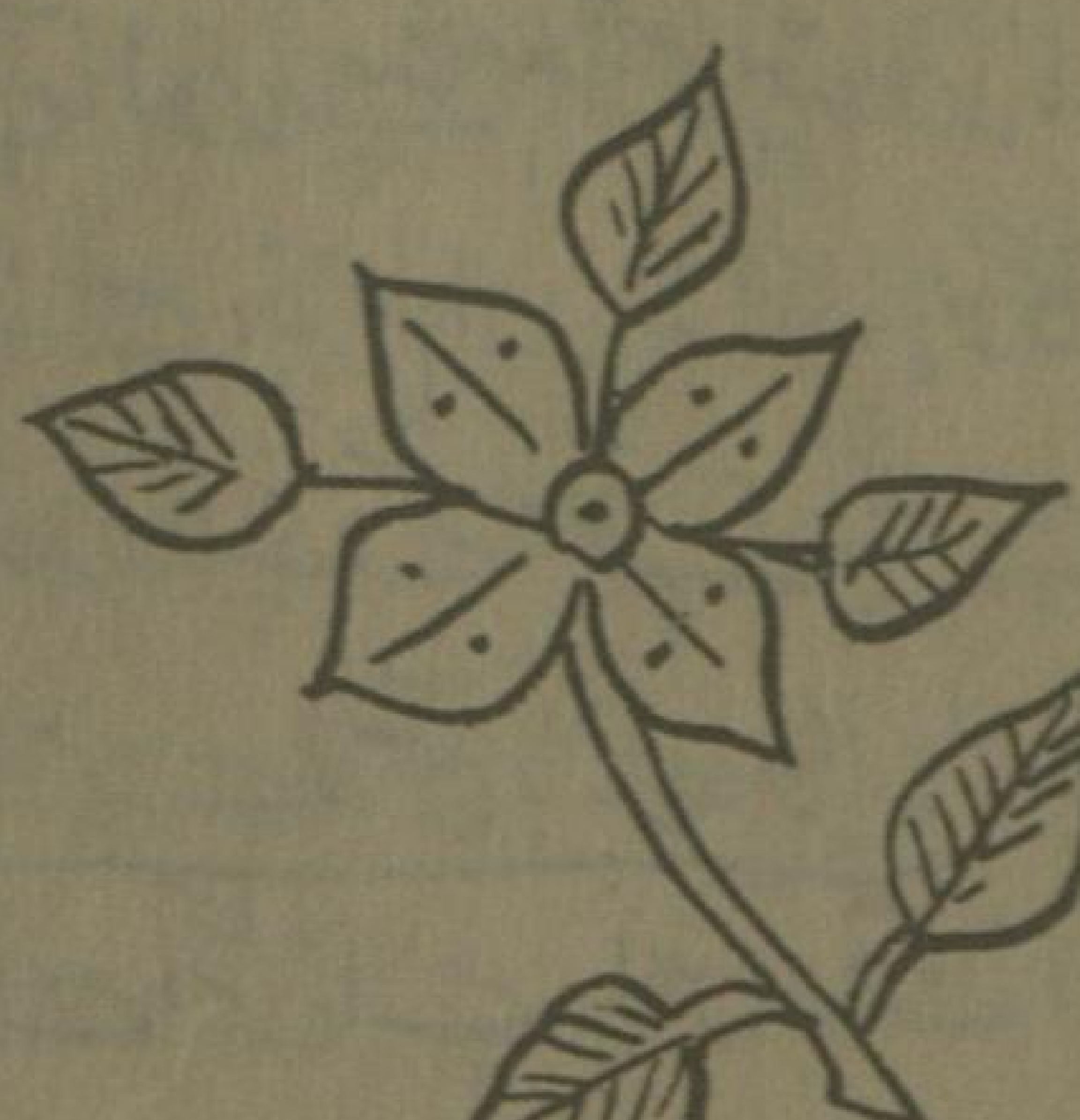
اے اللہ مجھے اور میرے والدین اور میرے بزرگوں

وَلِلْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى

اور تمام مسلمانوں کو بخش دیں، اور سلام نازل ہو تمام

الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

رسولوں پر اور سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا



حج کو جانے سے پہلے چند کام کی باتیں

حج پر روانہ ہونے سے پہلے استخارہ کرلینا مسنون ہے، جس کا طریقہ "معین الحجاج حصہ دوم" کے دوسرے باب میں بیان کیا گیا ہے، جب حج کو جانے کا فیصلہ ہو جائے تو سفر شروع کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل باتیں غور سے پڑھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں، اگر ان پر عمل کیا گیا تو انشاء اللہ بہت سی پریشانیوں سے محفوظ رہے گا،

سفر شروع کرنے سے پہلے ہر حاجی کو چاہئے کہ ان باتوں کو غور سے پڑھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے، اگر ان پر عمل کیا گیا تو انشاء اللہ بہت سی پریشانیوں سے محفوظ رہے گا،

① جہاں تک ممکن ہو سامان کم سے کم اپنے ساتھ لے جائے، زیادہ سامان زیادہ پریشانی کا سبب ہوتا ہے، پھر یہ بھی خیال رکھے کہ عدد بھی کم ہوں،

② سامان پر اپنا اور اپنے معلّم کا پتہ اور نام لکھ دیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سامان گُم ہو جاتا ہے، نام اور پتہ لکھا ہوگا تو تلاش کرنے میں آسانی ہوگی، یا کوئی اللہ کا بندہ آپ کے معلّم کے پاس پہنچا دے گا، سامان کا ٹرنک خوب بھر کر اوپر سے رسّی باندھ دیں، جہاز سے جب سامان اتارا جاتا ہے تو کرین سے اترتا ہے، اس وقت اچھا مضبوط ٹرنک بھی

ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو جاتا ہے، اس ترکیب سے آپ کا ٹرنک محفوظ ہو جائے گا،

(۳) جہاز میں سوار ہونے سے پہلے چیچک، ہیضہ وغیرہ کے ٹیکے لگوالیں ورنہ جہاز پر سوار ہوتے وقت بڑی پریشانی ہوگی، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سوار ہی نہ ہونے دیں، ایسے ہی پاسپورٹ اور اس کے متعلق جتنے کام ہوں وہ سب حاجی کیمپ میں مکمل کرا کر بندرگاہ پہونچیں،

(۴) جہاز کی روانگی کا وقت اور دن جب معلوم ہو جائے تو اپنا سامان، پاسپورٹ اور ٹکٹ وغیرہ سب چیزیں ساتھ لے کر بندرگاہ جلدی پہونچیں، جلدی پہونچنے میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جہاز میں سوار ہونے میں آسانی رہتی ہے، اور جگہ بھی اچھی مل جاتی ہے، دیر سے پہونچنے میں بہت سی پریشانیاں ہو جاتی ہیں، اگر گرمی کا زمانہ ہوا تو اور بھی پریشانی ہوگی،

(۵) پاسپورٹ، ٹکٹ، سب ایک جگہ کسی ہاتھ کے بیگ یا تھیلہ وغیرہ میں حفاظت سے رکھیں، کیونکہ کراچی میں سوار ہوتے وقت اور جدّہ میں اُترتے وقت دکھلانے ہوتے ہیں، اور جدّہ کی بندرگاہ پر آپ سے لے لئے جائیں گے،

(۶) کراچی میں بندرگاہ پر کسٹم وغیرہ کی خانہ پری کے بعد جہاز پر سوار ہونے کی اجازت مل جاتی ہے، جہاز پر سوار ہونے سے پہلے کسی قُلی سے معاملہ طے کر لیں، یہ گھبراہٹ کا وقت ہوتا ہے، اس لئے ہوش و حواس کو درست رکھیں، اور صبر و استقلال سے کام لیں، قُلی کا نمبر نوٹ کر لیں، اور سامان کے عدد گن کر اس کے حوالہ کر دیں، مزدوری

پہلے طے کرلیں، وہ آپ کا سامان جہاز میں رکھ کر آئے گا، اس کے بعد اس کے ساتھ آپ جہاز پر جاکر اپنا سامان جانچ پڑتال کرلیں، اور اطمینان کرکے اس کو یا تو خود اپنے پاس سے مزدوری دیدیں، یا آپ کے جو دوست احباب بندرگاہ پر ہوں ان کو مطلع کردیں کہ سب سامان پہونچ گیا، اس کی مزدوری دیدیں،

⑦ اپنی چیز سفر میں کسی اجنبی آدمی کو مت کھلاؤ، اور نہ کسی اجنبی کی چیز خود کھاؤ، آجکل اس قسم کے خطرناک لوگ ہوتے ہیں کہ نشہ آور چیز کھلا پلا کر لوٹ لیتے ہیں، ریل کے سفر میں اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے،

⑧ جہاز اور حج کے سفر میں پیچش کی شکایت ہوجاتی ہے، اس لئے اپنے ساتھ اسپغول یا تخم ریحان ضرور رکھ لیں، اگر خدانخواستہ کبھی شکایت ہوجائے تو چینی کا شربت بناکر چھ ماشہ اسپغول یا تخم ریحان پھانک لیں،

⑨ جہاز میں جوتہ زیادہ خراب ہوتا ہے اس لئے چپل یا سلیپر اپنے ساتھ ضرور لے کر چلیں،

⑩ احرام میں ایک چادر اور ایک تہبند کی ضرورت پڑتی ہے، بہتر یہ ہے کہ دو چادر اور دو تہبند لے لیں، اگر ایک خراب ہوگیا تو دوسرا کام دے گا یا کسی دوسرے کے کام آجائے گا،

⑪ موسم کے اعتبار سے کچھ پہننے کے کپڑے بھی ساتھ لیلیں، بعض مرتبہ سردی زیادہ ہوتی ہے، اس مرتبہ فروری ۱۹۷۲ء میں

مکہ معظمہ میں کم اور اس سے زیادہ سردی مدینۂ منوّرہ میں پڑی، جو کہ پاکستانی حجاج کے لئے بڑی تکلیف دہ اور ناقابلِ برداشت تھی، اس لئے گرم شیروانی یا کوٹ اور سوئیٹر ضرور ساتھ رکھ لیں، اور کمبل یا ہلکا لحاف بھی لے لیں تو کوئی نقصان نہیں، ویسے بھی بحری جہاز میں نہ کرایہ لگتا ہے نہ زیادہ سامان لے جانے پر پابندی ہے،

⑫ قرآن شریف (حمائل) وظائف کی کوئی معتبر کتاب (جیسے مناجاتِ مقبول) مسائلِ حج کی کتاب، چاقو، استرہ، قینچی، ناخن تراش سُوئی، دھاگہ، لوٹا، پیالہ، رکابی، بالٹی یا ڈرم، پنسل، مُصلّے، رنگین چشمہ دھوپ میں استعمال کے لئے، بیٹری، بستر بند، سُوا، سُتلی بھی ساتھ لے لیں، یہ چیزیں وقتِ ضرورت کام دیتی ہیں، نہ ہوں تو کسی سے مانگو یا مُنہ تکتے رہو،

⑬ بحری سفر میں مٹھائی تو اکثر خراب ہو جاتی ہے، اور کھانے کو بھی دل نہیں چاہتا، لیکن نمکین خستہ بسکٹ، تلی ہوئی دال، نمک مرچ پڑی ہوئی بیسن کی کھجوریں لذیذ معلوم ہوتی ہیں، اس لئے یہ چیزیں ساتھ لے لیں تو اچھا ہے، ویسے جہاز میں صبح کی چائے اور بسکٹ ناشتہ میں، دوپہر کو سالن، دال چاول، اچار ملتا ہے، سہ پہر کو خالی چائے ملتی ہے، پھر بعد مغرب روٹی سالن، چاول وغیرہ ملتے ہیں، تلی ہوئی دال وغیرہ اگر جہاز میں کام نہ آئیں تو منیٰ، عرفات میں کام آئیں گی، مکہ معظمہ میں چونکہ خشکی ہوتی ہے اس لئے یہ چیزیں

وہاں خراب نہیں ہوتیں اور خستہ بھی رہتی ہیں، حج تک بخوبی ٹھیک رہیں گی،

⑭ مستورات اگر ساتھ ہوں تو ان کو سفر کی ضروریات سمجھا دیں، جس جگہ اترنا ہے اس کا نام اور پہچان وغیرہ بتلا دیں تاکہ وہ بھی تیار رہیں ان کو اپنے شہر وغیرہ کا پورا پتہ یاد کرا دیں، اور معلم کا نام بھی بتلا دیں،

⑮ جہاں تک ہو عورت سفر میں زیور وغیرہ اپنے ساتھ نہ لے، سفر میں بناؤ سنگھار خطرناک ہے، بعض مرتبہ جان لیوا بھی ثابت ہوتا ہے،

⑯ آجکل زرمبادلہ چونکہ کم ملتا ہے، اس لئے کھانے پینے کی چیزیں یہیں سے لے لیں تو آرام رہیگا، راشن یعنی گیہوں، چاول کی قیمت اگر آپ حاجی کیمپ میں کرایہ جہاز وغیرہ کے ساتھ جمع کر دیں تو آپ کو ایک پرچی مل جائے گی، آپ اس کو حفاظت سے رکھیں، مکہ معظمہ پہونچ کر وہ پرچی دکھلانے پر پاکستان کی طرف سے جو ادارہ مقرر ہے وہاں سے یہ چیزیں مل جائیں گی، کچھ دالیں اور گھی وغیرہ اپنے ساتھ لیلیں ان کے علاوہ اور جو چیزیں آپ مناسب سمجھیں یا آپ کو تجربہ کار حاجی جن چیزوں کے ساتھ لے جانے کا مشورہ دیں وہ لے لیں،

کراچی سے جدّہ اور جدّہ سے مکّہ معظمہ وغیرہ کی مسافت کا تخمینہ

کراچی سے عدن کا فاصلہ	۱۴۷۵	میل
کراچی سے جدہ "	۲۱۸۵	میل
جدّہ سے مکہ معظمہ "	۴۵	میل
مکّہ سے مدینہ منوّرہ "	۲۶۶	میل
مکّہ سے منیٰ "	۳	میل
منیٰ سے عرفات "	۹	میل
عرفات سے مزدلفہ "	۳	میل
مکہ معظمہ سے طائف "	۶۰	میل
مکہ معظمہ سے حدیبیہ "	۱۶	میل

مدینہ منوّرہ کے مختلف مقامات کی مسافت کا تخمینہ

مدینہ منورہ سے مسجد قبا کا فاصلہ	۲	میل
مدینہ منوّرہ سے جبلِ اُحد "	۳	میل
مدینہ منوّرہ سے مساجد خمسہ "	۳	میل
مدینہ منوّرہ سے مسجد قبلتین "	۳	میل
مدینہ منوّرہ سے بیرِ علی "	۵	میل
مدینہ منوّرہ سے مقامِ بدر "	۹۳	میل

۴۸۶

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

اے زندہ سب کے تھامنے والے تیری رحمت سے فریاد کرتا ہوں

دنیا سے اس طرح ہو رخصت غلام تیرا
ہو دل میں یاد تیری ہو لب پہ نام تیرا
منکر نکیر آ کر دے جائیں یہ بشارت
تجھکو رہے مبارک حُسنِ ختام تیرا
محشر میں ہو پہنچکر اس تشنہ لب کو حاصل
تیرے نبیؐ کے ہاتھوں کوثر کا جام تیرا
اوروں کے آگے رسوا کرنا نہ میرے مولا
آگے ترے خجل ہے عاصی غلام تیرا
اپنے کرم سے کرنا مجھ کو بھی ان میں شامل
جن پر عذاب ہوگا یا رب حرام تیرا
ہوں ارذلِ خلائق اشرف کا واسطہ ہو
شافع ہو جو نبی ہے خیر الانام تیرا
دونوں جہاں کا دُکھڑا مجذوب رو چکا ہے
اب آگے فضل کرنا یا رب ہے کام تیرا

(حضرت مجذوبؒ)

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ؕ

اور لوگوں کے ذمہ ہے حج کرنا اللہ کیلئے بیت اللہ کا جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو!!

عکسی

معین الحجاج

حصہ دوم

جناب قاری شریف احمد صاحب خطیب جامع مسجد ریلوے سٹی اسٹیشن کراچی

حج وعمرہ کے متعلق ضروری مسائل

مکہ معظمہ، بیت اللہ شریف کے مقدس مقامات کی تاریخ وفضائل

اوران مقامات میں پڑھنے کی مسنون دعاؤں کا معتبر اور مفید رسالہ!

ناشر

مکتبہ رشیدیہ قاری منزل مراسٹریٹ متصل پاکستان چوک کراچی ۱

تصدیق صحتِ مسائلِ کتاب ھٰذا

حضرت مولانا مفتی محمد اکمل صاحب مدظلہ مرتّب فتاوٰی دارالعلوم دیوبند

حال مفتی دارالافتاء مدرسہ اشرفیہ جامع مسجد حبیب لائن کراچی؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً، حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب میرے دیرینہ کرم فرما ہیں، موصوف بہت مخلص، بڑے اچھے دیندار ہیں، اور سادہ طبیعت سلیم الطبع شخص ہیں، اس سے پہلے بھی قاری صاحب متعدد دینی کتابیں تالیف فرما چکے ہیں، اور ہر کتاب انکے اخلاص للّٰہیت، بے تکلفی و سادہ مزاجی اور دین سے لگاؤ کی جیتی جاگتی تصویر ہے،

حضرت قاری صاحب موصوف نے اب ایک تازہ کتاب عباداتِ حج کے متعلق "معین الحجاج" کے نام سے تالیف فرمائی ہے، حسب خواہش میں نے اس کتاب کو از اوّل تا آخر حرف بہ حرف پڑھا، اور محظوظ ہوا، عنوانات کو مناسب ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے، اور کوشش کی ہے کہ ضروری مسائل پر کتاب حاوی رہے، اندازِ بیان سادہ اور بے تکلفانہ ہے اور زبان عام فہم، فضائل اور دعائیں بھی قاری صاحب نے اس میں شامل کر کے کتاب کو زیادہ مؤثر اور مفید بنا دیا ہے، اور اپنی حیثیت و نوعیت میں یہ کتاب بہت ہی بہتر ہے اور اللہ کی ذات سے مجھے قوی امید ہے کہ وہ قاری صاحب کے اخلاص کی بدولت اس کتاب سے

مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچائے گا،

میں بھی دعا کرتا ہوں کہ خدائے قدوس حضرت قاری صاحب کی اس مخلصانہ دینی خدمت کو قبولیت کا اعلیٰ درجہ بخشے، اور لوگ اس سے بیش از بیش مستفید ہوں، آمین،

دعاؤں کا طالب

(حضرت مولانا) محمد اکمل غفرلہ

۲۷ ر رجب المرجب ۹۲ھ

تقریظ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب مدظلہ

امیر و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ، کریم پارک، راوی روڈ لاہور،

خلیفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی، نور اللہ مرقدہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

امابعد، حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہم کی تصنیف عظیم "معین الحجاج"

نہایت آسان زبان میں بہت ہی کام آنے والے مسائل حج و زیارت کا مجموعہ ہے، اس جیسی جامع کتاب اتنی آسان اور عام فہم زبان میں بہت ہی کم دیکھنے میں آئی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ مولانا موصوف کی نظر میں ایک طرف تو یہ بات ہے کہ حج کے مبارک موقع پر ہر جگہ اور ہر وقت تو عالم میسر نہیں آتا اور آجکل کے اکثر معلم بھی عالم نہیں ہوتے، دوسری طرف یہ بھی ملحوظ ہے

کہ ایسا قیمتی مقدّس وعظیم سفر جس پر جانے کی ہمت ہی مشکل ہی سے ہوتی ہو اگر مسائل سے ناواقفیت کی بناء پر خدا کے نزدیک خراب ہوتا چلا جائے تو بہت ہی بُری بات ہو، اس لئے انھوں نے عام پڑھے لکھے لوگوں کے لئے نہایت سہل انداز میں یہ کتاب تصنیف فرمائی ہے،

اس کے دس ابواب میں تقریباً ڈیڑھ سو عنوانات کے تحت فضائل دعائیں اور صدہا مسائل آگئے ہیں،

اہم بات یہ ہو کہ مولانا قاری شریف احمد صاحب نے ان مسائل کی تحریر میں بہت احتیاط برتی ہے، مزید یہ کہ طباعت سے پہلے یہ کتاب ایک جیدّ عالمِ دین کو بھی دکھالی جو یقیناً ان کی بے نفسی، انابت اور خلوص کی قابلِ تقلید مثال ہے، امید ہو کہ اس کا مطالعہ کرنے والا صحیح طرح ارکانِ حج ادا کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوگا،

اللہ تعالیٰ قاری صاحب موصوف کی اس سعیِ جلیل کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشے، اور ہم سب کو عافیت کے ساتھ پُر شوق و مبرور حج باربار نصیب فرمائے، آمین،

(حضرت مولانا) سید حامد میاں غفرالله،

از جامعہ مدنیہ لاہور،

۲۳ رجب سنہ ۹۲ھ مطابق ۳ ستمبر ۷۲ء

تمہید و مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

امابعد، یہ بات کم وبیش ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم اور آخری رکن ہے، اور ایسی عبادت ہے کہ اس میں امیر وغریب، شاہ وگدا، ہر ملک اور ہر طبقہ کے مسلمان ایک جگہ، ایک ہیئت، ایک لباس میں، ایک مقصد کے لئے عاشق اور دیوانوں کی طرح جمع ہوتے ہیں، بقول کسی شاعر کے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اس اہم فریضہ کو ادا کرنے کے لئے ہمارے بہت سے مسلمان بھائی مال کی اور وقت کی قربانی بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ دیتے ہیں، اور جسمانی تکالیف علیحدہ برداشت کرتے ہیں، لیکن ان میں اکثریت

ایسے حضرات کی ہوتی ہے جو احکامات و مسائلِ حج سے پوری طرح واقف نہیں ہوتے، اور مقصدِ حج سے واقفیت تو بڑی بات ہے،

اسی وجہ سے بعض ناسمجھ لوگ طوافِ بیت اللہ، استلام حجرِ اسود سعی بین الصّفا والمروہ اور دیگر افعالِ حج پر اعتراض کرنے لگتے ہیں اور اس قسم کے کلمے کہہ گذرتے ہیں جو کافر نہیں مگر کفر کے قریب تو پہنچا ہی دیتے ہیں، اس قسم کے کلمے وہی کہتے ہیں جو مردم شماری کے مسلمان ہیں یا جن کے دلوں میں اسلام کی محبّت اور احکاماتِ اسلام کی عظمت نہیں ہوتی، یا دینی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں، اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کا مقصد حج سے زیادہ نام و نمود اور دنیاوی شہرت ہوتی ہے،

قیامت کے قریب بہت سے لوگ نام و نمود اور شہرت کیلئے حج کریں گے

مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَحُجُّ أَغْنِيَاءُ النَّاسِ لِلنُّزْهَةِ وَأَوْسَاطُهُمْ لِلتِّجَارَةِ وَفُقَرَاءُهُمْ لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ،

(کنز العمال)

"قیامت کے قریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کے مالدار لوگ سیر و تفریح کی خاطر اور متوسّط طبقہ تجارت کی غرض سے اور فقراء بھیک مانگنے اور دکھلاوے کے لئے حج کو جایا کریں گے،،

چنانچہ آجکل اس کا مشاہدہ کچھ مشکل نہیں، ایسے ایسے لوگ دیکھنے میں آتے ہیں کہ حج کو جاتے ہیں مگر اپنے نفس کے ساتھ ذرا سا بھی مجاہدہ نہیں کر سکتے، جو حج کا اہم مقصد ہے، احرام باندھ لینے کے بعد نہ سلا ہوا کپڑا پہن سکتا ہے، نہ بال کٹوا سکتا ہے، نہ بدن کا میل اُتار سکتا ہے، نہ صابن سے نہا سکتا ہے، یہ سب نفس کے ساتھ مجاہدہ ہے، اکثر انگریزی بال رکھنے والے حضرات کو دیکھا ہے کہ حلق اور قصر کرانے سے بچنے کے لئے حیلے بہانے تراشتے ہیں، اور جیسے بال سر پر لے کر جاتے ہیں ویسے ہی واپس لے آتے ہیں، یہ بات ایسے شخص کو تو کچھ زیب بھی دیتی ہے کہ جس کے چہرے پر سنت کے مطابق ڈاڑھی اور سر پر پٹھے ہوں وہ اگر حلق نہ کرائے تو کسی حد تک قابلِ چشم پوشی ہے کہ حلق نہ کرایا تو قصر ہی کرا لیا، لیکن ایسے لوگ کہ جنکے چہروں پر سنّتِ رسولؐ نہیں اُن لوگوں کا بال نہ کٹانا اپنے نفس کو خوش کرنا ہوا، خدا کو خوش کرنا نہ ہوا، اس قِسم کے لوگوں کا بال نہ کٹانا اور حیلے بہانے کرنا ؎ خوئے بدرا بہانہ بسیار" کا مصداق ہی، جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ بالوں کی خوب صورتی نہ جانے پائے،

مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے، نہ کہ اس میں چون وچرا کرے، اس قسم کی باتیں مسلمان کی شان سے بعید ہیں، کسی حکمِ شرعی کی مصلحت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس پر عمل

کرنے میں ہی ہمارے ایمان کا امتحان ہے،

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و اُمّی) نے ارشاد فرمایا کہ:۔

اِنَّمَا جُعِلَ رَمْیُ الْجِمَارِ وَالسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ لِاِقَامَۃِ ذِکْرِ اللّٰہِ لَا لِغَیْرِہٖ،

(ابوداؤد، ترمذی)

"جمرات پر منیٰ میں کنکریاں مارنا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا (یہ لہو و لعب کی باتیں نہیں) بلکہ یہ صرف اللہ کی یاد قائم رکھنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں"

یہ فرمانِ نبوی ؐ پڑھنے اور سننے کے بعد ایک مسلمان کی یہ شان ہونی چاہئے کہ کسی بھی اسلامی حکم کی مصلحت تلاش نہ کرے، بلکہ ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کردے، اسی اطاعت میں ہماری نجات کا راز پوشیدہ ہے،

اسی کی تعلیم ہمیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ملتی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ:۔

اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَھَا ثَلٰثًا، فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ

"اے لوگو! تم پر حج فرض کردیا گیا ہے، پس حج کرو، ایک آدمی نے دریافت کیا یا رسول اللہؐ! کیا ہر سال حج فرض کردیا گیا ہے؟ آپؐ نے اس کے سوال پر خاموشی اختیار فرمائی، یہاں تک کہ اس شخص نے یہی سوال

ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُمْ فَاِنَّمَا
هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَةِ
سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی
اَنْبِیَآءِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ
بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ
وَاِذَا نَهَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ۔
(مسلم)

تین دفعہ کیا تو آپؐ نے (ناگواری کے انداز میں) فرمایا کہ اگر میں تمھارے اس سوال کے جواب میں "ہاں" کہدیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم ادا نہ کر سکتے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کسی معاملہ میں جب تک میں خود تم کو کوئی حکم نہ دوں تم مجھ سے اس کے متعلق سوال کر کر کے پابندیوں میں اضافہ کرنے کی کوشش نہ کیا کرو، تم سے پہلی امتوں کے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے بہت سوال کیا کرتے تھے، پھر ان کی خلاف ورزی کیا کرتے تھے، لہذا میری تم کو یہ نصیحت ہے کہ جب میں تم کو کوئی حکم دوں تو جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو اور جس کام سے منع کر دوں اس سے رک جاؤ"۔

ویسے تو یہ ساری حدیث ہی قابلِ تشریح ہے مگر ہم نے تو اس کو اس لئے نقل کیا ہے کہ مسلمان حدیث کے آخری الفاظ پر غور کریں کہ "جب میں تم کو کوئی حکم دوں تو جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو اور جس کام سے منع کر دوں اس سے رک جاؤ"۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا:-

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا،

"رسولؐ جو تم کو دے سو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ"۔

خدا کے بڑے شعائر چار ہیں

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خدا کے بڑے شعائر چار ہیں :-

(۱) قرآن کریم (۲) کعبۃ اللہ (۳) پیغمبرِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۴) نماز (حجۃ اللہ البالغہ)

کعبۃ اللہ کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے، اس میں کمی خدا کی شان میں کمی ہے، اس لئے خانۂ کعبہ کا حج فرض ہوا، اور اس کی تعظیم کا اس طرح حکم دیا گیا کہ بغیر صفائی اور طہارت کے اس کا طواف نہ کیا جائے، نماز میں اس کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہوں،

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام جب حرم میں داخل ہوتے تو ننگے پاؤں چلتے اور طواف وغیرہ سب مناسک ایسے ہی ادا کرتے،

اس سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ بیت اللہ کی تعظیم کس قدر اور کیوں ہے، اور اسی سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ حج کیسی عاشقانہ اور اہم عبادت ہے،

حج اُمتِ محمدیہ کی رہبانیت ہے

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امتِ محمدیہ کی رہبانیت

حق تعالیٰ نے حج کو بنا دیا ہے او بیتِ عتیق یعنی سب سے پہلے بنے ہوئے مکان کو حق تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ اس کو اپنی جانب منسوب فرمایا اور بیت اللہ (اللہ کا گھر) نام رکھ دیا،

پھر اس کے گرد و نواح کو حرم گردانا، میدانِ عرفات کو حرم بنایا اور اس کا شرف اس طرح ظاہر فرمایا کہ نہ وہاں شکار کرنا جائز ہے، نہ درخت کاٹنا حلال،

پھر فرماتے ہیں پس اس نے خانۂ کعبہ کو جو اپنی طرف منسوب کیا اور اس کے طواف کا لوگوں کو حکم دیا تو اس میں یہ حکمت ہے کہ بندوں کی غلامی کا اظہار اور ان کی بندگی کا امتحان ہو جائے، اور فرمانبردار غلام اپنے آقا کے دربار میں دور دراز مقامات سے بالقصد زیارت کرنے کو جوق در جوق ایسی حالت سے آئیں کہ بال بکھرے ہوئے ہوں، غبار آلودہ ہوں، شاہی ہیبت و جلال سے سراسیمہ اور پریشان حال ہوں، ننگے سر ننگے پاؤں، مسکین و محتاج بنے ہوئے ہوں،

اور اسی مصلحت سے اس عبادت (حج) میں جس قدر بھی اعمال و ارکان مقرر کئے گئے ہیں وہ سب بعید از قیاس و عقل ہیں تاکہ ایسے اعمال کا ادا کرنا محض حق تعالیٰ کے حکم کی تعمیل سمجھ کر ہو اور کوئی طبعی خواہش یا عقلی حکمت کا اتباع اس کا باعث نہ ہو،

اسلام کے اس اہم رکن کے متعلق بہت سے اکابرین نے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور اپنے اپنے ذوق وشوق کے مطابق ان میں اسلام کے اس آخری رکن کے فضائل ومسائل بیان کئے ہیں،

میرے استاذ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے درس بخاری میں ایک مرتبہ فرمایا کہ کتابوں میں ہم نے کتاب الحج خود بھی پڑھی اور بے شمار مرتبہ طلباء کو پڑھانے کا اتفاق بھی ہوا لیکن جب حج کو جانا ہوا تو اندازہ ہوا کہ عالم ہونے کے باوجود بھی پہلی مرتبہ معلّم کی ضرورت ہر عالم کو پڑتی ہے جو یہ بتلائے کہ حجرِ اسود یہ ہے جہاں سے طواف کی ابتداء ہوتی ہے، طواف اس طرح کیا جاتا ہے، حجرِ اسود کا استلام ایسے ہوتا ہے، یہ مقامِ ابراہیم وغیرہ ہے، تو جب عالم کو بھی معلّم کی ضرورت پڑتی ہے (خواہ وہ مسائلِ حج کے سلسلہ میں نہ ہو) تو اس سے زیادہ عام حاجی کو مسائلِ حج معلوم کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، بلکہ بعض مرتبہ تو ایسا مشکل مسئلہ سامنے آجاتا ہے کہ عالم بھی اُلجھن میں پڑ جاتے ہیں،

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حج اوّل تو ہر مسلمان پر فرض نہیں، بلکہ صاحبِ نصاب اور مال دار پر فرض ہے، پھر جن پر فرض ہو جاتا ہے، ان میں کم ایسے ہوتے ہیں جو فرض ادا کریں، اگر یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اکثریت ایسے حجاج کی ہوتی ہے جو عمر میں پہلی مرتبہ حج کو جاتے ہیں، اور قاعدہ یہ ہے کہ جو کام انسان زیادہ کرتا رہتا ہے

اس کی معلومات بھی زیادہ رہتی ہے اور جو کام کم کرتا ہے اس کی ...... معلومات بھی کم ہوتی ہے،

جیسے نمازِ جنازہ یا نمازِ عیدین میں یہ بات اکثر مشاہدہ میں آتی ہے کہ اکثر مسلمانوں کو نماز جنازہ یاد نہیں ہوتی اور عیدین کی تکبیرات میں ایک دوسرے کو دیکھتے رہتے ہیں کہ جیسے میرے برابر یا سامنے والا کرے ویسے ہی میں بھی کرلوں،

جب ان نمازوں میں یہ کیفیت ہوتی ہے تو افعالِ حج میں جو کیفیت ہوسکتی ہے اس کا اندازہ کچھ مشکل نہیں، ایسے ایسے لوگ دیکھنے میں آئے کہ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے ایسے افعال کرلئے کہ جن سے دَم دینا لازم ہوجاتا ہے، جب ان کو مسئلہ بتلایا گیا تو جواب میں بجائے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے یہ کہہ دیا کہ ہاں جی اللہ غفور رحیم ہے،

حاجی حضرات کی اس سادگی اور ضرورت کو دیکھ کر مجھ نا اہل کو خیال آتا تھا کہ کوئی مفید اور آسان رسالہ حج کے ضروری مسائل پر مرتب کروں، اگرچہ اس سلسلہ میں میری ایک کتاب "معلوماتِ حج"؏ پہلے سے موجود ہے، مگر اب اس سے زیادہ مفصل کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی، پھر اس ضرورت اور کتاب کی اہمیت کی طرف عزیز القدر حافظ رشید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی، اور اس کی عکسی طباعت کے ارادہ کا اظہار کیا،

؏ اب یہ کتاب نایاب ہے، ناشر

اوّل تو ضرورت، دوسرے یہ لالچ اور حرص کہ شاید یہی حقیر سی دین کی خدمت میرے لئے خداوند کریم کی خوشنودی اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سبب ہو جائے میں نے توکلاً علی اللہ زیرِ نظر رسالہ مرتّب کرنے کا فیصلہ کرلیا، اور مضامین کی مناسبت سے اس کا نام "مُعِینُ الحُجَّاج" رکھا، پھر یہ خیال آیا کہ حج کے ان مقدّس مقامات سے مسلمانوں کو جو تعلّق اور عشق و محبّت ہے وہ کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں، اس لئے حسبِ ضرورت بیت اللہ شریف، حجرِ اسود، مقامِ ابراہیم، چاہ زمزم، صفا مروہ وغیرہ مقامات کی تاریخ اور مفید فوٹو بھی شامل کر دیئے گئے ...... اگرچہ ان تاریخی مضامین کا بظاہر مسائلِ حج سے کوئی تعلّق نہیں معلوم ہوتا، لیکن چونکہ ان مقامات سے تعلّق حق تعالیٰ سے تعلّق کا ذریعہ..... اور سبب ہے ان کی معلومات اللہ تعالیٰ سے تعلّق اور محبت کا ذریعہ ہوگی، موجودہ دورِ آزادی میں چونکہ ہمارا تعلّق اللہ تعالیٰ سے کمزور پڑ گیا ہے اور ہم نے اللہ کی رسّی کو چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے مسلمان ہر جگہ اور ہر طرف ذلیل اور رسوا ہو رہے ہیں، اگر خدانخواستہ ہمارے یہی لیل و نہار رہے تو نہ معلوم ہمارا کیا انجام ہو، اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان شعائر اللہ کا احترام کریں تاکہ رحمتِ خداوندی ہمارے اوپر سایہ فگن ہو، اور ہم خیر القرون کے مسلمانوں کی طرح بامِ عروج پر پہونچیں، اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ،

کتاب کی ترتیب کے وقت میں نے اپنے اکابر اور بزرگوں کی مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا:-

تفسیری مضامین اور ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں

(۱) ترجمہ قرآن؛ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ،
(۲) فوائدِ عثمانی؛ شیخ التفسیر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ،
(۳) بیان القرآن؛ حکیم الامّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ،

مصالح وحکمتِ حج کے سلسلہ میں

(۴) تبلیغِ دین؛ امام غزالی رحمہ اللہ،
(۵) المصالح العقلیہ؛ حکیم الامّت مولانا تھانوی رحمہ اللہ،

مضامین فضائل ومسائلِ حج کے سلسلہ میں

(۶) زبدۃ المناسک؛ امام ربّانی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ،
(۷) فضائلِ حج؛ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ،
(۸) زیارۃ الحرمین؛ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمہ اللہ،
(۹) تاریخ اسلام؛ " " " " "
(۱۰) معلم الحجاج؛ مولانا سعید احمد صاحب رحمہ اللہ
مفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ان کے علاوہ اور مضامین یا حدیث جس کتاب سے لئے گئے اس کا حوالہ دیدیا گیا ہے،

چونکہ حج میں عوام کو حج اور اس کے متعلقہ مسائل دیکھنے اور معلوم کرنے کی ضرورت زیادہ پیش آتی ہے اس لئے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ دوسری کتابوں سے ہٹ کر اس کتاب میں ایسی ترتیب قائم کی جائے جس سے حجاج کو سہولت اور آسانی ہو جائے، اس خیال کے پیش نظر میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ اور دس ابواب اور خاتمہ پر تقسیم کر دیا، اور جو مسئلہ جس باب سے متعلق تھا اس کو اس باب میں درج کر دیا، مثلاً احرام کے مسائل احرام کے باب میں، طواف کے مسائل طواف کے باب میں وغیرہ وغیرہ،

پھر خیال ہوا کہ اس کتاب کی ترتیب چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے جو مجھ جیسے ادنیٰ درجہ کے طالب کا کام نہیں، اس لئے اپنی جماعت کے کسی بزرگ تجربہ کار اور ماہر عالمِ دین سے اس پر اصلاحی نظر ڈلوالی جائے تو اطمینان ہو جائے گا،

چنانچہ اس اہم ذمہ داری کے کام کی سرپرستی اور نگرانی کے لئے میں نے اپنے مہربان اور کرم فرما مولانا مفتی محمد اکمل صاحب مدظلہٗ سے درخواست کی، مفتی صاحب قبلہ عرصۂ دراز تک دارالعلوم دیوبند کے شعبۂ افتاء سے منسلک رہ چکے ہیں اور فتاویٰ دارالعلوم کے مرتب بھی ہیں، مزید یہ کہ حج کی کتاب کی مناسبت سے حج کی نعمت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں، اور تقریباً بارہ سال سے پاکستان کے مشہور و ممتاز عالمِ دین خطیب الامت الحاج مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی مدظلہٗ کے ہاں عہدۂ افتاء پر

فائز ہیں، میں مفتی صاحب کی اس سرپرستی اور ذرّہ نوازی کا بے حد ممنون و مشکور ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین،

ناظرین سے درخواست

اتنی جد وجہد اور کوشش کے باوجود بھی غلطی کا رہ جانا ممکن بلکہ اغلب اور انسانی فطرت ہی، اس لئے ناظرین سے درخواست ہی کہ اگر کوئی غلطی نظر آئے تو اس سے بندہ کو مطلع فرماکر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں،

دُعَــاء

خداوند کریم سے میری دعاء اور التجاء ہے کہ اے اللہ! میری اس ناچیز خدمتِ دین کو قبول فرما، اور اس کو میری نجات کا ذریعہ بنادے، اور مجھ سے جو لغزش یا غلطی ہو گئی ہو اس سے درگذر فرما،

خُدَایا

آپ کا یہ گنہگار بندہ اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یہ حقیر سا نذرانہ پیش کر کے آپ کے عفو و کرم کا امیدوار ہے،

شنیدم کہ روزِ امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

پہلا باب

اس باب میں مندرجہ ذیل مضامین بیان کئے گئے ہیں

- حج کی فرضیت و فضیلت قرآن مجید سے،
- حج کی ایک اور اہم فضیلت قرآن مجید سے،
- حج کی فضیلت و اہمیت حدیث شریف سے،
- انبیاءؑ اور صحابۂ کرامؓ اور بزرگانِ دین کا بکثرت حج کرنا،
- تین حج کرنے والے پر آتشِ دوزخ حرام ہو جاتی ہے،
- پیدل حج کرنے کا ثواب،
- حج میں خرچ کرنے کا اجر و ثواب اور فائدہ،
- حج فرض ہو جانے کے بعد تاخیر کرنے پر وعید،
- حج کب فرض ہوا؟
- فرضیتِ حج کی حکمتیں اور راز،
- مالدار پر حج فرض ہونے میں حکمت،
- کن لوگوں پر حج فرض ہے
- مسائلِ فرضیتِ حج
- عورت پر حج فرض ہونے کے ضروری مسائل
- حج کو مؤخر کرنے کے مسائل،

پہلا باب

حج کی فرضیت و فضیلت قرآن مجید سے

ناظرین نے مقدمہ سے حج کی اہمیت کا اندازہ کرلیا ہوگا، اس کے بعد قرآن مجید سے حج کی فرضیت کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱)

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ ۴ ع ۱)	"اور لوگوں کے ذمہ (فرض) ہے حج کرنا اللہ کے لئے بیت اللہ کا، جو وہاں تک پہونچنے کی طاقت رکھتا ہو اور جس نے انکار کیا تو بلاشک اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے غنی اور بے نیاز ہے"۔

علماء نے لکھا ہے کہ حج کی فرضیت کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی، شیخ الہند رحمہ اللہ فرماتے ہیں جسے خدا کی محبت کا دعویٰ ہو اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہونچنے کی قدرت رکھتا ہو تو کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیارِ محبوب میں حاضری دے، اور دیوانہ وار وہاں کا چکر لگائے، جو مدعیِ محبت اتنی تکلیف اٹھانے سے بھی انکار کرے تو سمجھ لو کہ جھوٹا عاشق ہے، اختیار رہی

جہاں چاہے دھکے کھاتا پھرے، خود محروم و مہجور ہوگا، اس محبوب حقیقی کو کسی کی کیا پرواہ ہے کوئی یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اس کا کیا بگڑتا ہے، (فوائد شیخ الہندؒ)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایسی سواری اور زادراہ کا مالک ہو کہ اس سے بیت اللہ تک پہونچ سکتا ہو اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کچھ فرق نہیں، یعنی جس دین پر چاہے مرے،

(۲) وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ، (پ ۱۷ ع ۱۱)

"اور لوگوں میں حج (فرض ہونے) کا اعلان کر دو (اس اعلان سے) لوگ تمہارے پاس (یعنی بیت اللہ کے پاس) حج کے لئے چلے آئیں گے، پیدل چل کر بھی اور ایسی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی جو دور دراز راستوں سے چل کر آئی ہوں (اور سفر کی وجہ سے) دبلی ہو گئی ہوں تاکہ یہ آنے والے اپنے منافع حاصل کریں۔"

حدیث میں ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہو چکے تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ تعمیر سے فراغت ہو چکی ہے، اب کیا حکم ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں، ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ میری آواز کس طرح پہنچے گی؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آواز کا پہونچانا

ہمارے ذمہ ہے،

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اعلان فرمایا، اور اس آواز کو زمین و آسمان کے درمیان کی ہر چیز نے سنا (موجودہ سائنس کی ترقی کے دور میں اس میں شبہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ لاسلکی کے ذریعہ ایک ملک سے دوسرے ملک تک آواز پہونچ رہی ہے، اور اس سے بڑھ کر ٹیلی ویژن کی ایجاد ہے) اور خدا جانے قیامت تک کیسی کیسی ایجادات ہوں گی،

دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے اس آواز پر (خواہ وہ پیدا ہو چکا تھا یا عالمِ ارواح میں تھا) اُس وقت لبّیک کہا، وہ حج ضرور کرتا ہے،

ایک اور حدیث میں ہے جس نے ایک مرتبہ لَبَّیک کہا وہ ایک حج کرتا ہے، جس نے دو مرتبہ کہا وہ دو مرتبہ حج کرتا ہے، اسی طرح جس نے جتنی مرتبہ لَبَّیک کہا اتنے ہی حج اس کو نصیب ہوتے ہیں [۵]،

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اس اعلان کی.....

شاہنامہ اسلام میں اس طرح ترجمانی کی گئی ہے :-

اے لوگو یہاں حج و عبادت کیلئے آؤ ؛ خلوص اور صدق نیت نذر دینے کیلئے آؤ
یہی مرکز ہی سارے دہر میں ایمان والوں کا ؛ جھکے گا سر یہیں آکے اونچی شان والوں کا
یہاں اہلِ طواف اہلِ قیام اہلِ قعود آئیں ؛ یہاں اہلِ رکوع آئیں یہاں اہلِ سجود آئیں
کوئی پیدل چلے کوئی سوارِ ناقۂ لاغر ؛ کریں حج و عبادت پاک رکھیں یہ خدا کا گھر
یہ گھر اللہ کا ہی اور وہی تم کو بلاتا ہی ؛ ہمارا کام ہی تبلیغ دیکھیں کون آتا ہی

ع ۵ دُرِ منثور،

حج کی ایک اور اہم فضیلت قرآن مجید سے

علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے حج کی ایک اور فضیلت یہ بیان فرمائی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک لاکھ سے زائد صحابۂ کرام کا مجمع تھا تو اس مبارک موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی،

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًاؕ (پ ۶ ع ۵)

"آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا، اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا، اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا"۔

اس آیت سے ایک لطیف اشارہ اس بات کا نکلا کہ جب آپؐ اسلام کا آخری رکن یعنی حج ادا فرما رہے تھے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی بھی تکمیل فرما دی، گویا ایک وقت میں کئی خوشیاں جمع ہو گئیں، (۱) حج کی خوشی (۲) جمعہ کے حج کی خوشی (۳) تکمیلِ دین اور تکمیلِ قرآن کی خوشی (۴) اللہ تعالیٰ کا دینِ اسلام سے راضی ہونے کا مژدہ اور بشارت، ان خوشیوں کے مجموعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ سب انعامات حج کے مبارک موقع پر ہوئے،

چنانچہ اہل کتاب میں سے بعض لوگوں نے امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضؓ سے کہا کہ امیر المؤمنین! اگر یہ آیت ہمارے ہاں نازل

ہوئی ہوتی تو ہم اس کے یومِ نزول کو عید منایا کرتے،

اس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا، تمھیں معلوم نہیں کہ جس روز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی اس روز مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہوگئی تھیں، ایک جمعہ کا دن جو مسلمانوں کے لئے بمنزلہ عید کے ہے، دوسرے عرفہ کا دن جو حاجی کے لئے عید بلکہ اس سے بھی زیادہ خوشی کا دن ہے،

حج کی فضیلت و اہمیت حدیث شریف سے

اب چند حدیثیں ایسی ملاحظہ فرمائیں جن سے حج کی فرضیت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے :۔

(۱) اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا (مسلم)	"اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو"،

یہ حدیث صفحہ ۶۲ پر مفصل گذر چکی ہے، وہاں دیکھ لیا جائے،

(۲) مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیَتَعَجَّلْ، (ابوداؤد)	"جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ جلدی کرے"،

اس قسم کی حدیثوں کی وجہ سے بعض ائمہ کا یہ مذہب ہے کہ جب کسی شخص پر حج فرض ہو جائے تو فوراً ادا کرنا واجب ہے، تاخیر کرنے سے گنہگار ہوتا رہے گا جب تک حج نہ کرلے،

(۳) اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ	"حج مبرور کا جنت کے سوا کوئی

لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ (بخاری، مسلم) | بدلہ نہیں "

حجِ مبرور مقبول حج کو کہتے ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں کہ حج مبرور اس حج کو کہتے ہیں جس میں ریاء اور نام ونمود کا شائبہ تک نہ ہو،

(۴) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے :-

(۱) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں (۲) نماز پڑھنا، (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) حج بیت اللہ کرنا (۵) رمضان کے مہینہ کے روزے رکھنا،

حاصل یہ کہ حج ایسا فریضہ ہے کہ اس کا ادا کرنا ہر صاحبِ نصاب کے ذمہ لازمی اور ضروری ہے، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ حج کی ادائیگی کے ساتھ ہمارے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں، اور جنّت کی بشارت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ان الفاظ میں سنائی جاتی ہے،

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ ؕ

انبیاءؑ اور صحابۂ کرامؓ اور بزرگانِ دینؒ کا بکثرت حج کرنا؛

انبیائے عظام اور صحابۂ کرام اس کثرت سے حج کیا کرتے تھے کہ آجکل کے زمانہ میں کمزور ایمان والوں کے سامنے اگر ان کی تعداد بیان کی جائے تو اس پر یقین کرنے میں تردّد ہوتا ہے، سیدنا آدم علیہ السلام

کے متعلق ہے کہ آپ نے ہندوستان سے پیدل چل کر چالیس اور بعض روایتوں کی رُو سے ایک ہزار حج کئے ہیں،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع ادا فرمایا، اس کے بعد ماہ ربیع الاوّل میں پیر کے روز وصال ہوگیا، آپؐ کے بعد خلفاے راشدینؓ اپنے زمانۂ خلافت میں برابر ہر سال حج کو جاتے رہے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں دس۱۰ حج کئے، اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہر سال حج کو تشریف لے جاتے تھے، البتہ جس سال بلوائیوں نے گھر کا محاصرہ کر کے آپ کو شہید کیا ہے اس سال نہ جاسکے،

ان کے علاوہ بہت سے اللہ والوں کے واقعات کتابوں میں مذکور ہیں، جنھوں نے اپنی زندگی میں اتنے حج کئے ہیں کہ ان پر ہم جیسے کمزور ایمان والوں کو یقین کرنے پر آجکل کے لوگ بیوقوف سمجھتے ہیں،

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ علی بن شعیب نے نیشاپور سے پیدل چل کر ساٹھ۶۰ سے زیادہ حج کئے، ابو عبداللہ مغربی نے ستانوے۹۷ حج پیدل کئے، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے پچپن۵۵ حج کئے، (فضائلِ حج)

ان کے علاوہ اور بہت سے خدا کے عاشق اور پروانوں کے واقعات ہیں جن کو کتاب کی طوالت کے خوف سے قصداً ترک

کرتے ہیں، ہمارے لئے ان واقعات میں بڑا سبق ہے، عقلمند وہ ہے جو سبق حاصل کرے، فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۝

(۱)

تین ۳ حج کرنیوالے پر آتشِ دوزخ حرام ہوجاتی ہے

فضائلِ حج میں شفاء قاضی عیاض کے حوالہ سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ کچھ لوگوں نے ایک شخص کو قتل کر کے آگ میں جلانا چاہا وہ لوگ اس پر رات بھر آگ جلاتے رہے مگر اس میت پر آگ نے ذرہ برابر اثر نہ کیا، لوگوں نے سعدون خولانیؒ (ایک بزرگ) سے یہ واقعہ بیان کیا، تو انھوں نے فرمایا شاید اس شہید نے تین حج کئے ہیں، اس پر لوگوں نے کہا جی ہاں تین حج کئے ہیں، اس پر سعدون نے کہا:۔ مجھے یہ حدیث پہونچی ہے کہ جس شخص نے ایک حج کیا اس نے اپنا فریضہ ادا کیا، اور جس نے دوسرا حج کیا اس نے اللہ کو قرض دیا، اور جس نے تیسرا حج کیا تو اللہ جل شانہ، اس کے بال و کھال پر آگ کو حرام کر دیتا ہے (مگر کوئی بھی اچھے سے اچھا نیک عمل ہو اس میں نیت خالص ہونا شرط ہے)۔

(۲)

پیدل حج کرنے کا ثواب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو حاجی پیدل حج کو جائے اور واپس آئے تو اس کے ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، آپ سے دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کس درجہ کی ہوتی ہیں تو آپ نے فرمایا ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہوتی ہے،

اللہ اکبر! یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کتنا بڑا انعام ہے کہ ایک نیکی پر اتنا ثواب عطا فرماتے ہیں اگر حساب لگائیں تو سات سو نیکیاں سات کروڑ کے برابر ہو جاتی ہیں ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے ❊ در تری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے

(۳)

حج میں خرچ کرنے کا اجر و ثواب اور فائدہ

بہت سے لوگ حج میں خرچ سے گھبراتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز لے جائیں جس کو فروخت کرکے کم از کم سفر خرچ تو نکل آئے، بہت سے حاجی وہاں پہونچ کر بخل سے کام لیتے ہیں ایسے لوگوں کو مندرجۂ ذیل حدیث پر غور کرنا چاہئے،

اَلنَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِي سَبِيْلِ اللهِ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (احمد، طبرانی)

”حج میں خرچ کرنے کا ثواب ایسا ہی جیسا جہاد میں خرچ کرنے کا“

آجکل لوگ مکہ معظمہ، مدینہ منوّرہ، جدّہ میں سامان کی خریداری

زیادہ کرتے ہیں، اور راہِ خدا میں خرچ کرنے میں بخل اور کنجوسی سے کام لیتے ہیں، ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آئے کہ خریداری میں روپیہ خرچ کرکے بھیک مانگنی شروع کردی،

یہ مانا کہ خریداری ناجائز نہیں، لیکن راہِ خدا میں خرچ نہ کرنا بھی کوئی تعریف کی بات نہیں، ہمارے بزرگوں کی یہ نصیحت ہے کہ کھانے پینے کی چیزیں خریدتے وقت بھی وہاں کے تجّار کی اعانت اور امداد کی نیت کرے تو اس میں بھی اجر و ثواب ہے،

حدیث میں ہے کہ آدمی حج کرنے سے فقیر ہرگز نہیں ہو سکتا ارشاد ہے:-

تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ فَاِنَّھُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ، (ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ)	"حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا کرو، کیونکہ وہ دونوں فقر کو دور کردیتے ہیں"

عمرہ کے بیان میں یہ حدیث مفصّل بیان کی گئی ہے، دسویں باب میں ملاحظہ فرمائیں،

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ کرنے جائے اور راستہ میں اس کو موت آجائے تو عدالتِ (خداوندی) میں نہ اس کی پیشی ہے نہ حساب کتاب ہے، اس سے کہہ دیا جائے گا کہ جنّت میں بلا حساب کتاب داخل ہو جا (کنز العمال)

غور کرنے کا مقام ہے کہ آدمی حج میں خرچ کرنے سے

غریب نہ ہو اور جو خرچ کرے اس کے بدلہ میں ایک کے سات سو ملیں، راستہ میں موت آجائے تو جنت میں بلا حساب وکتاب داخلہ مل جائے ان انعامات کی بشارت سن کر تو انسان کو حج کے جانے کے لئے بہانہ ڈھونڈھنا چاہیئے،

حج فرض ہو جانیکے بعد تاخیر کرنے پر وعید

جب کسی شخص پر حج فرض ہو جائے تو تاخیر نہ کرنی چاہیئے، بہت سے ہمارے بھائی اس کی اہمیت سے واقف نہیں، حدیث میں ہے:-

مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ، فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا،

(دارمی)

"جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا شدید مرض نے حج سے نہیں روکا اور (کوئی شرعی عذر نہ ہونے کے باوجود) اس نے حج نہیں کیا اور (بلا حج کئے) مرگیا تو چاہیے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے"

خدا کی پناہ! کتنی سخت وعید ہے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے دین پر چلنے کی توفیق دے، اور ایمان پر خاتمہ فرمائے، بُرے خاتمہ سے بچائے، آمین،

قرآن وحدیث کی انہی تاکید کی وجہ سے علماء نے حج کے

منکر کو ایسا ہی کافر بتلایا ہے جیسے دوسرے ارکانِ اسلام کا منکر کافر ہوتا ہے،

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی بھیجی، اے آدمؑ بیت اللہ کا حج اس سے پہلے کرلو کہ تم کو کوئی نیا حادثہ پیش آئے، حضرت آدمؑ نے عرض کیا یا الٰہی وہ نیا حادثہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ چیز تم نہیں جانتے، وہ موت ہے، حضرت آدمؑ نے کہا وہ موت کیا ہے؟ فرمایا عنقریب اس کا مزہ چکھ لوگے،

چنانچہ آدم علیہ السلام مکہ تشریف لے گئے تو فرشتوں نے آپ کا استقبال کیا، اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، آپ کا حج مقبول ہوا کیا تمہیں خبر نہیں کہ آپ سے دو ہزار برس پہلے بھی اس گھر کا حج کیا گیا ہے، اس وقت بیت اللہ شریف یاقوت سُرخ کا تھا،

فائدہ

انسانوں سے پہلے بیت اللہ شریف کا فرشتے طواف کیا کرتے تھے،

حج کب فرض ہوا؟

حج کے متعلق یہ بات معلوم ہونی ضروری ہے کہ ۹ھ میں مدینہ منورہ میں فرض ہوا، اسی سال جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تین سو صحابہ کرام کے

ہمراہ امیر الحجاج بنا کر بھیجا،

ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ یہ اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ شریف کے اندر داخل نہ ہونے پائے گا اور نہ کوئی ننگا ہو کر کعبہ کا طواف کر سکے گا،

اس کے بعد سنہ ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ سے زائد صحابۂ کرام کے ساتھ حج فرمایا جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے، اس حج کے دو ماہ بعد آپؐ کا وصال ہو گیا،

آپؐ کے بعد خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے زمانۂ خلافت میں ہر سال حج کیا کرتے تھے اور خود امیر الحجاج ہوتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے زمانۂ خلافت میں ہر سال خود حج کو جایا کرتے تھے، جس سال بلوائیوں نے شورش برپا کی اور آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو مجبوراً نہ جا سکے، اس لئے آپ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اپنے بجائے امیر الحجاج بنا کر بھیجا،

فرضیتِ حج کی حکمتیں اور راز

حج کی فرضیت میں علمائے اسلام نے بہت سی حکمتیں بیان کی ہیں، جن میں سے چند ہم اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں،

(۱) اسلام ہی وہ مذہب ہے جو بچھڑے ہوؤں کو ملاتا ہے، ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتا ہے، بیگانوں کو یگانہ، دشمنوں کو دوست

بنا دیتا ہے، احکامِ اسلام کا منشا ہی یہ ہے کہ مختلف قوموں کو ملتِ واحد بنا کر ایک مرکز پر جمع کر دے،

اسی لئے اہلِ محلہ میں محبت اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے مسجد میں پنجگانہ نماز جماعت سے پڑھنے کا حکم دیا گیا،

اور تمام شہر کے مسلمانوں میں اُلفت و محبت پیدا کرنے کیلئے ہفتہ میں ایک مرتبہ جامع مسجد میں مل کر جمعہ کی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا،

اہلِ شہر اور قرب و جوار میں رہنے والے مسلمانوں میں میل ملاپ، تعلق، تعارف، محبت قائم کرنے اور ان کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے سال میں دو مرتبہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز واجب قرار دی گئی،

حج مسلمانانِ عالم میں اسلامی رابطہ مضبوط کرنے، مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف صورتوں، مختلف ملکوں کے لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے اور ایک دین (اسلام) میں شامل ہونے کی دعوت دینے کے لئے صاحبِ استطاعت لوگوں پر فرض کیا گیا ہے،

مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی اجتماع نہیں، اس سے اسلامی شان و شوکت کا مظاہرہ ہوتا ہے، اور خدا کے گھر (بیت اللہ) کی عظمت کا بھی اندازہ ہوتا ہے،

یہ اجتماع ایک اعتبار سے (سیاسی لفظوں میں) عالم اسلام کی اسلامی کانفرنس ہے،

(۲) حج مالی اور بدنی دونوں قسم کی عبادتوں کا مجموعہ ہی، اسی لئے اس کے واجب ہونے کے لئے مال دار اور تندرست ہونا شرط ہے، گویا حج میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دونوں نعمتوں (مال و تندرستی) کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے،

(۳) جیساکہ ہم بتلا چکے ہیں کہ حج ایک عاشقانہ عبادت ہے، اور حاجی کی مثال ایک عاشق اور دیوانہ کی سی ہے جیسے ایک عاشق اپنے محبوب کا دیوانہ اور اس کے دیدار کا متمنی ہوتا ہے، حاجی خدا کا عاشق ہوتا ہے، اس کو حکم دیا گیا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے، اور یہ حجر اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے، تم اپنی آتشِ عشق اور شوقِ دیدار کو میرا گھر (بیت اللہ) دیکھ کر تسکین دے لو،

(۴) حج میں آدمی دور دراز کا سفر طے کرتا ہے جس میں بڑی پریشانیوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس راستہ میں تکالیف برداشت کرنا خدا تعالیٰ کی عبادت اور خطائیں معاف ہونے کا ذریعہ ہیں،

(۵) حاجی طوافِ کعبہ کی وجہ سے ان فرشتوں کے مشابہ ہو جاتا ہے جو عرشِ الٰہی کے گرد گھومتے اور طواف کرتے ہیں،

(۶) جن مقامات پر ارکانِ حج ادا کئے جاتے ہیں وہ سب مقاماتِ مقدسہ ہیں، ان میں ایسے ایسے مقامات بھی ہیں جہاں حضرات انبیائے کرام اور خدا کے رسولوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوا، حاجی جب ان مقامات کو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا تو وہ سب

واقعات نگاہ کے سامنے آجائیں گے، اور ایمان میں جوش اور حرارت پیدا ہوگی،

⑦ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کرے گی تو اس کو ثواب بھی ہوگا، کیونکہ مکہ معظمہ وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، اور نبوّت کا تاج پہنایا گیا، ترپین ۵۳ سال کی عمر مبارک آپؐ نے اسی شہر میں گذاری، بیت اللہ شریف مسلمانوں کا قبلہ اور مرکزی جگہ ہے، اس کی زیارت اور طواف کرنا اور نماز پڑھنا گویا دربارِ خداوندی میں حاضری دینا ہے،

⑧ حج خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور محبّت رکھنے والوں کے لئے ایک امتحان اور کسوٹی ہے جو سچّے عاشق ہیں وہ اپنے عیش وآرام کو، مال ودولت کو، عزیز واقارب کو، بیوی بچّوں کو، وطن عزیز کو خیرباد کہہ کر دیوانوں کی طرح نکل کھڑے ہوتے ہیں، اور کسی قسم کی تکلیف کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں، اور جو نام کے مسلمان ہیں وہ طرح طرح کے حیلے بہانے کرکے حج جیسی دولت سے محروم رہتے ہیں،

⑨ دنیا کی ہر قوم میں کھیل کود اور میلوں، نمائشوں کا رواج ہے مگر یہ سب دنیوی مصلحتوں کی بناء پر کئے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم اقوام کے میلے توحید سے خالی ہوتے ہیں، ان کو خدا کی

عظمت سے کچھ سروکار نہیں ہوتا، مگر اسلام میں حج کا یہ اجتماع اور میلہ رُوحانی اور خدا کی عظمت و کبریائی کا انوکھا مظاہرہ ہوتا ہے،

(۱۰) سفرِ حج سفرِ آخرت کا نمونہ ہے، جس وقت حاجی گھر سے چلتا ہے اور احباب و اقارب سے رخصت ہوتا ہے تو جنازے کا منظر سامنے ہوتا ہے، جب سواری پر سوار ہوا اور تمام دوست، احباب رشتہ دار مصافحہ کر کے چلے تو اپنے مرنے اور جنازہ نکلنے کا سماں نظر آیا کہ اسی طرح ایکدن اپنے دوست احباب، بیوی بچوں کو چھوڑ کر قبرستان کی طرف جانا ہے، احرام کی سفید چادر، اور لنگی باندھتے ہی کفن میں لپٹنے کا وقت اور منظر یاد دلاتا ہے، اور میقات (احرام باندھنے کی جگہ) تک پہنچنے کے راستہ میں طرح طرح کے جنگل، بیابان، ریگستان سمندر قطع کرتے وقت ان پریشان کن گھاٹیوں میں گذرنا موت کے بعد کی گھاٹیوں کو یاد دلاتا ہے،

رات کے وقت سمندری موجوں اور اس کے جانوروں کا خوف قبر کی اندھیری اور اس کے سانپ بچھو، کیڑے مکوڑوں کا خوف یاد دلاتا ہے،

جدّہ پہنچ کر وکلاء، مطوّفین کے نام پوچھنا اور وطن کا سوال قبر میں منکر نکیر کے سوالات کی یاد دلاتا ہے،

پھر جب معلّم کی معلّمی میں ٹھیرا اس کو دیکھ کر اُمّت کے مُربّی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلاتا ہے، کہ ایک دن محشر

ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں آپؐ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، عرفات کے میدان میں لاکھوں آدمیوں کا جمع ہونا اور دھوپ کی تیزی روز محشر کا نمونہ ہے، جیسے ہر معلم کا الگ الگ جھنڈا ہوتا ہے، اسی طرح میدانِ محشر میں ہر نبی کی اُمت اپنے نبی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گی،

(۱۱) حج اُن مقدس مقامات کی زیارت اور برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، جہاں لاکھوں عشاق نے ایڑیاں اور ماتھے رگڑ رگڑ کر جان دیدی،

(۱۲) حج اس عبادت کی یادگار ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے آج تک چلی آرہی ہے،

(۱۳) دنیا کے مختلف لوگوں میں مساوات پیدا کرنے کے لئے حج بہترین عمل ہے، جہاں امیر و غریب، شاہ و گدا، ہندی و پاکستانی، عربی، ترکی و افغانی وغیرہ سب ایک ہی حال میں، ایک ہی لباس میں، ایک ہی کام میں مشغول رہتے ہیں،

(۱۴) ایک حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ حج کے تمام افعال تکبر اور بڑائی کے دشمن ہیں، دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے، احباب و اقارب کو چھوڑتا ہے، نفس پروری اور سستی کا استیصال ہوتا ہے، غرض یہ کہ حج کی فرضیت میں بہت سی حکمتیں ہیں، اور بہت سی حکمتیں تو ایسی ہیں جن کا سمجھنا ہمارے بس کی بات نہیں

اور وہاں تک ہماری عقلوں کی رسائی نہیں۔ ہم ان تھوڑی سی حکمتوں کے بیان پر اکتفاء کرتے ہیں،

مالدار پر حج فرض ہونے کی حکمت

کسی شخص کے دل میں یہ وسوسہ آسکتا ہے کہ شریعت نے نماز، روزہ کی طرح حج ہر مسلمان پر کیوں فرض نہیں کیا تو ہمارے نزدیک اس کے دو جواب ہیں،

پہلا جواب: اگر ہر مسلمان پر حج فرض کر دیا جاتا تو لوگ تنگی میں پڑ جاتے، نماز کی مثال ہمارے سامنے ہے، کہ کتنے مسلمان پڑھتے ہیں، جس میں کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا،

دوسرا جواب: حج کے اکثر افعال تکبر اور نخوت، زیب و زینت عیش و عشرت جیسے مہلک رُوحانی امراض کا بہترین علاج ہیں،

یہ بیماریاں عام طور پر سرمایہ داروں میں زیادہ ہوتی ہیں جب سرمایہ دار غرباء اور عام مسلمانوں کے ساتھ ایک لباس (احرام) میں میلوں ننگے سر چلے گا اور ایک میدان (عرفات) میں ان کے ساتھ خداوند کریم کے سامنے تضرع و زاری کرے گا، روئیگا، گڑگڑائیگا احباب و اعزہ کو چھوڑ کر دور دراز کا سفر کرے گا، سردی، گرمی، برسات کے مختلف موسموں کی تکالیف برداشت کرے گا،

ننگے پاؤں اور پیدل خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی

کرے گا، میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر دیوانوں کی طرح چلے گا تو ان سب باتوں سے کبر و نخوت اور دوسری متکبرانہ روحانی بیماریوں کا استیصال اور خاتمہ ہوگا، غریب اور مسکین لوگوں سے محبت کے جذبات پیدا ہوں گے، اس وجہ سے شریعت نے مال دار لوگوں پر حج فرض کیا اور غریبوں کو مستثنیٰ کر دیا (ملخص از مصالح العقلیہ)

کن لوگوں پر حج فرض ہے

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حج اسلام کا پانچواں اور آخری اہم رکن ہے، جس کی فرضیت قرآن و حدیث سے اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، اور علمائے اسلام کا ہر زمانے میں اس کی فرضیت پر اتفاق رہا ہے، اسی لئے اس کی فرضیت کا منکر کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے،

اس اہم رکن کی فرضیت کے مندرجہ ذیل شرائط ہیں، جب یہ شرائط پائے جائیں تو اس وقت حج فرض ہوتا ہے،

(۱) آزاد ہونا، یعنی غلام نہ ہو،
(۲) تندرست ہو،
(۳) عاقل اور بالغ ہو،
(۴) حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ اتنا مال ہو کہ آمد و رفت میں خرچ کر سکے،
(۵) جن لوگوں کا نان نفقہ شرعاً اس پر لازم و ضروری ہے اُن کو

اتنے دنوں کا خرچہ دے جائے کہ واپس آنے تک ان کو تکلیف نہ ہونے پائے،

مسائلِ فرضیّتِ حج

شرائطِ حج کے بیان کے بعد اب کچھ ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں:۔

مسئلہ: تمام عمر میں ایک مرتبہ حج فرض ہے، بشرطیکہ شرائطِ حج موجود ہوں،

مسئلہ: جس شخص کے پاس ضروریات سے زائد اتنا روپیہ ہو کہ درمیانہ طریقہ پر کھاتا پیتا چلا جائے اور حج کر کے واپس آجائے تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے، اگر اتنا روپیہ نہ ہو تو فرض نہیں ہوتا، ضروریات سے مراد ہے رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے گھریلو استعمال کا سامان، اپنے پیشے کا سامان و آلات، اور قرض وغیرہ سے فارغ البالی،

مسئلہ: بیوی اور اولاد وغیرہ جن کا نفقہ اس کے ذمّہ ہے، اگر وہ حج کو جانے سے ناخوش ہیں، اور ان کا نفقہ ادا کرنے کے لئے بھی کچھ پاس نہیں تو ان کی اجازت کے بغیر جانا مکروہ ہے، لیکن اگر ان کی ہلاکت کا اندیشہ نہیں تو پھر جانے میں مضائقہ نہیں،

مسئلہ؛ سفر خرچ میں پاکستانی اور سعودی حکومتوں کے محصول، معلّم کی فیس اور دوسرے ضروری اخراجات جو دوسرے حاجی کرتے ہوں سب داخل ہیں، لیکن تحائف اور تبرّکات پر خرچ ہونے والی رقم سفر خرچ میں شمار نہیں ہوگی،

مسئلہ؛ بالغ ہونے سے پہلے اگر کسی نے حج کیا ہو تو اس سے فرض ساقط نہ ہوگا، اگر مالدار ہے تو بالغ ہونے کے بعد دوبارہ حج کرنا چاہیئے، نابالغی کے زمانہ کا حج نفلی شمار ہوگا،

مسئلہ؛ اگر کسی نے منّت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اللہ کے لئے حج کروں گا تو وہ کام ہو جانے کے بعد حج واجب ہوگیا اس کا ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے حجِ فرض کا،

مسئلہ؛ کسی پر حج فرض ہوگیا اور وہ اس میں دیر کرتا رہا قسمت کی بات وہ اسی دوران کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوگیا، جس کی وجہ سے سفر کے قابل نہ رہا، تو اس کو چاہیئے اپنی طرف سے کسی کو حجِ بدل کرا دے،

مسئلہ؛ حج فرض ہوتے ہی فوراً ادا کرنا ضروری ہے، جتنی دیر کرے گا اتنا ہی گناہ ہوتا رہے گا،

لیکن اگر آدمی حج فرض ہوتے ہی حج کی درخواست دیدے اور قرعہ میں نام نہ آئے خواہ سالوں گذر جائیں تو گنہگار نہ ہوگا، مگر نیت میں اخلاص شرط ہے، یعنی درخواست دینے کے ساتھ خدا

سے دعا بھی کرتا ہے اور یہ بھی پختہ ارادہ رکھے کہ قرعہ میں نام آگیا تو ضرور جاؤں گا،

عورت پر حج فرض ہونیکے ضروری مسائل

مسئلہ ۱: جس عورت پر حج فرض ہو گیا ہو لیکن ساتھ جانے کے لئے کوئی محرم نہیں ملتا تو اس کو چاہیئے بلا محرم حج کو نہ جائے اور محرم ملنے تک حج ملتوی کر دے، اس مجبوری کی وجہ سے حج میں جو تاخیر ہوگی اس کا گناہ نہ ہوگا، کیونکہ یہ شرعی مجبوری ہے، محرم کا مطلب ایسا آدمی ہے جس سے زندگی بھر نکاح حرام ہو، جیسے باپ، بھائی، چچا، تایا، ماموں، داماد وغیرہ (یہ شرعی محرم کہلاتے ہیں)۔

مسئلہ ۲: محرم کا عاقل، بالغ، دیندار ہونا شرط ہے، فاسق فاجر کے ساتھ جانا جائز نہیں،

مسئلہ ۳: اگر محرم نابالغ یا ایسا بد دین ہے کہ اس کی ماں بہن کو بھی اس پر اطمینان نہیں تو ایسے محرم کے ساتھ جانا جائز نہیں،

مسئلہ ۴: جو لڑکی قریب البلوغ ہے تو اس کو بھی بغیر شرعی محرم کے حج کو جانا جائز نہیں،

مسئلہ ۵: کوئی بیوہ عورت ہے جس پر حج فرض ہے، مگر ساتھ جانے

کے لئے کوئی محرم نہیں تو اس پر حج کو جانا ضروری نہیں، اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ حج کو جانے کے لئے نکاح ثانی کرے،

مسئلہ ۶: اگر کوئی عورت عدّت میں ہو تو عدّت توڑ کر حج کو جانا جائز نہیں، عدّت خواہ طلاق کی ہو، یا شوہر کی وفات کی، دونوں کا ایک ہی حکم ہے،

مسئلہ ۷: عورت دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر بغیر محرم کے حج کو نہیں جا سکتی، البتہ جس عورت کے ایام بند ہو چکے ہوں اور عمر سے ڈھل گئی ہو اس کے جانے کی علماء نے اجازت دی ہے، یعنی جب ساٹھ، ستّر سال کی عمر کو پہونچ جائے،

مسئلہ ۸: جس عورت پر حج فرض ہو اور عمر بھر اس کو محرم نہ ملے، تو ایسی عورت کو مرتے وقت حج بدل کے لئے وصیت کرنا واجب ہے، اس کے مرنے کے بعد ورثاء کو چاہئے اس کی وصیّت کے بموجب اس کے ترکہ میں سے کسی کو حج بدل کرا دیں، اس سے اس کے ذمّہ سے حج کا بوجھ اتر جائے گا، اگر وہ عورت اتنا مال چھوڑ کر مری ہے کہ قرض وغیرہ دے کر تہائی مال میں سے حج بدل کرا سکتے ہیں، تب تو ورثاء پر اس کی وصیّت کا پورا کرنا اور حج بدل کرانا واجب ہے،

اور اگر مال تھوڑا ہے تو پھر وصیّت کا پورا کرنا واجب نہیں، البتّہ مال کی کمی کی صورت میں ایک صورت یہ ہو سکتی ہے

کہ مکہ معظمہ میں کسی کو روپیہ دے کر حج بدل کرا دیا جائے، کیونکہ اس صورت میں خرچ کم ہوگا، اور ثواب سے بھی محرومی نہ رہیگی (بہشتی زیور)

مسئلہ ۹: بغیر وصیت کے مردہ کے مال میں سے حج بدل کرانا درست نہیں، البتہ اگر میت کے تمام ورثاء خوشی سے منظور کر لیں تو جائز ہے، لیکن مرنے والا بالغ ہونا چاہیئے (بہشتی زیور)

حج کو مؤخر کرنے کے مسائل

اب چند مسائل ایسے بیان کئے جاتے ہیں جن سے یہ معلوم ہو کہ کن صورتوں اور مجبوریوں کی وجہ سے شرعاً حج مؤخر کرنے کی اجازت ہے،

مسئلہ ۱: کسی کا ایسا چھوٹا بچہ ہے کہ اس کو رکھنے والا کوئی نہیں تو حج مؤخر کر سکتا ہے، کیونکہ یہ عذر ہے،

مسئلہ ۲: راستہ میں امن نہ ہو تو امن نہ ہونے تک مؤخر کر سکتا ہے امن نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زمانہ جنگ ہے جس کی وجہ سے ہر وقت خطرہ ہے کہ دشمن جہاز کو غرق کر دے گا، یا جنگ کی وجہ سے حکومت جانے سے روک دے یا ڈاکو قافلے لوٹتے رہتے ہیں، تو راستہ غیر محفوظ سمجھا جائے گا،

مسئلہ ۳: حج فرض ہو گیا مگر تھوڑا سا چلنے سے سانس غیر ہو جاتا ہے، اور آرام لینے کی ضرورت پڑتی ہے، پھر تھوڑا سا چلتا ہے تو ویسی ہی کیفیت ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ سواری پر سفر کرنے کی

بھی قدرت نہیں تو ایسی مجبوری کی حالت میں حج سے رُک سکتا ہے، (لیکن مرنے سے پہلے اپنے ورثاء کو حجِ بدل کی وصیّت کر دے)۔

مسئلہ ۴: جو شخص قرضدار ہو اور قرضہ فوراً ادا کرتا ہے تو قرض خواہ کی اجازت کے بغیر حج کو جانا مکروہ ہے،

مسئلہ ۵: اگر کوئی لڑکا بالغ ہو چکا ہے، لیکن اس کے ڈاڑھی نہیں نکلی اور سفر میں فتنہ کا اندیشہ ہے تو اس کو والدین ڈاڑھی نکلنے تک حج سے روک سکتے ہیں، اور والدین کی عدم موجودگی میں دادا، دادی، نانا، نانی بھی والدین کا حکم رکھتے ہیں:

اَلحَمدُ لِلّٰہِ

پہلا باب ختم ہوا

دُوسرا باب

اس باب میں مندرجہ ذیل مضامین کا بیان ہے

- نیت میں اخلاص اور استخارہ کا بیان
- توبہ کا طریقہ،
- والدین کی اجازت،
- امانت و وصیت کا حکم،
- گھر سے روانگی کے آداب اور دُعائیں،
- جہاز کی روانگی کے وقت کی دعاء،
- معلّم کا انتخاب، امیرِ قافلہ کا انتخاب،
- سفر میں خوش حال رہنے کی دعائیں،
- سفر کی نماز کے مسائل،
- بحری جہاز میں جمعہ کی نماز کا مسئلہ،
- مقاماتِ حج کے ضروری الفاظ کی تشریح

باب ۳

نیت میں اخلاص کا بیان

حج سے پہلے نیت میں اخلاص ہونا ضروری ہے، جس شخص پر حج فرض ہوجائے تو اللہ کا نام لیکر اس کے بھروسہ پر سفر حج کی تیاری شروع کردے، چونکہ آجکل حج کے لئے بھی حکومت کو درخواست دینی پڑتی ہے، درخواستیں لینے کی تاریخ وغیرہ کا اعلان خود حکومت کرتی ہے اس لئے یہ بھی حج کی تیاری میں شامل ہے کہ آدمی حکومت کے اعلان کا انتظار کرے جب حکومت کی طرف سے اعلان ہوجائے تو فوراً درخواست دیدے اور اس سفر سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہو، سیر و تفریح کرنا یا حاجی کہلانا مقصود نہ ہو، حدیث میں ہے قیامت کے دن تین شخص اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوں گے، ایک حافظِ قرآن، دوسرا مجاہد، تیسرا مالدار، تینوں کو بتلایا جائے گا کہ چونکہ تمھاری نیت ٹھیک نہ تھی، بلکہ لوگوں کو دکھلاوا اور دنیاوی شہرت اور نام و نمود مقصود تھا، اس لئے تینوں جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے،

معلوم ہوا کہ ہر نیک کام میں نیت میں اخلاص اور للّٰہیت ہونا اس کی قبولیت کی اوّلین شرط ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، (بخاری، مسلم) "یعنی اعمال کی قبولیت کا دار و مدار نیتوں کے خلوص پر ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب کسی حاجی کو دیکھتے تو فرماتے حاجی کم ہوتے

جارہے ہیں اور سفر کرنے والے بڑھتے جارہے ہیں،

اس لئے ہر حاجی کو چاہیئے کہ حج کو جانے سے پہلے اپنی نیت ٹھیک کرلے اور احرام میں زیادہ کر وفر نہ کرے،

استخارہ کا بیان

استخارہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے مشورہ لینا، حج کی درخواست دینے سے پہلے استخارہ کرلے کہ میں بحری جہاز سے جاؤں یا ہوائی جہاز سے، اس بات میں استخارہ کی ضرورت نہیں کہ حج کو جاؤں یا نہ جاؤں، مشہور مقولہ ہے ؎

در کارِ خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

"یعنی اچھے اور نیک کاموں میں استخارہ کی ضرورت نہیں"

نمازِ استخارہ کا طریقہ

اس نماز کی نیت اس طرح کرے:۔ میں دو رکعت نماز نفلِ استخارہ اللہ تعالےٰ کے لئے پڑھتا ہوں، اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر نیت باندھ لے، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھے، دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے، رکوع سجود سے فارغ ہو کر قعدہ کرے، اور تشہد، درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے،

سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرلے، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اس کے بعد یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ

بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ٥

اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِيْ بِهٖ ط (بخاری)

جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہونچے جس پر لکیر بنی ہوئی ہے، وہاں اس کام کا دھیان کرے، اس کے بعد پاک اور صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف مُنہ کرکے باوضو سو جائے، جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اس پر عمل کرے، خواب نظر آنا ضروری نہیں،

توبہ کا طریقہ

سفرِ حج شروع کرنے سے پہلے سچے دل سے توبہ کرے، کسی پر زیادتی یا ظلم کیا ہو تو اس سے معافی چاہے، اگر کسی کا حق ہو تو اس کو ادا کیا جائے

کسی کا دل دکھایا ہو یا ناحق ستایا ہو تو اس سے معافی مانگے،

حج کو جانے سے پہلے جو فرض نمازیں اور روزے چھوڑ دیئے ہوں ان کو ادا کرے اور عہد کرے کہ آئندہ کبھی قضا نہ کروں گا، ایسا نہ ہو کہ ایک فرض حج کرنے چلو اور بیسیوں فرض نماز کے قضا کر دو، حج کے مسافر نماز میں بہت سستی کرتے ہیں، ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ بغیر شرعی عذر کے فرض نماز کے قضا کرنے سے جو گناہ ہوتا ہے اس کی تلافی ستر نفل حج سے بھی نہیں ہو سکتی،

توبہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ غسل کرو، غسل کی ہمت نہ ہو تو وضو کرلو، اس کے بعد دو رکعت نمازِ توبہ کی نیت سے پڑھو، نماز سے فارغ ہو کر درود شریف پڑھو، پھر توبہ استغفار کرو اور خوب عاجزی سے دعاء مانگو، اپنے قصور اور گناہوں کی معافی چاہو، اگر سر پر قضا نمازوں کا بوجھ ہو تو جلد ادا کرلو، قضا نمازیں اگر نہ پڑھیں تو ان کا بوجھ گردن پر رہے گا، اور بار بار یہ دُعاء پڑھو:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَتُوۡبُ اِلَیۡکَ مِنۡھَا وَلَآ اَرۡجِعُ اِلَیۡھَآ اَبَدًا ط اَللّٰھُمَّ مَغۡفِرَتُکَ اَوۡسَعُ مِنۡ ذُنُوۡبِیۡ وَرَحۡمَتُکَ اَرۡجٰی عِنۡدِیۡ مِنۡ عَمَلِیۡ، (حصن حصین)

"اے اللہ! میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور اس کا پختہ عہد کرتا ہوں کہ پھر گناہ کبھی نہ کروں گا، یا اللہ آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے بڑی وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی بہ نسبت آپ کی رحمت کی بڑی امید ہے"

والدین کی اجازت

کسی کے والدین اگر زندہ ہوں تو ان سے حج کو جانے کی اجازت لے لینی چاہیئے، اگر والدین بیٹے کی خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر جانا مکروہ ہے، اور اگر خدمت کے محتاج نہیں تو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں (زبدۃ المناسک) مگر پھر بھی بہتر یہ ہے کہ والدین سے اجازت لے کر جائے، اگر کسی کا نفلی حج ہو تو اس صورت میں والدین کی اطاعت بہر حال بہتر ہے، خواہ وہ خدمت کے محتاج ہوں یا نہ ہوں،

امانت و وصیت کا حکم

اگر کسی کی کوئی امانت یا مانگی ہوئی چیز اپنے پاس ہو تو اس کو واپس کر دیں، اور اپنی تمام چیزوں کی فہرست بنا کر کسی دیندار آدمی کو اپنا قائم مقام بنا دیں، اور اپنے نام کا وصیت نامہ لکھ کر اپنے قائم مقام کو دیدیں،

گھر سے روانگی کے آداب

گھر سے روانگی سے پہلے اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل پڑھیں، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ، اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا مستحب ہے،

اسی طرح اپنے محلہ کی مسجد میں بھی دو رکعت نفل اسی طرح پڑھیے سلام پھیر کر آیۃ الکرسی اور لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھیے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دُعاء کریں کہ یا اللہ میرا یہ سفر آسان فرمادیں، عزیزوں، دوستوں سے رخصت ہوتے وقت اپنا کہا سنا (قصور) معاف کرائیں اور دعاء کی درخواست کریں، گھر سے خوش وخرم نکلیں، گھر بار اہل وعیال سے جدائی کے خیال سے سُست اور اداس ہو کر نہ نکلیں، اور یہ خیال دل میں رکھیں کہ ایک دن اسی طرح آخرت کے سفر پر روانہ ہونا ہے، جاتے وقت لوگوں سے خود مل کر جائیں، اور جب واپس آئیں تو لوگوں کو ملنے کے لئے آنا چاہئے۔

گھر سے روانگی کے وقت کی دُعاء

جب گھر سے روانہ ہوں تو یہ دُعاء پڑھیں :۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَلتُّکْلَانُ عَلَی اللّٰہِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ،

میں اللہ کا مبارک نام لے کر اس کا اقرار اور تصدیق کرتا ہوں کہ میرا اللہ ہی پر ایمان اور بھروسہ ہے، اور یا اللہ میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ گمراہ کروں یا گمراہ کیا جاؤں، یا میرا قدم لڑکھڑائے یا لڑکھڑایا جائے یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں، جہالت کروں یا جہالت کیا جاؤں۔

گھر کے عزیز و اقارب یہ دعاء دیتے ہوئے رخصت کریں،

اِسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَاٰخِرَ عَمَلِکَ وَزَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُ کُنْتَ

"اچھا جاؤ! تم اور تمھارا دین و دنیا کی امانت اور تمھارے کاموں کا انجام خدا کے سپرد، اللہ تعالیٰ تم کو تقویٰ کی دولت سے نوازے، اور نیکیاں آسان فرمائے جہاں بھی تم ہو۔"

جہاز کی روانگی کے وقت کی دعاء

جہاز کی روانگی کا وقت حجاج کے لئے بڑی خوشی کا ہوتا ہے، اس وقت یہ دعاء پڑھنے کا حکم ہے:-

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ ط سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۵

(پ ۲۴، ع ۴)

ترجمہ

"اور ان لوگوں نے حق تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی، جیسے عظمت کرنی چاہیے تھی، حالانکہ زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن، اور تمام آسمان

لپٹے ہوئے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں، وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے"۔

جہاز چلنے کے بعد چھ سات گھنٹے تک آبادی نظر آتی ہے، (بشرطیکہ دن ہو) اس کے بعد اوپر آسمان نیچے سبزی مائل پانی ہی پانی نظر آتا ہے، جہاز میں سناٹا چھا جاتا ہے، اور خدا کی قدرت کا اس وقت اندازہ ہوتا ہے، اگر پانی میں تلاطم نہ ہو تو سکون اور آرام رہتا ہے، ورنہ بہت سے حاجی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو دردِ سر اور قے ہونی شروع ہو جاتی ہے، ایسی حالت میں نماز نہ چھوٹنے پائے، اگر کسی سے چکروں کی وجہ سے اٹھا نہ جائے تو بیٹھ کر ورنہ لیٹے ہی لیٹے اشارہ سے نماز پڑھ لے،

کراچی سے جدہ کا فاصلہ ۲۱۸۵ میل ہے، آپ کا جہاز ایک ہفتہ میں جدہ پہنچ جائے گا، اس سفر میں آپ اپنے گھریلو اور کاروباری تفکرات سے بے فکر ہوں گے، اس لئے اب جتنی یادِ خدا کریں اتنا ہی اچھا ہے، تلاوتِ قرآن، درود شریف کا ورد، نوافل کی کثرت رکھیں، جہاز میں سمت بتلانے کے لئے قبلہ نما لگا ہوا ہوتا ہے، جس کو جہاز والے سمت کی تبدیلی کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں، اس پر اعتبار کر کے اسی سمت نماز پڑھیں،

معلّم کا انتخاب

جہاز میں معلّموں کے ایجنٹ بھی چھوٹے ہوئے ہوتے ہیں جو حاجیوں

کو طرح طرح کے خوش نما سبز باغ دکھلا کر ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں، کوئی کہتا ہے آپ کو ہمارے معلّم کی طرف سے مکہ میں ٹھہرنے کے لئے مکان مفت دیا جائے گا، نل، پانی، بجلی مفت ہوں گے، کوئی کہتا ہے ہمارا معلّم منیٰ، عرفات کے ڈیرہ، خیمہ کا کرایہ نہیں لے گا، وغیرہ وغیرہ، ایسی باتوں سے دھوکہ میں نہ آنا چاہیئے، جو حاجی ایسے لوگوں کی باتوں میں آکر اپنا مقرر کردہ معلّم بدل دیتے ہیں وہ بہت تکلیف اٹھاتے ہیں، اس کے بعد معلّم کو گالیاں دیتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پریشانی

اب جو تکلیف ہو اس کو برداشت کریں اور سمجھ لیں، خود کردہ را علاجے نیست

ہر حاجی کو حجازی حکومت کے قانون کی وجہ سے ایک نہ ایک معلّم کرنا لازمی اور ضروری ہوتا ہے، اس لئے جو لوگ حج کر آئے ہیں ان سے مشورہ کر کے کوئی معلّم پہلے ہی مقرر کر لینا چاہیئے، اور پھر جہازی دلّالوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر اس کو نہ بدلیں، جدّہ کی بندرگاہ پر اُترنے کے بعد آپ کو اپنے معلّم کا نام بتلانا ہو گا، بہتر یہ ہے جس معلّم کے ہاں آپ جائیں اس کے نام کا کارڈ اپنے پاسپورٹ پر لگا لیں، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی نام بھول جاتا ہے،

امیرِ قافلہ کا انتخاب

بحری جہاز میں تو کمپنی کی طرف سے امیر الحجاج مقرر ہوتا ہے،

اس لئے وہاں کسی امیر کی ضرورت نہیں، مگر چونکہ یہ سفر صرف جہاز کا نہیں ہوتا بلکہ طویل اور مختلف مقامات کا سفر رہتا ہے، اگر سفر میں چند ساتھی ہوں تو ان میں سے کسی تجربہ کار، ہوشیار، دیندار شخص کو اپنا امیر مقرر کر لینا چاہیے، اگر امیر عالم ہو تو بڑی اچھی بات ہے،

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تین آدمی سفر میں (ساتھ ہوں تو) ان میں سے ایک کو اپنا امیر بنا لو (ابوداؤد)

امیر کے انتخاب کے بعد شرعی احکام میں ہر معاملہ میں اس کا اتباع اور پیروی کرو، ہر کام کرنے سے پہلے یہ معلوم کر لو کہ جائز ہے یا نہیں، ہر شخص سے اور سفر کے ساتھیوں سے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ، ایک دوسرے کی اس کے کام کاج میں مدد کرو، ہو سکے اور ہمت ہو تو خدا واسطے دوسرے حاجیوں کی بھی خدمت کرتے رہو، کیونکہ اس کا بڑا اجر ہے،

سفر میں خوش حال رہنے کی دُعائیں!

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ صحابی سے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو اپنے دوستوں سے اچھی حالت میں رہو؟ تو انھوں نے کہا جی ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ نے فرمایا تو تم یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرو،

(۱) قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ (۲) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ
(۳) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ،
(۵) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، اور ہر سورت بسم اللہ پڑھ کر شروع کرو اور بسم اللہ ہی پر ختم کرو، یعنی بسم اللہ چھ مرتبہ پڑھو،

حضرت جبیرؓ فرماتے ہیں (اس سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ) جب میں سفر شروع کرتا تو اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ تباہ حال اور مفلس ہو جاتا تھا، جب سے میں نے یہ سورتیں پڑھنی شروع کیں تو سفر سے واپسی تک اپنے سب دوستوں سے زیادہ خوش حال اور دولت مند رہنے لگا، (حصنِ حصین)

یہ تو عام سفر کا حال ہے، اور جب کوئی حج جیسا سفر خالص اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کرے تو اس کے دینی اور دنیاوی دونوں فائدے حدیثوں میں بیان کیے گئے ہیں،

ایک حدیث میں ہے کہ حاجی (حج میں خرچ کرنے کی وجہ سے) ہرگز فقیر نہیں ہو سکتا، ایک حدیث میں ہے: "حج کرو غنی ہو جاؤ گے، سفر کرو صحت مند ہو جاؤ گے"

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حج کرنے میں کتنی برکت اور فائدے ہیں، فوائد کی تفصیل صفحہ ۸۱ پر ملاحظہ فرمائیں،

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی سفر کا ارادہ کرے تو اپنے (گھر کے)

دروازہ کے دونوں بازو پکڑ کر گیارہ مرتبہ قُل هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے، تو خداوند کریم سفر سے واپس آنے تک نگہبان ہو جاتا ہے (در منثور)

لہذا ہمیں چاہیے کہ سفر کے وقت ان معمولات کا ورد ضرور کرلیا کریں،

سفر کی نماز کے ضروری مسائل

مُسافر کی تعریف

شریعت میں مسافر اس کو کہا جاتا ہے جو اپنی جائے قیام سے ۴۸ میل کا سفر اختیار کر کے، کہیں باہر جائے، اس فاصلہ سے کم سفر کرنے والا شرعاً مسافر نہیں کہلائے گا،

یہ سفر خواہ کوئی پیدل طے کرے یا ریل سے یا ہوائی جہاز یا اس سے بھی زیادہ کسی تیز رفتار سواری سے ہر حال میں مسافر ہی کہلائے گا، ایسے شخص کو ظہر، عصر، عشاء کے چار فرض کے بجائے دو پڑھنے چاہئیں (بشرطیکہ وہ امام سے علیحدہ نماز پڑھے) اس کو قصر کہا جاتا ہے، لیکن اگر کوئی مسافر کسی مقیم امام کے پیچھے یہ نمازیں پڑھے تو اس وقت چار ہی رکعت پڑھے، قصر نہ کرے، اب اس سلسلہ کے کچھ ضروری مسائل ملاحظہ ہوں:۔

مسئلہ ۱: جب مسافر اپنے شہر اور بستی کی آبادی سے نکل جائے تو اسی وقت سے قصر نماز پڑھنی شروع کردے، اگر کسی شہر کا

اسٹیشن آبادی کے اندر ہو تو جب تک آبادی سے باہر نہیں ہوگا مُسافر نہیں کہلائے گا،

مسئلہ ۲: اگر کسی شہر یا کسی جگہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو ایسا آدمی مسافر ہے اس کو چاہیئے قصر نماز پڑھے،

مسئلہ ۳: اگر کوئی مسافر سہواً چار رکعت والی نماز پوری پڑھ لے، اور قصر نہ کرے، تو اگر دو رکعت کے بعد قعدہ کر لیا ہے تو آخر میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی، اور دو رکعتیں فرض اور دو نفل ہو جائیں گے، اور اگر درمیان کا قعدہ نہیں کیا تو چاروں نفل ہو جائیں گے، فرض دوبارہ پڑھے،

مسئلہ ۴: اگر امام مقیم ہو اور مقتدی مسافر، تو مقتدی کو ایسے امام کے پیچھے پوری نماز پڑھنی چاہیئے، بعض مسافر امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیتے ہیں یہ غلط ہے،

مسئلہ ۵: بحری جہاز میں چونکہ تمام حاجی مسافر ہی ہوتے ہیں، اس لئے امام اور مقتدی ظہر، عصر، عشاء، یہ تینوں نمازیں قصر پڑھیں گے،

مسئلہ ۶: چلتی ریل اور جہاز میں اگر چکرانے کا ڈر نہ ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے، اور اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے، بلا عذر شرعی بیٹھ کر نماز پڑھنے سے فرض نماز ادا نہ ہوگی،

مسئلہ ۷: نماز پڑھنے کی حالت میں ریل یا جہاز میں قبلہ بدل جانے کا علم ہو جائے تو فوراً قبلہ کی طرف مُنہ کرلے ورنہ نماز نہ ہوگی،

مسئلہ ۸: جس شخص کو جہاز میں متلی یا قے یا چکّر آتے ہوں اور بیٹھکر نماز پڑھنے کی بھی ہمّت نہ ہو تو ایسا آدمی لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے

مسئلہ ۹: جو نماز سفر میں قضا ہو جائے وہ مُقیم ہو جانے کے بعد قصر ہی پڑھی جائے گی،

مسئلہ ۱۰: مسافر کسی جگہ اگر اطمینان سے ٹھیرا ہوا ہے تو مؤکدہ سنتیں بھی پڑھنی چاہئیں، اور اگر جلدی ہے یا ریل چھوٹنے والی ہے یا اور کوئی بے اطمینانی کی بات ہے تو سنتیں چھوڑ دینے میں گناہ نہیں ہے، سنتوں، نفلوں اور وتر نماز میں قصر نہیں ہوتا،

بحری جہاز میں جمعہ کی نماز کا مسئلہ

اکثر حاجی لوگ جہاز میں جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ سب اماموں کے نزدیک (جہاز میں) بالاتفاق جمعہ جائز نہیں،

چونکہ جہاز جب شہر کی بندرگاہوں سے لنگر اٹھا کر روانہ ہوتا ہے، تو اب گویا سواری ہی کا حکم رکھتا ہے جو لوگوں کو بیابانِ سمندر میں لے جا رہا ہے، تو احناف کے نزدیک نہ شرطِ شہریت پائی گئی، اور نہ وہاں رہنا ہے، بلکہ سب مسافر ہی ہیں، اور گویا سواری پر جا رہے ہیں، پس بالاجماع یہ محل اقامتِ جمعہ نہیں، اس لئے

جمعہ بھی واجب نہیں ہوتا، بلکہ جمعہ پڑھنے سے ترکِ ظہر لازم آتا ہے، (خلاصہ زبدۃ المناسک)

لہٰذا حاجی حضرات کو احتیاط رکھنی چاہئے، اگر کسی نے جمعہ کی نماز پڑھ لی تو ظہر کی نماز ذمہ پر باقی رہے گی،

کراچی سے روانگی کے بعد یَلَمْلَم تک حاجی کے لئے حج کا کوئی خاص حکم نہیں، البتہ یَلَمْلَم سے سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، چونکہ آگے بعض نئے الفاظ آنے شروع ہو جاتے ہیں اس لئے ان کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے:-

مقاماتِ حج کے ضروری الفاظ کی تشریح

یَلَمْلَم کامران اور جدّہ کے درمیان سمندر میں ایک پہاڑی کا نام ہے، آجکل یہ پہاڑی سَعدیہ کے نام سے مشہور ہے، جب جہاز اس کے مقابل پہونچتا ہے، تو جہاز کی سیٹی بجاکر اطلاع دی جاتی ہے، یہاں سے یمن، پاکستان، ہندوستان کے وہ زائرین اور حاجی احرام باندھتے ہیں، جو جدّہ سے مکہ معظمہ جاتے ہیں،

اِحرام حاجی حج یا عمرہ کی پختہ نیت کر کے ایک چادر اوڑھ لیتا ہے اور لنگی پہن لیتا ہے، اور سِلے ہوئے کپڑے اُتار دیتا ہے اس کو احرام کہتے ہیں،

مُحرِم احرام باندھنے والا مُحرِم کہلاتا ہے،

اِفراد ؛ صرف حج کا احرام باندھ کر افعالِ حج ادا کرنا،

مفرِد ؛ صرف حج کرنے والا،

قِران ؛ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھ کر پہلے عمرہ اس کے بعد اسی احرام کے ساتھ حج کرنا،

قارِن ؛ ایک ہی احرام سے پہلے عمرہ پھر حج کرنے والا،

تمتّع ؛ میقات سے پہلے عمرہ کا احرام باندھنا اور طواف وسعی کر کے احرام کھول دینا، پھر آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھکر حج کرنا،

متمتع ؛ جو شخص حج کے ایام میں پہلے عمرہ کا احرام باندھے، اس کے بعد حج کا احرام باندھ کر حج کرے،

آفاقی ؛ میقات سے باہر رہنے والے کو کہتے ہیں، جیسے پاکستانی اور ہندوستانی وغیرہ،

اضطباع ؛ احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا،

رَمَل ؛ طواف کے پہلے تین چکّروں میں اکڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا،

میقات ؛ وہ جگہ جہاں سے مکہ معظمہ جانے والا احرام باندھتا ہے،

طواف ؛ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف مخصوص اور معیّن طریقہ سے سات چکّر لگانا،

شوط ؛ بیت اللہ کے چاروں طرف ایک چکّر لگانا،

مطاف؛ طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہی، اور اس میں سنگِ مرمر کا فرش لگا ہوا ہے، ایک چکر تقریباً سو گز کا ہوتا ہے، گویا سات چکر تقریباً نصف میل کے ہوں گے،

عمرہ؛ حِل یا میقات سے احرام باندھ کر طواف اور صفا مروہ کی سعی کرنا،

حِلّ؛ حدِ حرم سے باہر چاروں طرف میقات کے جو زمین ہے اس کو حِل کہتے ہیں،

حَرَم؛ خانۂ کعبہ کے چاروں طرف نشان لگا کر حد بندی کر دی گئی ہے، یہ حد بندی کسی طرف بارہ میل ہے، کسی طرف سات میل، اور ایک طرف تین میل ہے، ان نشانات کے اندر زمین کے واقع حصہ پر شکار کھیلنا، کوئی درخت کاٹنا یا ہری گھاس کا اکھاڑنا یا جانور کو چرانا حرام ہے،

حجرِ اسود؛ خانۂ کعبہ کے مشرقی کونہ پر ایک پتھر لگا ہوا ہے، یہ جنتی پتھر ہی، جنت سے آنے کے وقت دودھ جیسا سفید تھا، لیکن بنی آدم کے گناہوں کے اثر سے سیاہ ہو گیا ہی، یہیں سے طواف شروع کیا جاتا ہے، اور یہیں پر ختم ہوتا ہے،

استلام؛ حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ سے چھونا یا ہاتھ سے اشارہ کرنا، رکنِ یمانی کو صرف ہاتھ لگانا استلام کہلاتا ہے،

ملتزم؛ حجر اسود اور خانۂ کعبہ کے دروازہ کے درمیانی حصہ دیوار

کا نام ہے جس پر لپیٹ کر دعاء مانگنا مستحب ہے،

حطیم: خانۂ کعبہ کے شمالی جانب سنگِ مرمر کی قدِّ آدم دیوار بنی ہوئی ہے، یہ خانۂ کعبہ کا اندرونی حصّہ ہے، اس کو حطیم کہتے ہیں، یہ دیوار تین فٹ اونچی اور پانچ فٹ موٹی ہے، کعبۃ اللہ کی دیوار سے حطیم کا فاصلہ ۲۷ فٹ ہے، اس میں تقریباً ۸ فٹ کعبۃ اللہ کا اندرونی حصّہ ہے،

میزابِ رحمت: خانۂ کعبہ کے پرنالہ کو کہتے ہیں، کعبہ کا پانی بارش کے وقت حطیم میں گرتا ہے،

رکنِ عراقی: خانہ کعبہ کا مشرقی شمالی کونہ، یہ عراق کی طرف ہونے کی وجہ سے عراقی کہلاتا ہے،

رکنِ شامی: خانۂ کعبہ کا مغربی شمالی گوشہ، جو شام کی جانب ہے، رکنِ شامی کہلاتا ہے،

رکنِ یمانی: بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ کو کہتے ہیں، چونکہ یہ یمن کی جانب ہے اس لئے رکنِ یمانی کہلاتا ہے،

مصلّٰی آدمؑ: رکنِ یمانی کے برابر دیوار میں بند دروازہ کا نشان ہے، اس کے اور رکنِ یمانی کے درمیان والی جگہ مصلّٰی آدم علیہ السلام کہلاتی ہے،

زمزم: مسجدِ حرام میں مشہور کنواں ہے، جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ

حضرت ہاجرہؑ کے لئے نمودار فرمایا تھا، اس کے پانی کی فضیلت صفحہ ۲۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں،

مقامِ ابراہیم؛ یہ وہ جنتی پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خانۂ کعبہ تعمیر فرمایا تھا، یہ خانۂ کعبہ کے سامنے ایک جالی کے قبہ میں رکھا ہوا ہے، اس میں حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے نشان بھی ہیں،

صفا؛ بیت اللہ کے قریب وہ پہاڑی جہاں سے سعی شروع کی جاتی ہے،

مروہ؛ بیت اللہ کے شمالی شرقی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس پر سعی ختم ہوتی ہے، صفا مروہ یہ وہی جگہ ہے جہاں بی بی ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں سات پھیرے لگائے تھے، اس کے بعد قدرتِ خداوندی سے زمزم کا چشمہ نمودار ہوا تھا دونوں پہاڑیوں کا فاصلہ تقریباً ۲ دو فرلانگ ہے، سعی کے سات چکر ہوتے ہیں جو تقریباً دو میل کا فاصلہ ہو جاتا ہے،

میلین اخضرین؛ صفا مروہ کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں، یہاں سبز رنگ کے ستون بنے ہوئے ہیں، اور ان پر سبز رنگ کی ٹیوب لائٹ جلتی ہیں، یہ جگہ پہلے نشیب میں تھی، اس لئے یہاں بی بی ہاجرہ تیزی سے چلی تھیں،

حلق؛ سر کے بال منڈانا،

قصر؛ سر کے بال کٹوانا،

جنّتُ المعلّٰے؛ مکّہ معظمہ کا قبرستان، یہیں امّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مدفون ہیں،

دَم؛ احرام کی حالت میں بعض ممنوع افعال کر لینے کی وجہ سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہو جاتی ہے، اس کو دَم کہتے ہیں،

مِنیٰ؛ مکہ معظمہ سے مشرق کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے، جہاں حج کے بعد قربانی کرتے ہیں، ۸ر ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حاجی لوگ منیٰ جاتے ہیں، اور یہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر یہ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، پھر ۹ر ذی الحجہ کو فجر پڑھ کر حج کے لئے عرفات روانہ ہو جاتے ہیں،

مسجدِ خیف؛ یہ منیٰ کی بڑی مسجد کا نام ہے، جس میں ستّر پیغمبروں نے نماز پڑھی ہی، اور یہ بھی روایت ہے کہ ستّر پیغمبر یہاں مدفون ہیں، مسجد کے صحن میں گنبد نما جو عمارت ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے،

جمرات یا جمار؛ منیٰ میں قدِ آدم تین ستون بنے ہوئے ہیں، یہاں پر حاجی لوگ حج سے فراغت کے بعد کنکریاں مارتے ہیں،

رمی؛ جمرات پر کنکریاں مارنے کو رمی کہتے ہیں،

جبلِ ثبیر؛ منیٰ میں ایک پہاڑ کا نام ہے،

حرمی: حرم کی زمین اور حدود کے اندر رہنے والا خواہ مکہ میں رہتا ہو یا مکہ سے باہر حدودِ حرم میں،

مزدلفہ: منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے، حاجی حج سے فارغ ہوتے ہی عرفات سے بغیر مغرب کی نماز پڑھے روانہ ہو جاتے ہیں، مزدلفہ پہونچ کر مغرب، عشاء ایک ساتھ پڑھتے ہیں، رات کو یہیں قیام کرتے ہیں، یہیں سے جمرات پر مارنے کے لئے ستّر کنکریاں جمع کرتے ہیں، پھر فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ کے لئے روانہ ہوتے ہیں، یہیں مسجد مشعر الحرام ہے، جس کا قرآن پاک میں ان الفاظ میں ذکر ہے، فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ،

وادیٔ محسّر: مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے، جہاں سے گذرتے وقت تیزی سے نکلنے کا حکم ہے، اس جگہ اصحابِ فیل پر (جنھوں نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی) عذاب نازل ہوا تھا، اور سب ہلاک کر دیئے گئے تھے، قرآنِ پاک کی سورۃ الفیل اَلَمْ تَرَ كَيْفَ میں اس واقعہ کا ذکر ہے،

جبلِ قزح: مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے،

عرفات: مکہ معظمہ سے تقریباً نو میل مشرق کی طرف ایک وسیع میدان ہے، حاجی لوگ ۹ ذی الحجہ کو حج کے لئے اسی میدان میں جمع ہوتے ہیں، جس کو وقوفِ عرفات کہتے ہیں،

جبلِ رحمت: عرفات کے اسی میدان میں ایک پہاڑ ہے اس کو

جبل رحمت کہتے ہیں، اسی پہاڑ کے دامن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا جہاں پر آپ نے تاریخی خطبہ دیا،

مسجدِ نَمِرَہ؛ عرفات کے میدان میں ایک مسجد ہے، اس مسجد پر حدِ حرم ختم ہو کر عرفات کی حد شروع ہوتی ہے، مسجدِ نمرہ عرفات کے بالکل سرے پر ہے، اس کی جو دیوار مکہ کی جانب ہے وہ عرفات اور نَمِرَہ کے درمیان حدِّ فاصل ہے، خدانخواستہ اگر وہ دیوار باہر کی طرف گرے تو عرفات کی حد سے وادیِ نَمِرَہ میں گرے گی،

اس مسجد میں ۹ر ذی الحجہ کو امام ظہر اور عصر دونوں نمازیں اکٹھی پڑھاتا ہے اکٹھی کا مطلب یہ ہے کہ ایک اذان ہو کر... پہلے ظہر اس کے بعد دوسری تکبیر سے عصر کی نماز ہوتی ہے، ظہر اور عصر کی ان دونوں نمازوں کے درمیان ظہر کی سنتیں نہ پڑھی جائیں، ان دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے کیلئے یہ شرط ہے کہ دونوں نمازیں جماعت کے ساتھ ہوں،

بطنِ عرنہ؛ عرفات کے قریب ایک جنگل ہے جو عرفات کی حد سے خارج ہے، حاجی کو یہاں وقوف نہ کرنا چاہیئے، سعودی حکومت نے یہاں نشان لگوا دیئے ہیں، تاکہ حاجی اس کو پہچان کر حدودِ عرفات میں وقوف کریں، اگر یہاں وقوف کیا تو حج نہ ہوگا،

یوم الترّویہ؛ ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ کو کہتے ہیں،

یومِ عرفہ؛ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو کہتے ہیں،

ایّامِ تشریق؛ ذی الحجہ کی نویں تاریخ سے تیرہ ۱۳ تاریخ تک پانچ دن

ایامِ تشریق کہلاتے ہیں، ان دنوں میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے،

ایامِ نحر؛ قربانی کے دنوں کو کہتے ہیں، یعنی دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ کے دن،

ذوالحُلیفہ؛ مدینہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ سے مکہ آنے والوں کی یہ میقات ہے، آجکل اس کو بیرِ علی کہتے ہیں،

تنعیم؛ یہاں جاکر حضرت عائشہ رضؓ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، جو حاجی مکہ میں رہتے ہوئے عمرہ کرنا چاہے اس کو چاہئے یہاں سے عمرہ کی نیت کرکے آئے یہ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، یہاں مسجد بھی بنی ہوئی ہے جس کو مسجدِ عائشہ رضؓ کہتے ہیں،

جعرانہ؛ یہ جگہ مکہ سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر طائف کے راستہ میں ہے، یہاں سے بھی عمرہ کا احرام باندھتے ہیں،

ضروری الفاظ کی تشریح کے بعد اب میقات کا بیان کیا جاتا ہے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

دوسرا باب ختم ہوا

تیسرا باب ۳

اس باب میں مندرجہ ذیل مضامین کا بیان ہے :-

- مکہ معظمہ کے فضائل ،
- خانۂ کعبہ کی مختصر تاریخ تعمیر ،
- بیت اللہ شریف کے فضائل ،
- خانۂ کعبہ امن کی جگہ ہے ،
- خانۂ کعبہ کا وجود دنیا کی بقاء کا سبب ہے ،
- مقامِ ابراہیم کی فضیلت ،
- حجرِ اسود کی فضیلت ،
- حطیم کی فضیلت ،
- رکنِ یمانی کی فضیلت و تاریخ ،
- بیت اللہ شریف پر روزانہ ایک سو بیس ۱۲۰ رحمتوں کا نزول ،
- جب مسلمان خانۂ کعبہ کا احترام چھوڑ دیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے ،

باب ۳۱

مکّہ معظمہ کے فضائل

مکّہ معظمہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ پاک کی جگہ ہے، اسی شہر میں آپؐ بچے سے بڑے ہوئے، چالیس۴۰ سال قبل از نبوّت اور تیرہ۱۳ سال بعد از نبوّت، گویا ترپن۵۳ سال آپؐ اس مقدّس شہر میں رہے، نبوّت کے بعد جب آپؐ نے تبلیغ کا سلسلہ شروع فرمایا تو مشرکینِ مکّہ نے طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کردیں، حتیٰ کہ آپؐ کا خانہ کعبہ میں عبادت کرنا اور مکّہ میں رہنا دشوار ہوگیا تو حق تعالےٰ نے آپؐ کو ہجرتِ مدینہ کا حکم دیا، مگر اس وقت بھی آپؐ نے مکّہ کو ان الفاظ میں خطاب فرمایا:

مَا اَطْیَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَّاَحَبَّكِ اِلَیَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَیْرَكِ، (مشکوٰۃ)

"اے مکّہ! تو کتنا اچھا پاکیزہ شہر ہے اور مجھ کو کتنا زیادہ محبوب ہے، اگر مجھے میری قوم یہاں سے نہ نکالتی تو تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔"

علماء نے لکھا ہے کہ مکّہ کے سولہ۱۶ نام ہیں، مگر مشہور نام چار۴ ہیں

جو قرآن مجید میں بھی آئے ہیں :-

(۱) مکّہ (۲) بکّہ (۳) اُمّ القریٰ (۴) بلد الامین ،

قرآن مجید میں چاروں نام ان آیات میں آئے ہیں :-

(۱) وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ (پ ۲۶ ع ۱۱)

(۲) إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ (پ ۴، ع ۱)

(۳) وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ط (پ ۲۵، ع ۲)

(۴) وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ ۵ (پ ۳۰ ع ۲۰)

ناموں کی زیادتی اور قرآن کریم میں تذکرہ یہ دونوں باتیں مکہ کی فضیلت کی بیّن دلیل ہیں ،

بَیْتُ اللہ یعنی خانہ کعبہ کی مختصر تاریخ تعمیر

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خانۂ کعبہ کی تاریخ تعمیر بھی مختصراً بیان کر دی جائے ، خانۂ کعبہ کو بَیْتُ اللہ بھی کہا جاتا ہے ، یہ مسجدِ حرام کے تقریباً وسط میں مربع شکل کا حجرہ نما ایک مکان ہے ، جس کے چاروں سمت بجائے دیواروں کے چاروں کونے پڑتے ہیں ، کہ جس طرف کی بھی ہوا ہو اس کی زد دیواروں پر نہ پڑے ، بلکہ کونوں کے

رُخ اِدھر اُدھر سے نکل جائے،

چنانچہ عین مشرق میں وہ کونہ پڑتا ہے جس میں حجرِ اسود مرکوز ہے، اور عین شمال میں رکنِ عراقی، عین غرب میں رکنِ شامی اور عین جنوب میں رکنِ یمانی ہے،

مشہور قول کی بناء پر سب سے پہلی تعمیر خانہ کعبہ کی فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل کی، پھر حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت شیث علیہ السلام، پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام، پھر قومِ عمالقہ، پھر قبیلۂ جرہم، پھر قصی بن کلاب، پھر قریش مکہ، پھر عبداللہ بن زبیر، پھر حجاج بن یوسف کے ہاتھوں تعمیر ہوئی، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی تعمیر کا واقعہ خود قرآن مجید میں موجود ہے، ارشاد ربانی ہے:۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (پ ۱ ع ۱۵)

"اور وہ وقت یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل بھی، اور دُعا کرتے جاتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار! قبول فرما ہم سے (یہ خدمت) بیشک آپ سننے والے جاننے والے ہیں۔"

(پ ۱ ع ۱۵)

عہ عمالقہ اور جرہم یہ دونوں قبیلے نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں،

عہ یہ قبیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں پشت میں دادا ہوتے ہیں،

باقی تعمیرات کا ذکر قرآن یا کسی صحیح روایت میں مذکور نہیں، اس لئے علماء کا قول یہی ہے کہ خانۂ کعبہ کی وہی پہلی تعمیر ہی جو حضرت خلیل اللہؑ کے ہاتھوں عمل میں آئی، تعمیر کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر مبارک ۱۰۰ سو سال اور حضرت اسمٰعیلؑ کی ۳۰ تیس سال تھی،

حضرت ابراہیمؑ کی یہ تعمیر ایک مدت تک قائم رہی جو ۹ نو گز اونچی اور ۳۱ تیس گز لمبی اور ۲۳ تیئیس گز چوڑی تھی، دروازہ زمین سے ملا ہوا تھا، اس کے بعد عمالقہ نے پھر جرہم خاندان کے سردار حارث بن مضاض اصغر نے اور پھر ظہور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صدی قبل قُصَیّ بن کلاب نے اس کی اصلاح اور مرمت کی،

اس کے بعد جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ سال کی تھی تو قریشِ مکہ نے اس کی از سرِ نو تعمیر کی، قریشِ مکہ کی اس تعمیر اور تعمیرِ ابراہیمی میں ۱۶۷۵ سال کا فصل بیان کیا جاتا ہے قریش نے اس تعمیر کے وقت یہ عہد کیا تھا کہ اس میں مشتبہ کمائی کا پیسہ نہ لگائیں گے، حلال کی کمائی کا پیسہ کم ہونے کی وجہ سے حطیم کی جانب دیوار کو پیچھے ہٹا دیا، اور کچھ حصہ بیت اللہ شریف کا باہر چھوڑ دیا، اور دروازۂ کعبہ بھی حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کے خلاف بہت اونچا کر دیا،

۶۴ھ میں یزید کی فوج نے جب عبد اللہ بن زبیرؓ سے مقابلہ کے لئے مکہ پر چڑھائی کی تو منجنیق سے آگ برسائی جس سے

کعبۃ اللہ کا پردہ جل گیا اور دیواروں کو بھی نقصان پہونچا، لڑائی کے دوران یزید کا انتقال ہوگیا تو اس کی فوجیں واپس چلی گئیں، عبداللہ ابن زبیرؓ نے کعبہ کو شہید کر کے از سر نو تعمیر کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق حطیم کا حصہ بیت اللہ میں شامل کردیا، اور دروازہ زمین سے قریب (نیچا) کردیا اور دوسرا دروازہ اس کے مقابل دیوار میں اور بنا دیا، (جس کا نشان اب بھی نظر آتا ہے) تاکہ لوگ ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے سے نکلتے رہیں، اور آنے جانے میں دقت نہ ہو، جمادی الثانی ۶۴ھ میں یہ تعمیر شروع ہوئی، اور رجب ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں مکمل ہوئی، تعمیر مکمل ہونے کی خوشی میں عبداللہ بن زبیرؓ نے لوگوں کی بڑے پیمانے پر دعوت کی جس میں ۱۰۰ اونٹ ذبح کئے،

۷۳ھ میں عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج نے کعبۃ اللہ کو پھر پہلی حالت پر کردیا، اور حطیم کی جانب والی دیوار توڑ کر پیچھے ہٹادی گئی،

امام مالکؒ کے زمانہ میں ہارون رشیدؒ نے چاہا کہ بیت اللہ کو عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر کے موافق کردے، کیونکہ یہ تعمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کے مطابق تھی، مگر امام مالکؒ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ بعد میں آنے والا ہر بادشاہ خدا کے گھر کو کھیل بنالے گا کہ میرا نام ہو، اس لئے ہارون رشید نے اپنا ارادہ بدل دیا،

سنہ ۸۱۴ھ میں اتنی شدید بارش ہوئی کہ دروازۂ کعبہ سے مطاف میں پانی اس طرح گرتا تھا جیسے مشک کا دہانہ کھول دیا گیا ہو،

سنہ ۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد ترکی نے چھت تبدیل کرائی اور دیواریں جہاں جہاں سے بوسیدہ ہوگئی تھیں ان کی مرمت کرائی، میزاب رحمت کو درست کرایا، خانۂ کعبہ کی شمالی دیواریں چھت پر حطیم کی جانب جو پرنالہ لگا ہوا ہے اس کو میزابِ رحمت کہتے ہیں، اس کو مسلمان بادشاہ تبدیل کرتے رہے ہیں، سنہ ۱۲۷۳ھ میں سلطان عبدالمجید خاں مرحوم نے ٹرکی سے سونے کا بہت خوب صورت پرنالہ بنوا کر بھیجا، جواب بھی لگا ہوا ہے،

پھر سنہ ۱۰۳۹ھ میں اتنی شدید بارش ہوئی کہ پانی دروازۂ کعبہ کے قفل سے بھی دو ہاتھ اونچا چڑھ گیا، اور دو دن پورے نہ گزرنے پائے تھے کہ رکنِ یمانی کی سمت چھوڑ کر باقی تینوں دیواریں ایک دم منہدم ہوگئیں، اس وقت سلطان محمد خان رابع نے قسطنطنیہ اور مصر سے کاریگروں کو بھیجکر سنہ ۱۰۴۰ھ میں ان دیواروں کو ازسرِ نو تعمیر کرایا، شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے سنہ ۱۰۴۰ھ کی تعمیر کو سلطان مراد بن احمد کی تعمیر بتلایا ہے، واللہ اعلم بالصواب،

شیخ الحدیث صاحب مدظلہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نور اللہ قدہٗ نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ حجر اسود کی جانب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر ہے، اور باقی جانبوں میں سلطان مراد کی تعمیر ہے

محرم سنہ ۱۳۶۷ھ میں شاہ سعودؒ نے بیت اللہ شریف کے دروازے کے کواڑوں اور چوکھٹ کی تجدید کرائی،

اور یہ تو ابھی چند سال پہلے کی بات ہے کہ ۴ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ ہجری مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۶۹ء کو مکہ معظمہ میں دو ڈھائی گھنٹہ تک اتنی شدید بارش ہوئی کہ لوگوں کے ہوش وحواس جاتے رہے، اور جس جگہ طواف کرنیوالے پروانوں کا ہجوم کبھی ختم نہ ہوتا تھا وہاں ترپن ۵۳ گھنٹے لوگ طواف نہ کرسکے، پینتالیس ۴۵ گھنٹہ تک حرم شریف میں پانی بھرا رہا، حرم شریف میں جو لوگ رہ گئے تھے اُن کو کشتیوں کے ذریعہ باہر لایا گیا، اور بہت سے لوگوں کی پیراکوں نے جانیں بچائیں، مسجدِ حرام میں جن الماریوں میں قرآن مجید رکھے رہتے تھے وہ بھی پانی میں بہہ گئیں اور کشتیوں کے ذریعہ قرآن مجید کے اوراق پانی سے نکالے گئے، تین سال گذر جانے کے بعد بھی فروری ۱۹۷۱ء میں میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ وہ قرآن مجید بوریوں میں بھرے ہوئے بابِ عمرہ کی طرف محفوظ کرکے رکھے ہوئے ہیں، کعبۃ اللہ کی دیواریں بارہ فٹ پانی میں ڈوب گئیں، سنگِ مرمر کا جو فرش حرم پاک میں لگا ہوا تھا جس پر لوگ نمازیں ادا کیا کرتے تھے پانی کے زور سے اُکھڑ کر بہہ گیا، پانی کی سطح مکہ معظمہ کی بعض عمارتوں کی پہلی منزل تک پہونچ گئی تھی، جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تو ان سے بیان نہ ہوتا تھا، اور سننے والوں سے سُنا نہ جاتا تھا، ۲۲ جنوری ۱۹۶۹ء کو بدھ کا دن تھا جس دن یہ طوفان آیا، اس کے بعد حرم شریف کے اندر نماز اور طواف کا سلسلہ رُک گیا ؏، اور

؏ لیکن ایسی حالت میں بھی معتبر پیراکوں نے اپنا چشم دید حیران کُن واقعہ بیان کیا کہ اس طوفانی حالت میں بھی ہم نے سانپوں کی شکل میں ایک مخلوق کو (باقی برصفحہ ۱۳۱)

جمعہ تک نمازیں حرم شریف کی دوسری منزل پر ہوتی رہیں، اور سات نمازیں نیچے حرم شریف میں نہ ہوسکیں،

۲۴ رجنوری ۱۹۶۹ء کو نمازِ جمعہ کے بعد جب لوگوں نے طواف شروع کیا ہے تو اس وقت بھی مطاف میں ٹخنوں تک پانی تھا، اور مقامِ ابراہیم چاہِ زمزم سب زیرِ آب تھے، اس کے بعد زمزم تو تقریبًا ایک ماہ بند پڑا رہا، بہت سے حجاج واپسی پر زمزم کا تبرک بھی ہمراہ نہ لاسکے،

۶۹ء کی اس بارش کے متعلق مکہ معظمہ کے اخبار "الندوہ" نے لکھا تھا کہ اب سے تقریبًا ۳۰ سال پہلے بھی کافی شدید بارش ہوئی تھی، لیکن موجودہ بارش کے مقابلہ میں اس کی تباہ کاریاں نہ ہونے کے برابر تھیں،

حرم شریف میں جو تہہ خانے ہیں نہ معلوم ان کے اندر کتنی انسانی جانیں ضائع ہوئیں، کیونکہ ان سب میں پانی بھر گیا تھا، حرم شریف کے آس پاس گھڑیوں اور دوسری قیمتی اشیاء کی جو دکانیں تھیں ان سب کا سامان تباہ ہوگیا، سڑک پر کھڑی ہوئی کاریں، بڑی بڑی تجوریاں اور دوسرا سامان پانی میں کشتی اور کھلونوں کی طرح سیلاب میں بہہ گئے، غرض یہ کہ بے شمار انسانی قیمتی جانوں کے علاوہ کروڑوں ریال کا مال بھی سیلاب کی نذر ہوگیا، اور بے شمار نقصان ہوا،

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور حجرِ اسود پر پھنا اٹھا کر استلام کرتے دیکھا، یہ بات میں نے معتبر اہلِ مکہ اور حجاج سے خود سنی ۱۲ شریف

جدہ کے دو مشہور اخبار الندوہ اور عکاظ نے لکھا تھا کہ حرم شریف سے پانی نکالنے کے لئے سعودی حکومت نے دو درجن سے زیادہ انجن لگا دیئے تھے جو شب و روز یہ پانی نکالتے رہے، ورنہ سات نمازوں کے بجائے نہ معلوم کتنے دن اللہ کے اس مقدس گھر کے پروانے نماز اور طواف کے بغیر تڑپتے رہتے،

چونکہ ایک تاریخی واقعہ اور بہت بڑا المناک حادثہ تھا اس لئے ہم نے اس کو اپنی کتاب میں شامل کرنا مناسب سمجھا تاکہ محفوظ ہو جائے، کیونکہ اکثر طبائع واقعات کو بھول جانے کی عادی ہیں، اس طوفان کا فوٹو اور تذکرہ پاکستان کے مشہور اور کثیر الاشاعت اخبار جنگ نے بھی اپنے ۷ار فروری سنہ ۶۹ء مطابق ذیقعدہ سنہ ۸۸ھ کے شمارہ میں کیا تھا،

بیت اللہ شریف کے فضائل

خانہ کعبہ دنیا میں خدا کا سب سے پہلا گھر ہے، جیسا کہ قرآن مجید فرقان حمید میں فرمایا گیا ہے :-

① اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝	"یقیناً وہ مکان جو سب (مکانات عبادت) سے پہلے لوگوں (کی عبادت گاہ بننے) کے واسطے (منجانب اللہ) مقرر کیا گیا ہے

وہ ہی جو کہ (شہر) مکہ میں ہے (یعنی خانہ کعبہ) جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور (عبادتِ خاص یعنی نماز کا رخ بتلانے میں) جہان بھر کے لوگوں کا رہنما ہے"

یعنی دنیا میں سب سے پہلا متبرک اور مقدّس گھر جو لوگوں کی توجّہ الی اللہ کے لئے مقرر کیا گیا ہے، اور بطور ایک عبادت گاہ اور نشانِ ہدایت کے بنایا گیا وہ یہی کعبہ شریف ہے جو اس مبارک شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے،

حق تعالیٰ نے شروع سے اس گھر کو ظاہری و باطنی، حسّی و معنوی برکات سے معمور کیا اور سارے جہان کی ہدایت کا سر چشمہ ٹھیرایا ہے، روئے زمین پر جس کسی مکان میں برکت و ہدایت پائی جاتی ہے اسی بیت مقدّس (خانۂ کعبہ) کا ایک عکس اور پرَتو سمجھنا چاہیئے، یہیں سے رسُولُ الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا، مناسکِ حج ادا کرنے کے لئے سارے جہان کو اسی کی طرف دعوت دی، عالمگیر مذہبِ اسلام کے پَیرووں کو مشرق و مغرب میں اسی کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم ہوا، اس کے طواف کرنے والوں پر عجیب و غریب برکات و انوار کا افاضہ فرمایا، انبیائے سابقین بھی حج ادا کرنے کے لئے نہایت شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اسی شمع کے پروانے بنے، اور طرح طرح کی ظاہر و باہر نشانیاں قدرت نے بیت اللہ کی برکت سے اس سرزمین میں رکھ دیں، اسی لئے ہر زمانے میں مختلف مذاہب والے اس کی غیر معمولی تعظیم و احترام کرتے رہے اور ہمیشہ وہاں داخل ہونے والے کو مامون سمجھا گیا، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:۔

خانۂ کعبہ امن کی جگہ ہے

② وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًاط (پ۱ ع ۱۵)

"اور جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے واسطے مرجع (عبادت) اور امن کی جگہ بنایا"

یعنی جو لوگ ارکانِ حج بجالاتے ہیں وہ عذابِ دوزخ سے مامون ہوجاتے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ وہاں کیسا ہی مجرم پہونچ جاوے خانہ کعبہ کی وجہ سے وہاں اس پر کوئی زیادتی نہیں کرتا،

دوسری جگہ ارشاد باری ہے

③ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًاط

"اور جو اس کے اندر داخل ہوا اس کو امن ملا"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے باپ کے قاتل کو بھی حرم میں پاؤں تو اس کو وہاں ہاتھ نہ لگاؤں، جب تک کہ وہ باہر نکلے،

خانۂ کعبہ کا وجود دنیا کی بقاء کا سبب ہے

ساتویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے خانۂ کعبہ کو دنیا کی بقاء کا ذریعہ اور سبب فرمایا ہے۔

④ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ،

"اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا ہے"

قِیَامًا لِّلنَّاسِ کی کئی تفسیریں کی گئی ہیں، ایک تفسیر یہ ہے کہ کعبہ شریف کا وجود کُل عالم کے قیام اور بقاء کا باعث ہے، دنیا کی آبادی اس وقت تک ہی جب تک خانہ کعبہ اور اس کا احترام کرنے والی مخلوق موجود ہے،

جس وقت خداوند کریم کا یہ ارادہ ہوگا کہ کارخانۂ عالم کو ختم کیا جائے تو سب کاموں سے پہلے اسی مبارک مکان کو جسے "بیت اللہ شریف" کہتے ہیں اٹھالیا جائے گا، جیساکہ بِنا کے وقت بھی زمین پر سب سے پہلے مکان یہی بنایا گیا تھا:۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ (فوائد شیخ الہندؒ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مکانات تو اس سے پہلے بھی تھے لیکن عبادت کے لئے سب سے پہلے خانۂ کعبہ ہی بنایا گیا، متعدد صحابۂ کرامؓ سے منقول ہے کہ تمام زمین کے پیدا ہونے سے پہلے یہ جگہ پانی پر بُلبلے کی طرح تھی، پھر اسی کو پھیلا کر ساری زمین اسی سے بنائی گئی، جیساکہ آٹے کے پیڑے سے پھیلا کر روٹی بنائی جاتی ہے،

قرآن کریم کی ان سب آیتوں سے نہ صرف یہ کہ بیت اللہ شریف کے فضائل بلکہ شہرِ مکّہ کے فضائل بھی اچھی طرح معلوم ہو جاتے ہیں، غرض یہ کہ شہر مکّہ پورا اور بیت اللہ شریف کی ایک ایک جگہ اور چپّہ چپّہ مقدّس ہے،

مقامِ ابراھیم کی فضیلت

مقامِ ابراھیم جنّت کا ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا

ابراہیمؑ نے خانۂ کعبہ تعمیر کیا تھا، اس میں حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے صاف نشان پڑے ہوئے نمایاں نظر آتے ہیں، آجکل منبر اور چاہ زمزم کے درمیان بابِ کعبہ کے سامنے ایک جالی دار قبہ میں رکھا ہوا ہے، قرآن پاک میں ہے:

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۚ (پ ۴، ع ۱)	"اس (بیت اللہ شریف) میں بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں (اس کی فضیلت

کی) موجود ہیں منجملہ اُن کے اس میں ایک نشانی مقامِ ابراہیم بھی ہے"۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"اُس کے پاس مقامِ ابراہیم کی موجودگی پتہ دے رہی ہے کہ یہاں ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک آئے ہیں، گویا علاوہ تاریخی روایات کے اس مقدس پتھر کا وجود ایک ٹھوس دلیل اس کی ہے کہ یہ گھر طوفانِ نوح کی تباہی کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے پاک ہاتھوں سے تعمیر ہوا جن کی مدد کے لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شریکِ کار رہے (فوائد عثمانی)

حجرِ اسود کی فضیلت

طواف کی ابتداء اور اختتام حجرِ اسود پر ہوتا ہے، یہ ایک جنّتی پتھر ہے جو خانۂ کعبہ کے مشرقی کونہ پر زمین سے تقریباً پانچ فٹ اونچا لگا ہوا ہے اگرچہ دیکھنے میں یہ پتھر کا ٹکڑا ہے، لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهٖ يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهٗ بِحَقٍّ (ترمذی، ابن ماجہ)

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حجر اسود کو ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ اس کے دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا، اور جس شخص نے اس کا استلام کیا ہوگا اس کے حق میں شہادت دے گا"،

گویا اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی حِس رکھی ہے جس سے وہ ہر شخص کو پہچانتا ہے،

ایک حدیث میں ہے:-

نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ ؕ (مشکوٰۃ)

"حجر اسود جب جنت سے اُتارا گیا تو دودھ سے زیادہ سفید تھا، مگر اس کو بنی آدم کے گناہوں نے سیاہ کر دیا"،

انسان کے لئے غور و فکر کا مقام ہے کہ پتھر انسانی گناہوں سے متاثر ہو جائے مگر انسان کو اثر ہی نہ ہو،

فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ ؕ

قاضی عزیز الدین رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ۸۰۱ھ میں حجر اسود کو دیکھا تو اس کے اوپر تک سفید دھبّہ تھا، اس کے بعد سفیدی ختم ہوتے ہوتے بالکل جاتی رہی،

اسی طرح ابن خلیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حجر اسود میں

تین جگہ سفیدی دیکھی جو آہستہ آہستہ سیاہی میں تبدیل ہوگئی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حجرِ اسود پہلے سفید تھا،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:- "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم نہ اٹھالئے جائیں"، گویا دنیا میں ان کا وجود دنیا کی بقاء کا سبب ہے، اور ان کا اٹھالیا جانا دنیا کی تباہی اور خاتمہ کا سبب ہے،

حطیم کی فضیلت

حطیم، خانۂ کعبہ کے شمالی جانب ہے، یہ خانۂ کعبہ کا اندرونی حصہ ہے، جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ قریش مکہ نے اس کی تعمیر کے وقت پیسہ کی کمی کی وجہ سے حدبندی کرکے باہر چھوڑ دیا تھا، چنانچہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیقہ عائشہ رض سے فرمایا تھا کہ عرب لوگ نئے نئے اسلام لائے ہیں، اگر ان کے جذبات بھڑکنے کا مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو میں کعبہ کو ازسرِ نو تعمیر کرتا، اور حطیم کے حصہ کو خانۂ کعبہ کے اندر شامل کردیتا، آپؐ نے حضرت عائشہ رض کو تقریباً سات ہاتھ کے برابر وہ حصہ دکھلایا، یہ حصہ بیت اللہ شریف کا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اندر داخل ہوگیا، اور اس میں داخل ہوکر نوافل پڑھنا یا دعا مانگنا ایسا ہی ہے جیسے کسی نے بیت اللہ شریف کے اندر دعا مانگی، یا نماز پڑھی، ہم جیسے کمزور اور ناتواں لوگوں اور خاص

طور پر عورتوں کے لئے اس حصہ کا باہر رہ جانا بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے، اگر کسی کا اندر داخل کو دل چاہے اور وہ اپنی کمزوری یا کسی مجبوری کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکے تو حطیم میں داخل ہوکر نفل پڑھ لے یا دعاء مانگ لے،

اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضؓ نے آپ سے اپنی اس خواہش اور تمنّا کا اظہار فرمایا کہ میرا اندر داخل ہوکر نماز پڑھنے کو دل چاہتا ہے، تو آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا، اور فرمایا جب تیرا کعبہ میں داخل ہونے کو دل چاہے یہاں آکر نماز پڑھ لیا کر، یہ خانۂ کعبہ ہی کا حصہ ہے، تیری قوم نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کے وقت یہ حصہ (خرچ کی کمی کی وجہ سے) باہر چھوڑ دیا تھا، (ابوداؤد)

رکنِ یمانی کی فضیلت و تاریخ

اسی طرح رکنِ یمانی بھی متبرک ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

وُكِّلَ سَبْعُوْنَ مَلَكًا يَعْنِي الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ فَمَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي

"رکنِ یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں، پس جو شخص رکنِ یمانی پر پہونچ کر اَللّٰھُمَّ سے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک یہ دعاء پڑھے تو وہ فرشتے اس کی دعاء پر آمین کہتے ہیں"

الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ قَالُوْا اٰمِيْنَ (ابن ماجہ)

دُعاء کا ترجمہ یہ ہے:۔

"یا اللہ! میں آپ سے بخشش اور عافیت (سلامتی) کا طلبگار ہوں، اور دونوں جہان میں عافیت چاہتا ہوں، یا اللہ! ہمیں دین و دنیا میں بھلائی عطا فرما، اور دوزخ کی عذاب سے بچا"۔

۵۵۶ھ ہجری میں زلزلہ آیا، جس کی وجہ سے رکنِ یمانی کو صدمہ پہنچا، اس کے بعد اس کی مرمت کی گئی،

غرض یہ کہ رکنِ یمانی بھی متبرک مقام ہے، جس کا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استلام فرمایا کرتے تھے، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حجر اسود اور رکنِ یمانی کا استلام کبھی نہیں چھوڑا،

ایک حدیث میں ہے کہ حجر اسود اور رکنِ یمانی کا استلام گناہوں کو مٹا دیتا ہے، رکنِ یمانی کا استلام یہ ہے کہ طواف کرتے وقت اس پر ہاتھوں کو پھیر لے،

بیت اللہ شریف پر روزانہ ایک سو بیس (۱۲۰) رحمتوں کا نزول

حدیث شریف میں ہے:۔

إِنَّ لِلّٰهِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ

"اللہ جل شانہ، کی روزانہ ایک سو بیس (۱۲۰)

عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ رَحْمَةٍ تَنْزِلُ عَلٰى هٰذَا الْبَيْتِ سِتُّوْنَ لِلطَّائِفِيْنَ وَاَرْبَعُوْنَ لِلْمُصَلِّيْنَ وَعِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ ؕ

رحمتیں اس گھر (بیت اللہ) پر نازل ہوتی ہیں جن میں سے ساٹھ ۶۰ طواف کرنے والوں پر اور چالیس ۴۰ (بیت اللہ میں) نماز پڑھنے والوں پر اور بیس ۲۰ بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔

غرض یہ کہ بیت اللہ شریف کے بڑے اور بے شمار فضائل ہیں ان سب کو بیان کرنا آسان نہیں، انہی فضائل کی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ مسجدِ حرام (بیت اللہ) میں تحیۃ المسجد پڑھنے سے طواف کرنا افضل ہے، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے طواف نہ کر سکے تو اس وقت تحیۃ المسجد پڑھے، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو، ورنہ بجائے تحیۃ المسجد کے مسجد میں جاتے ہی طواف کرنا افضل ہے، البتہ اگر نماز کا وقت قریب ہو تو اس وقت طواف نہ کرے،

بیت اللہ شریف میں نماز اور دوسرے نیک کاموں کا ثواب

مشکوٰۃ شریف و دیگر کتب میں ایک حدیث ہے جس میں گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب، محلہ کی مسجد اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب پھر بیت المقدس اور مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کا ثواب بیان کیا گیا ہے،

اس کے بعد مسجد حرام یعنی خانۂ کعبہ میں نماز کے ثواب کے متعلق فرمایا گیا

وَصَلَاتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلٰوةٍ (مشکوٰۃ)

"یعنی مسجدِ حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے"

اس کے علاوہ اور حدیثوں میں بھی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے، اسی طرح ایک روزہ کا ثواب ایک لاکھ روزوں کے برابر ہوتا ہے، ایسے ہی دوسرے نیک کاموں کے متعلق بھی ہے، اس کے مقابل یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہاں گناہ کا وبال بھی سخت ہے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مکّہ سے باہر ستّر گناہ اور مکہ کا ایک گناہ برابر ہیں، ایسے ہی حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے،

جب مسلمان خانہ کعبہ کا احترام چھوڑ دینگے تو ہلاک ہو جائینگے،

حدیث میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوْا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا فَإِذَا ضَيَّعُوْا ذٰلِكَ هَلَكُوْا، (ابن ماجہ)

"میری اُمّت اس وقت تک خیریت سے رہے گی جب تک اس حرم مقدس کا احترام کرتی رہے گی اور جب احترام کرنا چھوڑ دے گی تو ہلاک اور برباد ہو جائے گی"

بیت اللہ شریف کا احترام انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کی نشانی اور علامت ہے،

اس حدیث کی روشنی میں ہم مسلمانوں کے لئے یہ بات قابلِ غور ہے

فکر ہی کہ اس زمانے میں اگرچہ حج کرنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے لیکن جن حضرات کو حج پر جانے کا شرف حاصل ہوا ہے ان حضرات نے وہاں اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا ہوگا کہ حرم بیت اللہ کا لوگ کتنا ادب کرتے ہیں، کہیں ناک صاف کردی، کہیں مطاف میں نجاست پڑی ہوئی ہے، کہیں سڑکوں پر استعمالی جوتے حرم میں پہنے پھر رہے ہیں بجائے طواف و نوافل اور دوسری عبادات کے دنیا دی باتیں ہو رہی ہیں۔

آجکل ہم مسلمان خواہ مشرق میں رہنے والے ہوں یا مغرب میں ہر طرف نصرتِ خداوندی سے محروم اور ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں، یہ اسی بے حرمتی کا نتیجہ تو نہیں؟ مسلمان اس فرمانِ خداوندی اور حدیثِ نبوی کو بار بار پڑھیں، اور خانہ کعبہ کی عظمت و احترام کا پورا پورا خیال رکھیں، تاکہ رحمتِ خداوندی کے مستحق ہوں،

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ؛

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

تیسرا باب ختم ہوا

چوتھا باب

اِس باب میں مندرجہ ذیل مضامین کا بیان ہے؛

(۱)

میقات کا بیان ○ میقات زمانی ○ میقات مکانی، آفاقیوں کی میقات

(۲)

احرام کا بیان ○ احرام کے فضائل وآداب اور حکمت، احرام باندھنے کا طریقہ اور نمازِ احرام ○ افراد ○ تمتع، قِران کی نیت ○ احرام کے مسائل ○ تلبیہ کی فضیلت و مسائل جدّہ پہونچ کر کیا کرنا چاہیئے ○ حدّ حرم ○ مسجدِ حرام میں داخلہ کے چند مسائل وآداب ○ حجر اسود کو بوسہ دینے کا ثواب وغیرہ

باب ۴

میقات کا بیان

میقات وقت معیّن اور معیّن جگہ کو کہتے ہیں، اس کی جمع مواقیت ہے، میقات کی دو قسمیں ہیں؛ میقاتِ[۱] زمانی، میقاتِ[۲] مکانی،

میقاتِ زمانی؛ حج کے مہینوں کو کہتے ہیں، حج کے مہینے یہ ہیں، شوّال، ذیقعدہ، ذی الحجہ کا پہلا عشرہ، حج کا احرام شوال کے مہینہ سے پہلے باندھنا حرام ہے، اگرچہ آدمی کو اپنے اوپر پورا پورا یقین ہو کہ میں ممنوعاتِ احرام سے بچا رہوں گا،

میقاتِ مکانی؛ ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں سے احرام باندہنا ضروری ہے، اور مکّہ جانے والے کو بغیر احرام باندھے آگے بڑہنا ناجائز ہے،

علماء نے لکھا ہے کہ بیت اللہ شاہنشاہ اور احکم الحاکمین کا دربار ہے، اس کے داخلہ کے تین حرم قرار دیئے گئے ہیں، ان میں سے پہلا حرم میقاتِ مکانی سے شروع ہو جاتا ہے، جہاں سے احرام باندہتے ہیں،

دوسرا حرم حدِّ حرم کو قرار دیا گیا جس کے دائرہ کے اندر نہ کسی

جانور کا شکار جائز ہے، نہ گھاس کاٹنا، انسان تو انسان بلکہ حیوان اور نباتات تک بھی یہاں ایسے محفوظ و مامون ہیں کہ غیر محرم بھی اگر یہاں شکار کرے تو مجرم ہے، اگر شکار کر لیا تو اس کی قیمت بطور تاوان دینی ہو گی،

تیسرا حرم مسجد حرام کو قرار دیا گیا جس میں بیت اللہ واقع ہے، جس کی عظمت اور شرف کا اس طرح اظہار فرمایا گیا کہ اس میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب دوسری جگہ کی ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، اگر ایک دن کی پانچ نمازوں کے ثواب کا حساب لگایا جائے تو ایک کروڑ پینتیس لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے، گویا مسجدِ حرام کی ایک دن کی نماز باجماعت ساری عمر کی نمازوں سے ثواب میں زائد رہے گی،

میقاتِ مکانی کا بیان

جس کو شاہی دربار میں شرکت کی اجازت دی گئی اس کو ادب سکھایا گیا کہ درباری لباس یعنی احرام کی کفنی پہنے بغیر آگے قدم نہ بڑھائے جو دنیا کا آخری اور دارِ آخرت کا پہلا لباس ہے، اس لئے شاہی دربار میں مختلف ممالک سے آنے والے حجاج و زائرین کے لئے کچھ ایسے مقامات مقرر کر دیتے گئے جہاں پہونچ کر مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے احرام باندھنا لازم قرار دیدیا گیا، جو لوگ

ان مقامات یا میقات سے باہر رہتے ہیں ان کو آفاقی کہا جاتا ہے، ایسے لوگوں کی لئے پانچ میقات مقرر کی گئی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے؛

آفاقیوں کی میقات پانچ ہیں

① ذوالحلیفہ؛ مدینہ منورہ سے ۴ میل کے فاصلہ پر ہے، یہاں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا، یہ اہلِ مدینہ یا جس ملک کا حاجی یا زائر اس راستہ سے مکہ جائے ان کی میقات ہے، اب اس کا نام ابیار علی ہے، یہاں مسجد بنی ہوئی ہے،

② ذاتِ عرق؛ یہاں ایک پہاڑ ہے، اس کے نام پر اس بستی کا نام ذاتِ عرق پڑ گیا، عرصہ ہوا یہ ویران ہو گئی، البتہ عرق پہاڑ اب بھی ہے، اس کے نیچے وادیِ عقیق بہتی ہے، یہ بغداد، بصرہ، کوفہ اور اس سمت سے آنے والے ممالک کے حجاج اور زائرینِ مکہ کی میقات ہے،

③ قرن؛ طائف کے قریب ایک چھوٹی سی آبادی ہے یہاں ایک پہاڑ بھی ہے، نجد یا جس ملک کا باشندہ بھی حج یا زیارتِ مکہ کے لئے یہاں سے گذر کر جائے یہ اس کی میقات ہے،

④ جُحفہ؛ یہ ایک بستی تھی، اب معدوم ہو چکی ہے، یہ میقات ہے اہلِ مصر و شام کا، فلسطین اور دیارِ مغرب کے باشندوں کا یا جن ممالک کے حجاج و زائرین یہاں سے گذر کر مکہ جائیں، بستی

کے معدوم ہوجانے کی وجہ سے اب احتیاطاً رابغ پر احرام باندھ لیتے ہیں،

⑤ یَلَملَم: یہ ایک پہاڑی کا نام ہے، اس کو اب سعدیہ کہتے ہیں، یہ اہلِ یمن، پاکستان و ہند اور اس کے مقابل سے گذرنے والے حجاج وزائرینِ مکّہ کی میقات ہے،

ان مواقیت یا ان کے محاذ سے جو حاجی یا زائر گذرے گا خواہ وہ بغرض تجارت ہی مکّہ جائے اس کے لئے بغیر احرام باندھے گذرنا منع ہے،

میقات کے اس باب کو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر ختم کرتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:-

وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، (بخاری، مسلم)	"میقات مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ کو اور اہلِ شام کے لئے جُحفہ کو، اور اہلِ نجد کے لئے قرن المنازل کو اور اور یلملم کو اہلِ یمن کا، پس یہ میقات خود ان کے رہنے والوں کے لئے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کے لئے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات سے گذرتے ہوئے آئیں،"

اس حدیث میں چار میقات کا ذکر ہے، پانچویں میقات کا ذکر

حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے :-

وَمَهَلُّ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ ، (مسلم)

"اور اہلِ عراق کا میقات ذاتِ عرق ہے"

چونکہ احرام میقات سے باندھا جاتا ہے، اس مناسبت سے اس کے مسائل بھی ہم چوتھے باب کے ضمن میں بیان کرتے ہیں،

(۲)

مضامین متعلقہ نمبر ۲

- احرام کا بیان،
- احرام کے فضائل و آداب اور حکمت،
- حج اور احرام کے اقسام،
- احرام باندھنے کا طریقہ اور نمازِ احرام کے مسائل،
- تلبیہ کی فضیلت اور مسائل،
- مختلف اوقات میں پڑھنے کی دُعائیں،
- جدّہ سے مکّہ روانگی،
- حدِّ حرم،
- مسجدِ حرام میں داخلہ کے مسائل و آداب اور دعاء،
- حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا ثواب، طریقہ اور مسائل،

۲

احرام کا بیان

احرام کے متعلق ضروری ہدایات

(۱) جو حاجی جدہ سے پہلے مدینہ منوّرہ جانا چاہے وہ یلملم پر احرام نہ باندھے بلکہ مدینہ بغیر احرام باندھے چلا جائے، وہاں سے جب مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہو تو ذوالحلیفہ (بیر علی) سے احرام باندھے،

اور یہ بھی کرسکتا ہے کہ مدینہ منوّرہ سے ہی احرام باندھ کر روانہ ہو جدہ اُتر کر مدینہ جانے والا اگر یلملم سے احرام باندھ لے گا تو اس صورت میں بڑی پریشانی ہوگی،

(۲) بہتر صورت یہ ہے کہ یلملم سے احرام باندھ کر پہلے مکہ معظمہ چلا جائے، اس طرح عمرہ کا ثواب بھی مل جائے گا، اور پریشانی سے بھی بچا رہے گا، عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ چلا جائے،

(۳) احرام باندھنے سے پہلے یہ فیصلہ کرلیں کہ کس قسم کا احرام باندھنا مناسب ہوگا، صفحہ ۱۵۵ پر احرام کے اقسام دیکھ لیں،

احرام کی تعریف

احرام کے معنی ہیں حرام کرنا، حاجی یا عمرہ کرنیوالا جب احرام باندھکر نیت کرکے تلبیہ پڑھ لیتا ہے تو اس پر چند حلال چیزیں حرام ہوجاتی ہیں، اس وجہ سے اس کو احرام کہتے ہیں، اور عرفاً ایس احرام کی دونوں چادروں کو احرام کہتے ہیں،

یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ جس شخص میں طاقت و وسعت ہو تو اس پر تمام عمر میں ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کا حج فرض ہے، جب آدمی حج کے لئے روانہ ہو تو شریعت نے اس کے کچھ آداب مقرر کئے ہیں،

احرام کی حکمت و آداب

اُن آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ اپنے روزمرہ کے سلے ہوئے استعمالی کپڑے پہن کر حاضر نہ ہو، بلکہ ایسے لباس میں حاضر ہو جو فقیروں اور مُردوں کے لباس سے مشابہ ہو اور آخرت کے میدانِ حشر کی یاد دلائے، اور اس میں تصنع، بناوٹ، دکھلاوا نہ ہو، ان پابندیوں کا مقصد اور منشاء یہ ہے کہ بندہ ایسی شکل و صورت بناکر آستانہ خداوندی پر حاضری دے، جس سے عاجزی، بیکسی اور دنیاوی

عیش و عشرت سے بے رغبتی کا مظاہرہ ہوتا ہو،

گویا احرام حج اور عمرہ کے لئے ایسا ہے جیسے نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہ جہاں نماز پڑھنے والے نے نماز کی نیت کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو بہت سی وہ چیزیں جو نماز پڑھنے سے پہلے جائز تھیں اب ناجائز ہو گئیں، اسی طرح احرام باندھ لینے کے بعد تمام آسائش اور زیب و زینت کی باتیں حرام ہو جاتی ہیں، حتیٰ کہ بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار کر صرف ایک تہبند باندھ لیتا ہے، اور ایک چادر اوڑھ لیتا ہے، اور اپنے کو مُردوں جیسا بنا لیتا ہے، احرام باندھ لینے کے بعد مُحرِم کے لئے قرآن پاک میں ارشاد ہے :-

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ۗ (پ۲، ع ۹)

"حج کے چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں سو جو شخص ان (مہینوں) میں حج کا ارادہ کرے (یعنی احرام باندھ لے) تو پھر نہ کوئی فحش بات کرے اور نہ گناہ کرے اور نہ حج میں لڑائی جھگڑا کرے"۔

شوال کی یکم تاریخ سے ذی الحجہ کی دس تاریخ تک، گویا دو مہینے دس دن اَشْهُرِ حج کہلاتے ہیں؛

رَفَث کہتے ہیں فحش باتوں کو، فحش بات دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ جو پہلے ہی سے حرام ہے وہ حج کی حالت میں زیادہ حرام ہو گی، دوسرے وہ جو پہلے سے حلال تھیں، جیسے اپنی بی بی سے بے حیائی

اور بے حجابی کی باتیں کرنا، حج میں یہ بھی درست نہیں،

فسوق : کہتے ہیں گناہ اور نافرمانی کو، نافرمانی بھی ۲ دو طرح کی ہے:
ایک ۱ وہ جو پہلے سے حرام ہے جیسے تمام گناہ، یہ حج کی حالت میں زیادہ حرام ہوجائیں گے، دوسرے ۲ وہ جو حج کی وجہ سے منع ہوگئے، جیسے خوشبو لگانا، بال کٹانا وغیرہ، یہ سب باتیں حج میں ناجائز ہوجاتی ہیں،

جدال کہتے ہیں لڑنے جھگڑنے کو، لڑنا جھگڑنا یوں بھی بُرا ہے مگر حج میں اور زیادہ بُرا ہے، (بیان القرآن)

گویا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں حج کرنے والوں کو ہدایت فرمائی کہ زمانہ حج میں خصوصیت کے ساتھ شہوانی باتوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی ہر بات اور لڑائی جھگڑے سے بچتے رہیں،

حج کے سفر میں اچھے خاصے متقی اور نیک لوگوں کو جھگڑتے دیکھا ہے، اس لئے خاص طور پر فرمایا گیا وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ، یہ سفر دراصل اپنے نفس اور خواہشاتِ نفسانی پر قابو پانے کا ہے، اسی لئے ان ہدایات پر عمل کرنے والے کو اس طرح مندرجہ ذیل بشارت سُنائی گئی،

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ ... وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ،

(مشکوٰۃ)

"جو شخص اللہ کے لئے اس طرح حج کرے کہ اس میں نہ فحش بات ہو اور نہ حکم عدولی کی بات کرے وہ حج سے ایسا پاک صاف واپس ہوتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدائش کے وقت نکلا تھا"،

اس حدیثِ پاک میں بھی تین باتیں فرمائی گئی ہیں؛
اوّل تو یہ ہے کہ حج میں خالص اللہ کی خوشنودی اور رضا مقصود ہو، دنیاوی مقصد کوئی نہ ہو جیساکہ صفحہ ۱۰۰ کی حدیث میں گذر چکا ہے،
دوسرے یہ کہ حج میں رَفث یعنی فحش بات نہ کی جائے، جیساکہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے،
تیسرے فِسق، یعنی خداوند کریم کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو، یہ کلمہ بڑا ہی جامع ہے، جو ہر قسم کی نافرمانی کو شامل ہے، یعنی نہ کسی سے لڑائی نہ جھگڑا کرے، بلکہ کسی سے سخت کلامی بھی نہ کرے،
اخیر میں بشارت دی گئی کہ جو حاجی ان ہدایات پر عمل کرے گا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے، جیسا وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا،
ایسے ہی حج کو حدیث میں حج مبرور فرمایا گیا ہے جس کے متعلق ارشاد ہے: اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ،

حج اور احرام کی اقسام

حج کی تین اور احرام کی چار قسمیں ہیں؛
حج کی تین قسمیں یہ ہیں:۔

(۱) اِفراد (۲) قران (۳) تمتّع،

احرام کی چار قسمیں یہ ہیں:۔

(۱) افراد (۲) قران (۳) تمتّع (۴) عمرہ،

اس کے بعد احرام کی اقسام کی تعریف کا بیان کیا جاتا ہے ؛

اِفراد ؛ صرف حج کی نیت سے احرام باندھنا،

قِران ؛ حج اور عمرہ کی مشترک نیت کر کے احرام باندھنا

تمتع ؛ حج کے مہینوں میں میقات سے پہلے عمرہ کا احرام باندھنا، اور طواف کعبہ اور صفا مروہ کی سعی کر کے حجامت کرا کر احرام کھول کر سلے ہوئے کپڑے پہن لینا،

پھر آٹھ ذی الحجہ کو یا اس سے پہلے مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے حج کا احرام باندھنا (جیسا کہ اکثر پاکستانی اور ہندی حاجی کرتے ہیں)۔

عمرہ ؛ صرف عمرہ کا احرام باندھنا، جیسے بہت سے آدمی اپنے شہر و وطن سے بغرض عمرہ جاتے ہیں،

احرام باندھنے کا طریقہ

احرام باندھنے سے پہلے خوب پاک صاف ہو جانا چاہئے، اگر حجامت کی ضرورت ہو تو حجامت بھی بنوالی جائے، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کیا جائے، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے غسل نہ کر سکے تو وضو کر لے غسل یا وضو کے بعد سلے ہوئے کپڑے اتار کر لنگی باندھ لی جائے اور چادر اوڑھ لی جائے، ہو سکے تو احرام کے کپڑوں پر بغیر جسم کی خوشبو لگالی جائے نہ ہو تو کوئی مضائقہ بھی نہیں،

احرام کی نماز اس کے بعد احرام کے کپڑے پہن کر اگر مکروہ وقت

نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل احرام کی نیت سے پڑھیں، یہ نماز سر ڈھک کر پڑھی جائے گی، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ، دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھ کر قعدہ وغیرہ کے بعد سلام پھیر دیں، سلام پھیر کر قبلہ رُخ بیٹھے بیٹھے سر کھول کر نیت کر لی جائے اور تلبیہ پڑھا جائے، اب احرام بندھ جانے کے بعد نماز میں اور ہر حالت میں سر کھلا رہے گا،

نابالغ بچے کا احرام

اگر کسی حاجی کے ساتھ نابالغ بچہ ہو تو اس کے ولی کو چاہئے کہ بچہ کے سلے ہوئے کپڑے اتار کر احرام کے کپڑے پہنا دے، اور بچّے کی طرف سے احرام کی نیت کر کے خود تلبیہ پڑھے، اگر بچّہ پڑھ سکتا ہو تو اس سے بھی پڑھوا لے، احرام باندھ لینے کے بعد بچّے کو ممنوعاتِ احرام سے بچاتا رہے، اگر اتفاقیہ ممنوعاتِ احرام میں سے کوئی بات ہو جائے تو بچّے یا ولی پر اس کی جزا لازم نہیں آئے گی،

عورت کا احرام

حج میں عورت کا احرام باندھنا بھی ضروری ہے، عورت کا احرام یہ ہے کہ وہ سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے، جیسے گھر پر پہنتی تھی، لیکن غیر مردوں سے پردہ کرنے کا حکم ہے، احرام کی حالت میں منہ پر

اس طرح کپڑا ڈالے کہ چہرے پر نہ لگے، اور کوئی ایسی چیز مُنہ پر لگالے کہ اس پر برقعہ رہے چہرے پر نہ لگے، عورت کو احرام کی حالت میں موزہ پہننا بھی جائز ہے، تلبیہ اتنا زور سے نہ کہے کہ مرد آواز سنیں،

اگر کوئی عورت حیض یا نفاس سے ہو تو تب بھی غسل یا وضو کرکے احرام باندھ لے اور پاک ہونے تک طواف و سعی سے رُکی رہے، پاک ہونے کے بعد طواف و سعی کرے،

ہوائی جہاز کے حاجی کا احرام

کراچی سے جو لوگ بذریعہ ہوائی جہاز حج کو جائیں ان کو چاہئے کہ ہوائی اڈے پر احرام باندھ کر سوار ہوں، کیونکہ جو جہاز سیدھا جدّہ جاتا ہی وہ چند گھنٹوں میں پہونچ جاتا ہے، ویسے گھر سے بھی باندھ سکتے ہیں، لیکن اس میں یہ خطرہ ہی کہ جہاز لیٹ ہو جائے یا خدانخواستہ کسی وجہ سے جہاز کی روانگی ملتوی ہو جائے اور سفر ملتوی کرنا پڑ جائے،

ایسی صورت میں مسئلہ یہ ہے کہ آدمی اس وقت تک احرام کے کپڑے نہیں اتار سکتا جب تک کہ ھَدِیْ کا جانور حرم میں ذبح نہ کرادے (جس میں بڑی مشکلات اور دقتیں ہیں) جو شخص احرام باندھنے کے بعد کسی مجبوری کی وجہ سے راستہ میں رُک جائے اس کو مُحصَر کہتے ہیں،

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے :-

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط	"اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کیواسطے"

فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ط

(پ۲، ع۸)

پھر اگر تم روک دیئے جاؤ تو تم پر ہے جو کچھ کہ میسّر ہو قربانی سے اور اس وقت تک سر نہ منڈاؤ جب تک کہ پہونچ نہ جائے (قربانی کا جانور) اپنے ٹھکانے پر (یعنی حرم میں)"۔

شاہ عبدالقادر صاحب محدّث دہلوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"جب کسی نے حج یا عمرہ شروع کیا یعنی اس کا احرام باندھ لیا تو اس کا پورا کرنا لازم ہوگیا، بیچ میں چھوڑ بیٹھے یا احرام سے نکل جائے یہ نہیں ہو سکتا،
لیکن اگر کسی دشمن یا کسی مجبوری کی وجہ سے راستہ میں ہی رُک گیا تو اس کے ذمہ پر قربانی ہے، جو اس کو میسّر آئے،
جس کا ادنیٰ مرتبہ ایک بکری ہے، اس قربانی کو کسی کے ہاتھ مکّہ بھیجے اور یہ مقرر کر دے کہ فلاں روز حرم میں پہونچ کر اس کی قربانی کر دینا، اور جب اطمینان ہو جائے کہ اب قربانی حرم میں پہونچ کر ذبح ہو چکی ہوگی اس وقت سر کی حجامت کرائے، اس کو دمِ احصار کہتے ہیں" (موضح القرآن)

اس لئے بہتر اور احتیاط کی بات یہی ہے کہ ایئر پورٹ پر جہاز کی روانگی کا اطمینان کر کے احرام باندھے، تاکہ بعد میں کوئی الجھن اور پریشانی

نہ ہو، اگر احرام کی حالت میں کوئی آدمی کسی مجبوری کی وجہ سے رُک جائے تو اس کو مُحصَر کہتے ہیں،

مُحصَر کا مسئلہ

جس مُحصَر کے پاس نہ ہَدی کا جانور ہو اور نہ اتنا روپیہ موجود ہو کہ ہَدی خریدے یا جانور اور روپیہ تو موجود ہے، لیکن کوئی ایسا آدمی موجود نہیں جس کے ذریعہ سے جانور یا قیمت بھیج کر دم ذبح کرائے تو وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک کہ حرم میں ذبح نہ کرائے یا مکہ جاکر عمرہ نہ کرلے جب تک ان دونوں کاموں میں سے ایک کام نہ کریگا ہمیشہ مُحرِم رہے گا، (معلم الحجاج)

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہوائی جہاز کے بعض حاجی جدّہ پہونچ کر احرام باندھتے ہیں، ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جو جہاز سیدھا جدّہ جاتا ہے وہ حدِ حرم پر گذرتے ہوئے جاتا ہے، اس لئے جو حضرات جدّہ پہونچ کر احرام باندھیں گے تو ان کو ایک دَم دینا پڑے گا، البتّہ جو جہاز ریاض، دمّام ہوکر جدّہ جاتے تو اس صورت میں ان مقامات سے احرام باندھ سکتے ہیں،

تمتّع، اِفراد، قِران کے احرام کی نیّت

تمتع کے احرام کی نیت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ ط ۵

یا اللہ میں عمرہ کے احرام کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول فرمائیے،

افراد کے احرام کی نیت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ط ۵

یا اللہ میں حج کے احرام کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے، اور قبول فرمائیے،

قران کے احرام کی نیت

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ ط ۵

یا اللہ میں حج اور عمرہ کے احرام کی نیت کرتا ہوں ان دونوں کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول فرمائیے،

ھدایت:- اگر عربی کے یہ الفاظ یاد نہ ہوں یا زبان سے ادا نہ ہو سکیں تو اپنی زبان میں نیت کر لے، نیت کرنے کے بعد بلند آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھے:-

تلبیہ

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے،

لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ

میں حاضر ہوں، بیشک سب تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی عطا کی ہوئی ہیں اور ملک بھی تیرا ہے،

لَاشَرِیْکَ لَکَ (بخاری ومسلم)

اس میں تیرا کوئی شریک نہیں،

نیت اور تلبیہ کے بعد احرام بندھ گیا، تلبیہ میں سے کوئی لفظ کم کرنا مکروہ ہے، اب کسی اونچی جگہ چڑھتے وقت، نیچے اترتے وقت، نمازوں کے بعد، دوستوں سے ملاقات کے وقت، صبح شام ہر حالت میں تلبیہ پڑھتے رہنا مستحب ہے، کیونکہ تلبیہ کا حج میں وہ درجہ ہے جو تکبیر کا نماز میں، لیکن چیخنا چلّانا نہیں چاہئے، خاص طور پر مسجد میں اتنی بلند آواز سے نہ پڑھنا چاہئے، کہ نمازیوں کو تشویش ہو،

جب تلبیہ پڑھے تین مرتبہ پڑھے، اور پڑھتے وقت کسی سے سلام وکلام نہ کرے، اس کے بعد درود شریف پڑھے، پھر جو دعاء چاہے مانگے، مستحب یہ دعاء ہے:-

تلبیہ کے بعد مستحب دُعاء

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ

یا اللہ میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور جنّت کا

وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ ۵

طلب گار ہوں، اور آپ کے غصّہ اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں،

احرام کا حکم

احرام باندھ لینے کے بعد جس قِسم کا احرام باندھا ہی جب تک وہ نہ کرلے احرام نہ کھولے، اگر کوئی ایسی بات بھی ہوجاے جس سے احرام فاسد ہو جاتا ہے تب بھی نہ کھولے بلکہ اس کا کفارہ دیدے،

احرام کی نیت کے مسائل

مسئلہ؛ احرام کی نیت کا دل سے ہونا ضروری ہے، زبان سے بھی کہہ لے تو اچھا ہی، جس قسم کا احرام باندھے اس کی نیت دل میں ضرور کرے،

یعنی میں افراد کا احرام باندہتا ہوں یا قرآن کا یا تمتّع کا، اگر کسی نے دل میں نیت کرلی اور زبان سے کچھ نہ کہا تو احرام صحیح ہوگیا،

مسئلہ؛ دل میں قرآن کی نیت ہے اور زبان سے افراد یا تمتّع نکل گیا تو جو دل میں ہے اسی کا اعتبار ہوگا،

مسئلہ؛ نیت کے ساتھ تلبیہ ہونا بھی شرط ہے،

مسئلہ؛ کسی نے احرام باندھ لیا، مگر دل میں اور زبان سے کوئی نیت نہیں کی، تو افعالِ عمرہ یا افعالِ حج شروع کرنے سے پہلے جو چاہے نیت کرلے،

تلبیہ کی فضیلت اور مسائل

بزرگانِ دین نے لکھا ہے کہ لَبَّیْکَ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس اعلان کا عملی جواب ہے جو آپ نے حق تعالیٰ کے حکم سے خانۂ کعبہ کی تعمیر سے فراغت کے بعد کیا تھا، جس کا ذکر قرآن مجید کی آیت وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ میں ہے،

حدیث میں ہے کہ جس نے اس آواز کے جواب میں جتنی مرتبہ لَبَّیْکَ کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا، ایک حدیث میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یُّلَبِّیْ اِلَّا لَبّٰی مَنْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰی تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا،
(ترمذی، ابن ماجہ)

"جب کوئی حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں بائیں جو پتھر یا درخت یا ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں وہ بھی لبیک کہتے ہیں، اور اسی طرح یہ سلسلہ زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلا جاتا ہے"،

الغرض یہ کہ تلبیہ کی بڑی فضیلت ہے، حاجی احرام باندھنے کے بعد جب تلبیہ پڑھتا ہے تو عجیب کیفیت ہوتی ہے، اور اس کا اندازہ ان حضرات کو بخوبی ہے جو کبھی حج کی سعادت سے بہرہ یاب ہو چکے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حج کی نعمت سے نوازے، آمین، فضیلت کے بعد مسائل ملاحظہ ہوں،

مسائل تلبیہ

مسئلہ؛ تلبیہ زبان سے پڑھنا شرط ہے دل سے کہنا کافی نہیں،

مسئلہ؛ تلبیہ کے جو الفاظ اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۱ پر لکھے گئے ہیں ان کا پڑھنا سنّت ہے، اگر کوئی تلبیہ کے علاوہ دوسرا ذکر کرلے گا تو احرام صحیح ہو جائے گا، لیکن تلبیہ بالکل نہ پڑھنا مکروہ ہے، اور اس تلبیہ کے الفاظ میں کمی کرنا بھی مکروہ ہے، البتہ تلبیہ کے آخر میں لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ كُلُّهٗ بِیَدَیْكَ اضافہ کرسکتے ہیں،

مسئلہ؛ تلبیہ پڑھتے وقت بات نہ کرنی چاہیئے، جو شخص تلبیہ پڑھتا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے، اگر کسی نے تلبیہ کے وقت سلام کیا تو اس وقت جواب دینا جائز ہے، اور اگر سلام کرنے والے کے متعلق معلوم ہو کہ ابھی جائے گا نہیں تو تلبیہ ختم کرکے جواب دینا بہتر ہے،

مسئلہ؛ طواف اور سعی کرتے وقت تلبیہ نہ پڑھنا چاہیئے،

مسئلہ؛ احرام باندھنے کے وقت تلبیہ یا اور کوئی ذکر ایک مرتبہ فرض ہے، اور تلبیہ کا بار بار پڑھنا سنت ہے، تلبیہ جب پڑھے تو تین مرتبہ پڑھے،

مسئلہ؛ فرض اور نفل نماز کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہیئے،

مسئلہ؛ حج کے احرام کے دوران ایامِ تشریق کی فرض نماز

کا سلام پھیرنے کے بعد پہلے تکبیر تشریق پڑھے، پھر تلبیہ، اگر کسی نے پہلے تلبیہ پڑھ لیا تو تکبیر ساقط ہو گئی،

مسئلہ؛ عورت کو زور سے تلبیہ پڑھنا منع ہے، بلکہ آہستہ پڑھے،

مسئلہ؛ تلبیہ آواز سے پڑھنا مسنون ہے لیکن اس کا خیال رکھا جائے کہ کسی نماز پڑھنے والے یا سونے والے کو تکلیف نہ ہو،

مسئلہ؛ جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو جب وہ بیت اللہ شریف طواف شروع کرنے کے لئے حجر اسود کا استلام کرے (یعنی حجر اسود کو بوسہ دے یا ہاتھ سے چھوئے) تو تلبیہ پڑھنا بند کر دے،

مسئلہ؛ جس کا حج کا احرام ہو وہ ۱۰ ذی الحجہ کو منٰی میں جمرۂ اُخریٰ کی رمی کے وقت تلبیہ پڑھنا بند کرے (یعنی جب پہلی کنکری مارے تو تلبیہ بند کر دے)۔

مسئلہ؛ اگر کسی کو تلبیہ نہ آتا ہو تو مجبوراً لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ ہی پڑھتا رہے،

احرام کے فرائض و واجبات وغیرہ؛

فرائض احرام احرام میں ۲ دو فرض ہیں، (۱) نیت کرنا، یعنی جس قسم کا احرام باندھے اس کی نیت کرے،

(۲) احرام باندھ کر کوئی لفظ ایسا کہے جس سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بڑائی کا اظہار ہوتا ہو، مثلاً لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ الخ یا

سُبْحَانَ اللّٰہِ اگر یہ دونوں باتیں چھوڑ دیں تو احرام صحیح نہ ہوگا،

واجباتِ احرام

احرام میں دو باتیں واجب ہیں،
① میقات سے احرام باندھنا ② احرام میں جو باتیں منع ہیں، ان سے بچنا، واجبات کے چھوڑ دینے سے دَم یا جزا، لازم آئے گی،

سُنَنِ احرام

احرام میں نو باتیں سنت ہیں:۔
① حج کا احرام حج کے مہینوں (یعنی شوال، ذیقعدہ اور عشرۂ ذی الحجہ ان دنوں) میں باندھنا ② اپنے شہر یا میقات سے احرام باندھنا ③ احرام کے لئے غسل کرنا ④ دو کپڑے یعنی ایک چادر اور ایک لنگی پہننا ⑤ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا، ⑥ دو رکعت نماز بہ نیتِ احرام پڑھنا بشرطیکہ طلوع، غروب، استواء، اور بعد فجر یا بعد عصر کا وقت نہ ہو ⑦ لبّیک جو صفحہ ۱٦۱ پر بیان کیا گیا ہے انہی لفظوں کے ساتھ پڑھنا ⑧ لبّیک تین مرتبہ پڑھنا ⑨ مرد کو لبّیک بلند آواز سے پڑھنا،

ان کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی سنّت چھوٹ جائے تو ثواب میں کمی ہو جائے گی، کوشش یہ کرنی چاہئے کہ ایک سنت بھی نہ چھوٹنے پائے کہ ثواب میں کمی آئے،

مستحبّاتِ احرام

احرام میں مندرجہ ذیل باتیں مستحب ہیں،
① احرام کے غسل سے پہلے حجامت

کرالینا اور زیر ناف بال صاف کرلینا، ناخن کٹوالینا ② غسل میں احرام کے غسل کی نیت کرنا ③ لنگی اور چادر دونوں کا سفید اور دُھلا ہوا ہونا ④ احرام کے وقت دل اور زبان سے دونوں سے نیت کرنا ⑤ ہر حال اور ہر وقت (سوائے قضائے حاجت کے) لبّیک پکارتے رہنا ⑥ میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لینا،

ان باتوں کے کرنے میں ثواب ہے، نہ کرنے میں کوئی گناہ بھی نہیں مگر کوشش یہی کرنی چاہیئے کہ کوئی مستحب بات بھی ترک نہ ہو،

احرام میں گناہ کی باتیں

① جماع کی فحش باتیں یا اسی قسم کی اور بُری اور بیہودہ باتیں اپنی بی بی سے کرنا ② ہر قسم کے گناہ اور فسق و فجور کی باتیں کرنا ③ دنیاوی باتوں میں لوگوں سے لڑائی جھگڑا کرنا،

احرام میں مکروہ باتیں

مندرجہ ذیل باتیں احرام کی حالت میں مکروہ ہیں:-

① بدن سے مَیل دور کرنا ② سر یا ڈاڑھی یا بدن کو صابن یا کسی اور چیز سے دھونا ③ زینت کی نیت سے احرام کا کپڑا دھونا ④ سر کے بال یا ڈاڑھی میں (زینت کے لئے) کنگھا کرنا ⑤ سر یا ڈاڑھی کا کھجلانا جبکہ بال اُکھڑنے یا جوں کے مرنے کا ڈر ہو، ⑥ چادر میں گرہ

see P. 165

لگا کر گردن میں باندھنا ⑦ خوشبو سونگھنا یا چھونا یا خوشبو والے کے پاس خوشبو سونگھنے کی غرض سے بیٹھنا ⑧ خوشبودار میوہ یا گھاس سونگھنا، ⑨ کعبہ کے پردہ پر اس طرح لپٹنا کہ سر یا منہ سے پردہ لگے، ⑩ ناک یا ٹھوڑی یا رخسار کا کپڑے سے چھپانا ⑪ ایسا کھانا جو پکا ہوا نہ ہو اور اس سے خوشبو آتی ہو، اگر پکا ہوا ہو تو مکروہ نہیں ⑫ تکیہ پر اوندھا منہ رکھنا ⑬ کپڑے کی گٹھڑی یا لحاف یا توشک کا سر پر اٹھالینا،

ان باتوں سے بچنا اچھا ہے، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے نہ بچ سکے تو جزا لازم نہیں آئے گی،

احرام کی حالت میں حرام باتیں

مندرجہ ذیل باتیں احرام کی حالت میں حرام ہیں، ان کو ہر حاجی پڑھ کر ذہن میں رکھے اور ان سے بچتا رہے:-

① حِل یا حرم میں قصداً یا سہواً جنگلی جانور کا شکار کرنا یا کسی شکاری کو اشارہ کر کے بتانا،

② جُوں مارنا یا اس کو مارنے کے لئے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے وہ مر جائے،

③ ٹڈی مارنا،

④ حرم کے کسی درخت یا گھاس کو توڑنا یا پکانا،

⑤ سِلا ہوا کپڑا پہننا،

(۶) سر یا مُنہ چھپانا،

(۷) موزہ یا ایسا جوتہ پہننا جس سے پاؤں کے اوپر کی ہڈی چھپ جائے یا جوتہ ٹخنوں کی ہڈی سے لگ جائے،

(۸) خوشبو کا اِستعمال کرنا اور سُونگھنا،

(۹) بال مونڈنا یا تراشنا یا اکھاڑنا یا کسی اور طرح دُور کرنا،

(۱۰) ناخن کاٹنا،

(۱۱) ڈاڑھی یا بالوں میں کنگھا کرنا،

(۱۲) بے وضو طواف کرنا،

(۱۳) عورت کا حیض یا نفاس کی حالت میں طواف کرنا،

(۱۴) بیوی سے جماع یا لوازماتِ جماع کرنا،

(۱۵) بغیر احرام باندھے میقات سے آگے بڑھ جانا،

(۱۶) طواف یا سعی کا کچھ حصّہ چھوڑ دینا،

(۱۷) پورا طواف چھوڑ دینا،

(۱۸) سعی یا وقوفِ مزدلفہ یا رمیِ جمار سارے دنوں یا ایک دن کی یا افعالِ حج کی ترتیب چھوٹ جانا،

(۱۹) حلق یا قصر زمینِ حِل میں کرانا،

(۲۰) زینت کی باتیں (مثلاً مہندی لگانا، یا سر کے بالوں میں کنگھا کرنا، مانگ نکالنا، تیل ڈالنا)۔

ممنوعاتِ احرام کے مسائل، جنایات کے باب میں ملاحظہ فرمائیں،

احرام کے کچھ ضروری مسائل

مسئلہ ؛ احرام باندھنے سے پہلے اگرچہ سر منڈانا مستحب ہے، مگر ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس وقت سر نہ منڈائے، بلکہ حج کے بعد منیٰ میں رمی کے بعد منڈائے، تاکہ قیامت میں جب میزانِ عمل میں اعمال کا وزن ہو تو وزن بڑھ جائے،

مسئلہ ؛ افعالِ حج احرام سے شروع ہوتے ہیں (یعنی افعالِ حج احرام کے بغیر نہیں کر سکتا، لہٰذا شوال کے مہینہ سے بلا کراہتہ احرام باندھ لینا درست ہے، اور اس سے پہلے مکروہ ہے،

مسئلہ ؛ کسی کا احرام کی حالت میں انتقال ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین غیر محرم کی طرح کی جائے گی، مرنے کے بعد احرام کے احکام ختم ہو گئے،

مسئلہ ؛ احرام بغیر نفل نماز پڑھے بھی جائز ہے، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ مکروہ وقت ہونے کی وجہ سے نہ پڑھے تو مکروہ نہیں،

مسئلہ ؛ احرام کے نفل سر ڈھک کر پڑھنے چاہئیں، نفل پڑھ کر سر کھول لے، اور جس قسم کا احرام باندھنا ہو اس کی نیت کرے، اب جب تک احرام میں رہے گا تمام نمازیں سر کھلے پڑھنی ہونگی، بہت سے محرم نماز کی حالت میں مونڈھا کھلا رکھتے ہیں، ایسا کرنا مکروہ ہے،

مسئلہ؛ احرام کی لنگی میں نیفہ موڑ کر پاجامہ کی طرح کمر بند باندھنا مکروہ ہے،

مسئلہ؛ پان میں لونگ، الائچی، یا خوشبودار تمباکو ڈال کر کھانا مکروہ ہے،

مسئلہ؛ زینت کی نیت سے آنکھوں میں سُرمہ لگانا مکروہ ہے،

مسئلہ؛ دھوپ سے بچاؤ کے لئے سر پر رُومال یا چادر رکھنا منع ہے،

مسئلہ؛ موذی جانور جیسے سانپ، بچھو، پسّو، چھپکلی، گرگٹ، بھڑ، کھٹمل، چیل کو مارنا حالتِ احرام میں جائز ہے،

مسئلہ؛ ضرورت کے لئے یا گرمی میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کرنا جائز ہے،

مسئلہ؛ احرام کی لنگی کے اوپر یا اندر پیٹی باندھنا یا گھڑی یا روپیہ رکھنے کے لئے جیب بنا لینا جائز ہے،

مسئلہ؛ مسواک کرنا، درد کی وجہ سے دانت اکھاڑنا، ٹوٹا ہوا ناخن اکھاڑنا، یا کاٹنا، بغیر خوشبو کا سُرمہ لگانا، ٹوٹے ہوئے جوڑ پر پٹی باندھنا جائز ہے،

مسئلہ؛ ہیضہ یا چیچک وغیرہ کا انجکشن لگوانا جائز ہے،

مسئلہ؛ سر اور چہرے کے علاوہ سارا بدن ایسے ہی کان، گردن، پاؤں، چادر رومال وغیرہ سے ڈھانکنا جائز ہے،

مسئلہ؛ دھوپ یا بارش سے بچاؤ کے لئے وقت ضرورت

چھتری کا استعمال جائز ہے،

مسئلہ؛ احرام کی حالت میں ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہننا جائز ہے،

عورتوں کیلئے احرام کے ضروری مسائل؛

عورتوں کے احرام میں مردوں سے مندرجہ ذیل باتیں مختلف ہیں:۔

(۱) سلا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے (۲) سر کھولنا منع ہے، (۳) تلبیہ آہستہ پڑھنا چاہیئے، (۴) طواف میں رمل نہ کرے یعنی مردوں کی طرح اکڑ کر نہ چلے (۵) اضطباع بھی نہ کرے (۶) طواف کرتے وقت اگر مردوں کا ہجوم ہو تو حجرِ اسود کا استلام نہ کرے،

(۷) مقامِ ابراہیم پر اگر مردوں کا ہجوم ہو تو دو رکعت نمازِ طواف وہاں نہ پڑھے، بلکہ حرم شریف میں کسی پردہ اور آڑ کی جگہ میں پڑھے،

عورت کیلئے احرام کا ایک ضروری مسئلہ؛

جب عورت میقات پر پہونچی تو ایام یعنی حیض کا خون آنا شروع ہو گیا، تو اس حالت میں عورت کے لئے نماز پڑھنی ناجائز ہے، ایسی حالت میں اگر غسل نقصان کرے تو وضو کر کے قبلہ رُو بیٹھکر نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، تلبیہ پڑھنا منع نہیں، یہی حکم نفاس والی عورت کا بھی ہے،

چونکہ ہوائی جہاز کے حاجی ایرپورٹ پر یا کراچی کے باشندے اپنے مکان سے اور بحری جہاز کے حاجی یَلَملَم سے احرام باندھ لیتے ہیں

اس کے بعد جدّہ پہونچتے ہیں، اس لئے ہم نے احرام کے مسائل پہلے بیان کردیئے ہیں،

جدّہ شریف پہونچکر کیا کرنا چاہئے

جدّہ حرمین شریفین کا دروازہ ہی، جب جہاز خیریت کے ساتھ جدّہ پہونچ جائے تو خداوند کریم کا شکر ادا کرے کہ ایک غلام احکم الحاکمین کے دربار کے دروازے پر پہونچ گیا،

یہاں یہ تاریخی بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ سنہ ۳۶ھ میں خلیفۂ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جدّہ کو بندرگاہ بنایا، یہ بحر احمر کے شرقی کنارے پر واقع ہے، اس سے پہلے شعیبیہ بندرگاہ تھا، جو جدّہ کے جنوب میں ۳۰ میل کے فاصلہ پر ایک قدیم بستی ہے، یہیں سے سنہ ۵ نبوی میں کفارِ مکّہ کی تکالیف اور ایذاؤں سے تنگ آکر صحابۂ کرام نے باجازت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کشتیوں میں سوار ہوکر حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی،

خلیفۂ ثالث کی مقرر کردہ اس بندرگاہ پر اب ہر ملک کے حاجی جو بحری جہاز سے آتے ہیں اترتے ہیں، یلملم سے روانہ ہوکر تقریباً ۲۴ گھنٹہ بعد جدّہ آجاتا ہے، جب جہاز بندرگاہ پر لگ جاتا ہے تو اجازت ملنے پر حاجی اُترنے شروع ہوجاتے ہیں، اگر زمزم کے لئے خالی ڈرم ساتھ ہو تو اس کو ہاتھ میں لے کر اتریں ورنہ ٹوٹ پھوٹ کر

برابر ہو جائے گا،

دیکھئے! یہ گھبراہٹ اور نفسا نفسی کا وقت ہوتا ہے، اس لئے اطمینان سے اُترنا چاہیئے، گھبرانے کی ضرورت نہیں، جہاز رُکنے سے پہلے ہی اپنا سب سامان ایک جگہ جمع کر کے رکھ لینا چاہیئے، یہاں پہونچ کر ہماری کم سامان ساتھ لینے کی نصیحت کی قدر ہوگی، اور اندازہ ہوگا کہ سامان پر نام اور پتہ لکھنا کتنا مفید رہا،

جہاز سے سامان اُترنے کے بعد بہت پریشانی ہوتی ہے، بعض مرتبہ سامان مخلوط ہو کر گُم ہو جاتا ہے،

پاسپورٹ اور ٹکٹ اپنے ہاتھ میں رکھئے، کیونکہ جہاز سے اترتے ہی دکھلانا ہوگا، بندرگاہ پر پاسپورٹ وغیرہ کے معائنہ کے بعد آپ کو باہر کھڑی ہوئی سرکاری لاریاں ملیں گی، یہاں آپ سے ان کا کرایہ نہیں لیا جائے گا، ان میں سوار ہو کر آپ فوراً کسٹم آفس پہونچ جائیں، معلم کے وکیل یا ان کے سکریٹری آپ کو کسٹم آفس ہی پر ملیں گے، آپ وہاں اپنا سامان تلاش کر کے وکیل کے آدمی کے حوالے کر دیں،

بالفرض اگر آپ کا سامان نہ ملے تو گھبرائیں نہیں، کسٹم آفس سے باہر نکل کر آپ کو پھر لاری ملے گی، یہاں بھی آپ سے کوئی کرایہ نہیں لیا جائے گا، آپ اس میں سوار ہو کر مدینۃ الحجاج (حاجی کیمپ) پہونچ جائیں، اس میں ٹھیرنے کا بھی آپ سے کرایہ نہیں لیا جائیگا،

کیونکہ ان سب کا کرایہ آپ سے ٹکٹ کے ساتھ لیلیا گیا ہے ، وکیل یا اس کا آدمی کسی کمرہ میں ٹھیرائے گا، بہتر صورت یہ ہے کہ ایک معلّم کے حاجی ایک ہی کمرہ میں ٹھیریں،

ٹھیرنے کا انتظام ٹھیک کرکے اللہ کا نام لے کر اپنا گم شدہ سامان حاجی کیمپ میں گھوم پھر کر تلاش کریں انشاء اللہ مل جائے گا اتنی پریشانی بھی اس لئے ہوتی ہے کہ جہاز سے سامان کرین سے اتارا جاتا ہے، اس میں اگرچہ حاجی کی سہولت کو مدِّ نظر رکھا ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ طریقہ بڑی پریشانی کا سبب ہے، جس کی اصلاح کی ضرورت ہے،

ہدایت

یاد رکھئے! اب آپ احرام میں ہیں، یہاں آپ کا امتحان ہے کہ آپ پریشانی میں کتنا صبر کرتے ہیں، اس کا خیال رکھئے کہ کوئی بات آدابِ احرام کے خلاف نہ ہونے پائے، اگر کوئی خلافِ مزاج اور خلافِ مرضی بات بھی کہے تو سُن کر خاموش ہو جائیں، اور صبر کریں، اس کا بہت بڑا اجر ہے،

مختلف اوقات و حالات میں پڑھنے کی دعائیں

اونچی نیچی جگہ پڑھنے کی دُعاء

جب کسی اونچی جگہ پر چڑھنے کا اتفاق ہو تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہو اور جب اوپر سے نیچے اُترو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہو،

کسی جنگل سے گذرتے وقت

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو،

کسی خطرے یا خوف کے وقت پڑھو

سورۂ اخلاص (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ) اور معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لو اور یہ دعاء پڑھو:- اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ،

جدّہ سے مکّہ کو روانگی

جدّہ میں آپ کے معلّم کا وکیل پاسپورٹ وغیرہ کے اندراج کے بعد مکہ معظمہ جانے کے لئے سواری کا انتظام کرے گا جس کا کرایہ آپکو ادا کرنا ہوگا، جدّہ سے مکہ معظمہ ۴۶ میل ہے، آمد و رفت کے لئے بہترین سڑکیں بنی ہوئی ہیں، آپ لاری میں سوار ہو کر ایک دو گھنٹہ میں اپنے معلّم کے مکان پر پہونچ جائیں گے، راستہ میں تلبیہ،

درود شریف، استغفار وغیرہ خوب ذوق شوق سے دیوانوں کی طرح پڑھتے رہیں،

حدِّ حرم

جدّہ سے روانہ ہو کر بائیں ہاتھ پر ایک جگہ آتی ہے اس کا نام حُدَیبیہ ہے، اب اس کو شمیسیہ کہتے ہیں، یہاں نشان اور علامت کے طور پر سفید دیوار پر چھوٹے چھوٹے دو بُرج بنے ہوئے ہیں، یہ حدِّ حرم شروع ہونے کی علامت ہے، اس قسم کے نشانات بیت اللہ شریف کی ہر سمت سے تقریباً نو میل کے فاصلہ پر بنے ہوئے ہیں، صرف شمال کی جانب والی حد تین میل کے فاصلہ پر ہے، ان حدود کے اندر نہ کسی جانور کا شکار کرنا جائز ہے، نہ گھاس کاٹنا، وہ حدود یہ ہیں:-

بجانبِ شرق میدانِ عرفات سے کچھ پہلے وادیِ عرنہ پر،

بجانبِ جنوب عضاۃ بستی پر،

بجانبِ شرق وشمال، طائف کے راستہ میں موقع جعرانہ پر،

بجانبِ شمال مائل بہ غرب مقام تنعیم پر،

بجانبِ غرب مائل بشمال مقامِ حدیبیہ پر،

حدَیبیہ وہی مشہور اور تاریخی جگہ ہے جہاں سنہ ۶ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ کو کفار نے عمرہ پر جاتے ہوئے مکّہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا، اور صلحنامہ لکھے جانے کے

بعد آپ مع صحابہ کرامؓ مدینہ منوّرہ واپس ہو گئے تھے، اسی صلح کو قرآن پاک میں فتح مبین فرمایا گیا ہے، ارشاد ہے :- اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ (بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی)۔

یہاں سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر ایک مسجد نظر آئیگی (یہ مسجد فوٹو میں دیکھیں) کہتے ہیں اسی جگہ وہ مشہور درخت تھا جس کے نیچے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی تھی جس کو بیعت رضوان کہتے ہیں، قرآن پاک کی سورۃ اِنَّا فَتَحْنَا میں لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ، میں اسی بیعتِ رضوان کا ذکر ہے،

حُدودِ حرم کے یہ وہ نشانات ہیں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیمؑ کو دکھلائے اور بتلائے تھے، ان مقامات پر آپ نے نشانات لگا دیئے تھے، پھر اُن نشانات کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بنوایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اُن کی تجدید کرائی،

بعض تاریخی روایات میں یہ بھی ہے کہ خانۂ کعبہ کی تعمیر کے وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حجر اسود کو جب دیوارِ کعبہ میں نصب فرمایا تو آس پاس کا علاقہ اس کی چمک سے روشن ہو گیا، چنانچہ اس وقت جہاں تک روشنی پھیلی اسی علاقہ کو حرم قرار دیدیا گیا،

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

حدودِ حرم میں داخل ہو جانے کے بعد آپ یوں تصوّر کریں کہ ہم احکم الحاکمین اور شہنشاہی دربار کے صحن میں قدم رکھ رہے ہیں لہذا نہایت ہی ادب، خشوع اور عاجزی کے ساتھ توبہ استغفار کرتے ہوئے یہ دُعائیں پڑھتے جائیں :-

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ وَبَشَرِیْ عَلَى النَّارِ ط اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَآئِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ہ

"یا اللہ یہ آپ کا اور آپ کے رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قائم کردہ حرم ہے، پس آپ میرا گوشت اور میرا خون اور میری ہڈیاں آتشِ دوزخ پر حرام کردیں، یا اللہ قیامت کے دن مجھو اپنے عذاب سے بچانا اور مجھے اپنے دوستوں اور فرمانبرداروں میں میں شامل فرمانا، بیشک آپ توبہ قبول کرنیوالے اور بڑے مہربان ہیں"

شہر مکّہ نظر آئے تو یہ دُعاء پڑھیں؛

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْهَا حَلَالًا ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهَا ط اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا

"یا اللہ میرے لئے مکہ شہر میں ٹھکانا فرمادیں، اور حلال روزی دیں، یا اللہ ہم کو مکّہ میں برکت عنایت فرما، خدایا اس شہر کے میوے ہمیں

وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْٓ اَهْلِهَا اِلَیْنَا،

نصیب فرما، یا اللہ ہم کو اہلِ مکہ کی نظروں میں اور اہلِ مکہ کو ہماری نظروں میں محبوب بنادے"

مسجدِ حرام میں داخلہ کے وقت چند ضروری مسائل

مسئلہ: خانۂ کعبہ پر نظر پڑتے ہی کھڑے ہوکر دعاء مانگنا مستحب ہے،

مسئلہ: مسجدِ حرام میں داخل ہوکر تحیۃ المسجد پڑھنے کی بجائے طواف کرنے کا زیادہ اجر وثواب ہے، اس مسجد کا تحیہ طواف ہی ہے، اور اگر کسی وجہ سے فوراً طواف کا ارادہ نہ ہو تو تحیۃ المسجد پڑھے مگر مکروہ وقت نہ ہونا چاہئے،

مسئلہ: مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کرلینا مستحب ہے، نیت یوں کرے:-

نَوَیْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِکَافِ،

مسئلہ: مسجدِ حرام میں نماز پڑھتے آدمی کے آگے سے سجدہ کی جگہ چھوڑ کر گذرنا جائز ہے،

نوٹ: آجکل جس طریقہ سے لوگ نمازی کے آگے سے گذرتے ہیں اس طریقہ کو روکنا ناممکن بات ہے،

اس لئے جہاں تک ممکن ہو آدمی خود ہی احتیاط کرے اور کسی آڑ کی جگہ نوافل وغیرہ پڑھ لے، ورنہ یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ

معاف کرنے والے قبول کرنے والے ہیں، قریب الحج تو کوئی جگہ بھی آڑ کی ایسی نہیں ملتی جہاں آدمی باطمینان نماز پڑھ لے، ایسی حالت میں اگر نماز پڑھنے کی جگہ ہی مل جائے تو غنیمت سمجھے،

مسجدِ حرام میں داخلہ کے آداب اور دعاء

بیت اللہ شریف کے چاروں طرف اوپر نیچے جو عظیم الشان قدیم وجدید دالان بنے ہوئے ہیں اس کو مسجدِ حرام کہتے ہیں، اس مسجد کے صحن میں خانہ کعبہ ہے جس پر سیاہ رنگ کا عجیب پُرکشش غلاف پڑا رہتا ہے،

یہ مسجد دنیا کی تمام مساجد سے افضل ہے، اس میں ایک فرض نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے،

ارشاد نبویؐ ہے:۔

صَلٰوۃٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِّائَۃِ صَلٰوۃٍ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا (مسند احمد)	"مسجد حرام (بیت اللہ) کی ایک نماز میری اس مسجد کی سو نمازوں سے افضل ہے، (یعنی مسجد نبویؐ سے)"۔

اس لئے جماعت کی نماز کا اہتمام رکھے، بازار کی سیر و تفریح اور خرید و فروخت میں مصروف نہ رہے، جب خیر سے مکہ پہنچ جائے تو معلّم کی تحویل میں سامان وغیرہ دے کر سب سے پہلے مسجدِ حرام میں حاضر ہو، راستہ میں تلبیہ اور ذکر اذکار کرتا رہے،

بہتر اور افضل یہ ہے کہ بابُ السّلام سے داخل ہو، اور اگر کسی کا عمرہ کا احرام ہو تو بابُ العمرہ سے داخل ہو اور داہنا پاؤں پہلے اندر رکھے اور یہ دُعاء پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

اللہ کا نام لیکر داخل ہوتا ہوں اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

اے میرے پروردگار میرے گناہ بخشدیجئے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے،

خانہ کعبہ پر جب نظر پڑے تو یہ پڑھے؛

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے،

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ،

نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، اور اللہ سب سے بڑا ہے،

چونکہ خانہ کعبہ پر نظر پڑنے کے وقت دعاء قبول ہوتی ہے، اس لئے یہ دعاء مانگنا مستحب ہے:۔

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الدَّیْنِ وَالْفَقْرِ

میں پناہ لیتا ہوں اس گھر کے رب کی قرض سے اور محتاجی

وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ط

تنگ دلی سے اور عذاب قبر سے،

یہ دعا پڑھتے ہوئے چلتے رہیں اور آہستہ آہستہ حجر اسود کے سامنے پہونچ جائیں، پھر یہ دعا پڑھیں:-

حجرِ اسود پر پڑھنے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ،

یا اللہ آپ کا نام سلام ہے، اور آپ کی طرف سے ہی سلامتی ملتی ہے

وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ، حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ،

اور سلامتی آپکی ہی طرف لوٹتی ہے، اے ہمارے پروردگار ہمیں سلامتی کیساتھ زندہ رکھ

وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا

اور ہمیں سلامتی کے گھر (جنت) میں داخل فرما، اے ہمارے پروردگار تو بڑی برکت والا ہے،

وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط اَللّٰهُمَّ

اور بڑی بلندی کا مالک ہے اے عظمت و بزرگی والے، اے اللہ

زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّمَهَابَةً

اپنے اس گھر کی عظمت و شرافت اور ہیبت زیادہ بڑھا،

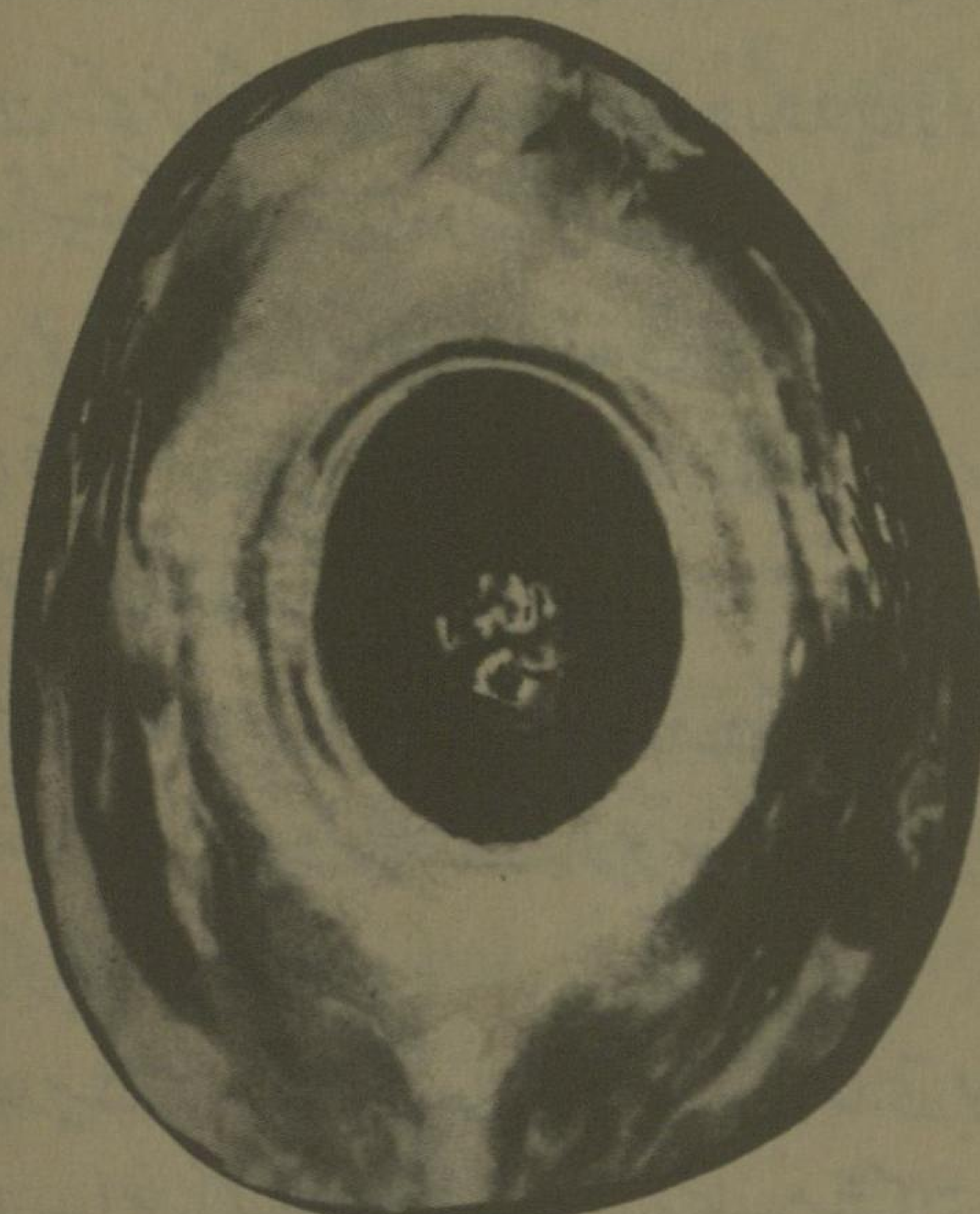
وَّزِدْ مَنْ تَعْظِيْمِهٖ وَتَشْرِيْفِهٖ مِنْ حَجَّةٍ

اور اس کی تعظیم و شرافت حج اور عمرہ سے

وَعُمْرَةِ تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّمَهَابَةً ط

اور زیادہ بڑھا،

حَجَرِ اَسْوَدْ



یہ ایک جنتی پتھر ہے، فوٹو میں جو سفیدی نظر آرہی ہے یہ چاندی کا حلقہ ہے، اس کے بیچ میں جو سیاہ حلقہ ہے اس میں حجر اسود ہی، طواف

کی ابتداء اس کے سامنے سے ہوتی ہے اور اسی کے سامنے آکر ختم ہوتا ہے،

ایک طواف کے سات چکر ہوتے ہیں، اگر ہجوم زیادہ نہ ہو تو ہر چکر پر حجر اسود کو بوسہ دے، اور ہجوم ہو تو استلام کرلے،

حجر اسود کو بوسہ دینے کا ثواب

عاشقین کے نزدیک محبوب کے گھر کے در و دیوار کو چومنا بھی عشق کا تقاضا اور محبّت کی علامت اور نشانی ہے،

حدیث میں حجرِ اسود کو یَمِیْنُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ (یعنی زمین میں اللہ کا ہاتھ) فرمایا گیا ہے، اس لئے اس کا استلام اور بوسہ دینا عبادت اور خدا سے مصافحہ کرنا ہوا،

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا گویا اس نے اللہ عزّ و جلّ کے ہاتھ کو بوسہ دیا،

ایک حدیث میں ہے جس نے اسے حق کے ساتھ بوسہ دیا ہوگا قیامت کے دن یہ اس کے حق میں گواہی دے گا، (مشکوٰۃ)

حق کے ساتھ بوسہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اور صدق دلی کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فعل کی وجہ سے بوسہ دے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود پر اپنے لبِ مبارک رکھے اور بہت دیر تک رکھے رہے

آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، حضرت عمرؓ نے آپؐ کو روتے دیکھ کر خود بھی رونا شروع کر دیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا اے عمرؓ! اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں (ابن ماجہ، بیہقی وغیرہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوسہ دیتے وقت فرمایا:۔

اِنَّمَا اَنْتَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبَّلَکَ مَا قَبَّلْتُکَ ثُمَّ قَبَّلَہٗ (بخاری، مسلم)

"تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچاتا ہے نہ نفع، اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا، اس کے بعد اس کو چوما"

یہ ہی محبتِ رسولؐ کا عملی نمونہ، مفسرین نے قرآن کریم کی آیت قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ کے ضمن میں لکھا ہے:۔

"کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرے اور سنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے وہ جھوٹا ہے"

اس لئے کہ قاعدہ محبت اور قانونِ عشق یہ ہے کہ جس سے کسی کو محبت ہوتی ہے اس کے گھر، در و دیوار سے، صحن سے، باغ سے، حتیٰ کہ اس کے کتے اس کے گدھے تک سے محبت ہوتی ہے، سچا عشق اور اطاعتِ رسول یہ ہی جس کا مظاہرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت فرمایا جس سے کفار اور مشرکین کے اس اعتراض کا بھی رد ہو جاتا ہے کہ مسلمان حجر اسود کو نفع اور نقصان کا مالک سمجھ کر بوسہ دیتے ہیں،

حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ

حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھوں کی ... ہتھیلیاں حجرِ اسود پر رکھے، پھر مُنہ سے آہستہ سے چُومے، اس کا نام بوسہ ہے، بوسہ دیتے وقت مُنہ سے چٹخارہ کی آواز پیدا نہ ہونی چاہیئے،

اسی طرح استلام کے وقت دونوں ہاتھ حجرِ اسود پر رکھے، ایک ہاتھ رکھنا متکبرین کا طریقہ ہے،

ضروری تنبیہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں :- کہ بعض متکبرین بوسہ دینے سے پہلے حجرِ اسود کو رومال سے صاف کرتے ہیں، بعد میں بوسہ دیتے ہیں، کیونکہ اس پر لوگوں کی رال وغیرہ لگنے کا احتمال ہوتا ہے، یہ نفرت اور گھِن کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، مگر یہ کہ رال لگنے کا یقین ہو تو حرج نہیں،

یہ وہ مقدس پتھر ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا اور جتنے انبیاءِ کرام نے حج کیا انھوں نے بوسہ دیا، پھر لوگ اس سے کیوں نفرت کرتے ہیں، اگر سچا عاشق ہے تو اس کو بلا تامّل بوسہ دینے کے لئے جھک جانا چاہیئے، جو چیز محبوب کی طرف منسوب ہو اس کو بوسہ دینے میں تامل اور سوچ بچار نہایت بے ادبی اور قباحت کی بات ہے،

(عمدۃ المناسک شرح زبدۃ المناسک)

حجر اسود کے متعلق چند مسائل؛

طواف کی ابتدا چونکہ حجر اسود سے ہوتی ہے، اس لئے اس کے متعلق چند ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں؛

مسئلہ؛ حجر اسود کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے طواف کی ابتدا، کرنا حرام اور بدعت ہے،

مسئلہ؛ حجر اسود کے چاروں طرف چاندی کا پترا چڑھا ہوا ہے، بہت سے حاجی استلام کے وقت اس کو ہاتھ لگاتے ہیں، اس سے استلام کا ثواب نہیں ملتا،

مسئلہ؛ حجر اسود پر چونکہ اکثر لوگ عطر وغیرہ کی خوشبو لگا دیتے ہیں، اس لئے محرم کو بوسہ دینے اور ہاتھ لگانے میں احتیاط رکھنی چاہئے بہت سے محرم جوشِ محبت میں ہاتھ لگا دیتے ہیں یہ ناجائز ہے،

مسئلہ؛ حجرِ اسود اور بیت اللہ کی چوکھٹ کے سوا کسی اور گوشہ یا دیوار کا بوسہ دینا منع اور ناجائز ہے،

مسئلہ؛ جب مردوں کا ہجوم ہو تو عورتیں حجر اسود کو بوسہ دینے کی کوشش نہ کریں، بلکہ جب ہجوم کم ہو تو بوسہ دیں؛

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

چوتھا باب ختم ہوا

پانچواں باب ۵

اِس باب میں مندرجہ ذیل مضامین بیان کئے گئے ہیں؛

(۱)

○ طواف کے فضائل اور اقسام و تعریف ○ طواف کے ضروری مسائل، ○ طوافِ قدوم کے چند ضروری مسائل ○ دوگانہ نماز طواف کے ضروری مسائل ○ مقامِ ابراہیم کی فضیلت و تاریخ ○ ملتزم کی فضیلت

(۲)

○ چاہِ زمزم کی تاریخ وغیرہ کا بیان ○ آبِ زمزم کی خصوصیات اور پینے کا طریقہ ○ زمزم پینے کی دعاء اور مسائل،

(۳)

○ سعی کا بیان ○ سعی کی تعریف ○ سعی کی حکمت و راز ○ سعی کا طریقہ ○ سعی کے شرائط و واجبات وغیرہ کا بیان، ○ سعی سے فارغ ہو کر کیا کرنا چاہیے؟

باب ۵

چونکہ نفل طواف کے بعد بھی زمزم پینا مستحب ہے، اسی طرح صفامروہ کی سعی طواف کے تابع ہے، گویا تینوں ایک دوسرے کے تابع ہیں، اس لئے ہم نے ان کو ایک ہی باب کے ضمن میں بیان کردیا ہے، چنانچہ پہلے طواف کا بیان کیا جاتا ہے :-

①

طواف کا بیان

قرآن پاک میں ارشاد ہے :-

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۵﴾

"اور طواف کرو اس قدیم گھر (بیت اللہ شریف) کا"۔

طواف کی تعریف کسی چیز کے چاروں طرف گھومنے اور چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں، یہ لفظ حج کے بیان میں جب بولا جاتا ہے تو اس وقت اس سے بیت اللہ شریف کے چاروں طرف مخصوص طریقہ پر گھومنا مراد ہوتا ہے،

جو آدمی طواف کرتا ہے وہ اللہ کے ان مقرّب فرشتوں کے مشابہ ہوجاتا ہے جو عرشِ الٰہی کے گرد گھومتے اور طواف کرتے ہیں،

طواف کے فضائل

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے بڑے فضائل بیان فرمائے ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں ہے جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے وہ ایک قدم اٹھا کر دوسرا قدم رکھنے نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ اسکی ایک خطا معاف فرمادیتے ہیں، اور ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں، اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں،

ایک روایت میں ہے جو شخص پچاس طواف کرے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدائش کے وقت معصوم پیدا ہوتا ہے،

پچھلے صفحات میں ایک حدیث گذر چکی ہے کہ بیت اللہ شریف پر روزانہ ایک سو بیس (۱۲۰) رحمتیں نازل ہوتی ہیں، ان میں سے ساٹھ (۶۰) صرف طواف کرنے والوں کے لئے مخصوص ہیں، ناظرین اس سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ طواف کی کتنی فضیلت ہے،

اس لئے مکہ معظمہ کے قیام کو غنیمت سمجھیں جس قدر ہوسکے فرض نماز کے بعد زیادہ سے زیادہ طواف کریں، کیونکہ یہ ایسی عبادت ہے جو خانہ کعبہ کے علاوہ کسی جگہ ادا نہیں ہوسکتی،

اپنا وقت زیادہ سے زیادہ حرم شریف میں گذاریں، طواف کی ہمت نہ ہو تو بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی رہیں، کیونکہ بیش رحمتیں دیکھنے والوں پر نازل ہوتی ہیں، اور حرم شریف میں جتنی دیر بھی رہیں نفل اعتکاف کی نیت کر کے رہیں،

فائدہ:۔ طواف کرنے کی جگہ کو مطاف کہتے ہیں اور بیت اللہ کے چاروں طرف گھومنے کو طواف کہتے ہیں، ایک مرتبہ گھومنے کو عربی میں شوط کہتے ہیں، ایک شوط (چکر) تقریباً ۱۲۰ گز کا ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ سات چکروں میں ۸۴۰ گز کا فاصلہ ہوا، اگر کوئی گرے درجہ میں ہر نماز کے بعد ایک طواف بھی کرے تو روزانہ پانچ طواف کا مجموعی فاصلہ ۴۲۰۰ گز یعنی ڈھائی میل ہو جاتا ہے، یہ ہم نے کم سے کم اور گرے درجے میں پانچ طواف لکھے ہیں، ورنہ ایسے ایسے اللہ کے نیک بندے ہو گذرے ہیں کہ روزانہ ستر ستر طواف کیا کرتے تھے، یہ اسلام کا کھلا اور صریح اعجاز ہے کہ آدمی کتنے ہی طواف کرے، لیکن تکان کا نام بھی نہیں ہوتا،

صاحب زیارۃ الحرمین لکھتے ہیں ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامۂ حجاز میں لکھا ہے کہ میں نے غرناطہ کے وزیر اعظم ابو القاسم محمد ازدی کو دیکھا کہ روزانہ ستر طواف کیا کرتے تھے اس کا حساب پھیلاؤ تو ۳۵ میل روزانہ کا چکر ہوتا ہے،

شیخ الحدیث صاحب مدظلہ، فضائل حج میں فرماتے ہیں کہ

ایک بزرگ تھے جن کا روزانہ ستر طواف دن میں اور ستر طواف رات میں کرنے کا معمول تھا، اس سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیسے کیسے اللہ کے عاشق بندے اس دنیا میں ہو گذرے ہیں، اور پھر یہ بھی اندازہ کریں کہ ان طواف کے نوافل جن کی مجموعی تعداد ۲۸۰ رکعتیں بنتی ہیں، علٰحدہ رہے، یہ سب اللہ سے تعلق اور عشق کی باتیں ہیں،

۸ھ ہجری یعنی فتح مکّہ کے وقت سے آج تک ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا کہ مطاف (فرض نماز کی جماعت کے علاوہ) طواف کرنے والوں سے خالی رہا ہو،

قاضی عزیز الدین نے لکھا ہے کہ جس روز سے کعبۃ اللہ تعمیر کیا گیا ہے کبھی طواف سے خالی نہیں ہوا، انسان ہو یا جن یا ملائکہ کوئی نہ کوئی طواف کرتا رہتا ہے،

بعض سلف سے منقول ہے کہ ایک روز گرمی سخت تھی خیال ہوا کہ اس وقت مطاف خالی ہوگا، دیکھا تو ایک بڑا سانپ طواف کر رہا ہے، ۶۹ھ میں جو طوفانی بارش ہوئی تھی، اس کے نتیجہ میں سات نمازیں بھی نیچے نہیں ہو سکیں، اُس وقت بھی اللہ کے بندوں نے ایک مخلوق کو سانپوں کی شکل میں طواف کرتے دیکھا، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں،

اسی طرح حافظ ابو القاسم سہیلی نے لکھا ہے کہ جس روز حضرت

عبداللہ بن زبیرؓ شہید کئے گئے، ہیں اس روز مکہ معظمہ میں اتنی سخت جنگ ہوئی کہ طواف کے لئے کوئی نہ جاسکتا تھا، دیکھا تو ایک اونٹ طواف کر رہا تھا (عمدۃ المناسک شرح زبدۃ المناسک)

یہ واقعات اس بات کی کھلی اور بیّن دلیل ہیں کہ بیت اللہ شریف میں جذبِ قلوب کی ایک خاص شان ہے جو کسی زمانے میں اور کسی عبادت خانے کو نہیں ملی،

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا ۵

طواف کی قسمیں اور اُن کی تعریف

طواف کی تعریف اور فضائل کے بیان کے بعد طواف کے اقسام اور ان کی تعریف ملاحظہ فرمائیں :-

طواف کی سات قسمیں ہیں؛

(۱) طوافِ قدوم (۲) طوافِ زیارت (۳) طوافِ صدر
(۴) طوافِ عمرہ (۵) طوافِ نذر (۶) طوافِ تحیہ
(۷) طوافِ نفل

اب ہر ایک کی تعریف کا بیان کیا جاتا ہے،

طوافِ قدوم؛ یہ طواف اس شخص کے لئے سنت ہے جو حدودِ حرم کے باہر سے آئے، اور جس کا افراد یا قران کا احرام ہو، تمتع یا صرف عمرہ کے احرام والے کے لئے سنت نہیں، ایسے ہی جو شخص مکہ میں مقیم ہو اس پر بھی یہ طواف .... نہیں، اس کا وقت مکہ میں داخل ہونے کے وقت سے وقوفِ عرفات تک ہے

افضل یہ ہے کہ مکہ میں داخل ہونے کے بعد پہلے اس طواف سے فارغ ہو جائے، اگر کسی نے وقوفِ عرفات سے پہلے یہ طواف نہیں کیا تو اس کا وقت ختم ہو گیا، اور اب اس کے ذمہ سے ساقط ہو گیا

طوافِ زیارت؛ اس طواف کو طوافِ فرض، طوافِ رکن، طوافِ حج بھی کہتے ہیں، یہ حج کا آخری رکن ہے، بغیر اس کے حج مکمل نہیں ہوتا، اس کا وقت دس ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے، بارہ تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے کر لینا واجب ہے، اس طواف میں رمل ہوتا ہے، اگر حجامت سے فراغت کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن لئے تو اضطباع نہیں ہوتا، اور اگر احرام کے کپڑے نہیں اتارے تو پھر اضطباع کرنا چاہئے، اس کے بعد سعی بھی ہوتی ہے، لیکن اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی کر لی ہے تو پھر رمل اور سعی نہ کرے،

طوافِ صدر؛ اس کا دوسرا نام طوافِ وداع ہے، یہ مکہ معظمہ

سے رخصت کے وقت کیا جاتا ہے، اور یہ طواف آفاقی یعنی مکہ سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے اہلِ مکہ پر نہیں،

طوافِ عمرہ؛ یہ طواف عمرہ کا رکن ہے، اور فرض ہے، جس کا عمرہ کا احرام ہو اس کا احرام بغیر اس کے کئے نہیں کھل سکتا، اس میں رمل اور اضطباع دونوں ہوتے ہیں، اور طواف کے بعد سعی بھی کی جاتی ہے،

طوافِ نذر؛ جو شخص طواف کی نذر مان لے اس پر اس طواف کا کرنا واجب ہو جاتا ہے، اس کو طوافِ نذر کہتے ہیں،

طوافِ تحیۃ؛ جب مسجدِ حرام میں داخل ہو تو اس وقت طواف کرنا مستحب ہے، اسی کا نام طوافِ تحیۃ ہے،

طوافِ نفل؛ جب بھی دل چاہے اسی وقت طواف کرے، اس کو طوافِ نفل کہتے ہیں، اس کا کوئی وقت معین نہیں، عام طور پر کثرت سے جو لوگ طواف کرتے ہیں وہ طوافِ نفل ہی ہوتا ہے،

طواف کے ضروری مسائل

مسئلہ؛ طواف کے لئے نیت شرط ہے، اگر کوئی بلا نیت کے بیت اللہ شریف کے چاروں طرف سات چکر لگالے تو طواف نہ ہوگا،

مسئلہ؛ طواف کی نیت اور تکبیر کے وقت نماز کی تکبیر کی طرح

ہاتھ اٹھا کر تکبیر و تہلیل کہے، یہ ہاتھ اٹھانا طواف شروع کرتے وقت ہی، اس کے بعد کسی چکر میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے،

مسئلہ؛ طواف کرتے وقت بیت اللہ شریف کی طرف مُنہ کرنا منع ہی

مسئلہ؛ طواف کرتے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا، نہ مانگے، بلکہ ہاتھوں کو ایسے نیچے چھوڑے رکھے جیسے عام طور پر چھوٹے رہتے ہیں،

مسئلہ؛ عمرہ کے طواف کے بعد چونکہ صفا مروہ کی سعی واجب ہے اس لئے اس طواف کے شروع تین چکروں میں رَمَل اور سب چکروں میں اضطباع بھی کیا جائے،

اگر بیماری یا کمزوری کی وجہ سے رَمَل نہ کر سکے تو طواف ہو جائے گا، اور اگر ہجوم زیادہ ہو تو کم ہونے کا انتظار کرے، لیکن حج کے قریب جیسا ہجوم ہوتا ہے اس وقت اگر موقع ملے تو رَمَل کر لے، ورنہ مجبوراً بلا رَمَل ہی کے طواف کر لے،

مسئلہ؛ اگر رَمَل کرنا بھول گیا اور ایک چکر کرنے کے بعد یاد آیا تو اب دو پھیروں میں رَمَل کر لے، اور اگر تین پھیروں کے بعد یاد آیا تو پھر رَمَل نہ کرے، کیونکہ جس طرح شروع کے تین پھیروں میں رَمَل سنت ہی ایسے ہی آخری چار پھیروں میں رمل نہ کرنا سنت ہی،

مسئلہ؛ ایک طواف مکمل کرنے کے بعد بغیر دوگانہ طواف پڑھے دوسرا طواف شروع کرنا مکروہ ہے، البتہ مکروہ وقت ہو تو ایک طواف کے بعد دوسرا طواف کرنا مکروہ نہیں، جیسا بعد عصر

یا بعد فجر کے،

مسئلہ؛ بہت سے مطوّفین حجر اسود اور رکنِ یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر طواف کی نیت کراتے ہیں یہ مکروہ ہے، بلکہ طواف کی نیت ایسے کھڑے ہو کر کرے کہ داہنا مونڈھا حجرِ اسود کے مغربی کونے کے مقابل رہے، جیساکہ حصہ اول میں بیان کیا گیا ہے،

مسئلہ؛ اگر ناپاکی کی حالت میں کسی نے طواف کر لیا تو وہ طواف دوبارہ کرنا واجب ہے،

مسئلہ؛ حجرِ اسود اور بیت اللہ شریف کی چوکھٹ کے علاوہ خانۂ کعبہ کے کسی اور گوشہ یا دیوار کو بوسہ دینا منع اور ناجائز ہے،

مسئلہ؛ رکنِ یمانی کا بوسہ بھی ناجائز ہے، البتہ طواف کے وقت استلام یعنی ہاتھ سے چھونے کا حکم ہے، اگر ہجوم کی وجہ سے کوئی ہاتھ نہ لگا سکے تو حجر اسود کی طرح اس کی طرف بھی ہاتھ سے اشارہ کر لے، یہ ہاتھ لگانا مستحب ہی، اور بوسہ دینا یا سجدہ کرنا منع ہے،

آجکل بہت سے مطوّف اور ناواقف طواف کرانے والے حجرِ اسود کی طرح یہاں بھی بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ اٹھواتے ہیں، یہ غلط ہے،

مسئلہ؛ طواف میں قرآن مجید کی تلاوت سے دعائیں پڑھنا افضل ہے، طواف کی دعائیں یا قرآن مجید اتنی اونچی آواز سے پڑھنا

جس سے طواف کرنے والوں کے طواف میں یا نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل پڑے مکروہ ہے،

مسئلہ، بعض عورتیں طواف کرتے وقت مطوّف کا ہاتھ پکڑ لیتی ہیں اس طرح غیر محرم کا ہاتھ پکڑ کر طواف کرنا منع ہے،

مسئلہ، طواف کرنا کسی وقت بھی مکروہ نہیں اگرچہ اوقات مکروہ ہوں، لیکن! جب جمعہ کا خطبہ شروع ہو جائے یا فرض نماز کے لئے تکبیر شروع ہو جائے تو اس وقت طواف شروع کرنا مکروہ ہے،

طواف سے

فارغ ہونے کے بعد مقامِ ابراہیم کے قریب یا حرم شریف میں جہاں جگہ ملے دوگانہ نمازِ طواف ادا کرے،

طوافِ قدوم کے چند ضروری مسائل

مسئلہ، مفرد یا قارن نے طوافِ قدوم کرنے سے پہلے کوئی نفل طواف کر لیا، اور طوافِ قدوم کی نیت نہیں کی، تو اس نفل طواف میں طوافِ قدوم ادا ہو گیا، طوافِ قدوم کی خاص طور سے نیت کرنا ضروری نہیں،

مسئلہ، طوافِ قدوم کے بعد اگر سعی کا ارادہ ہو تو اس طواف میں اضطباع اور شروع کے تین پھیروں میں رَمل بھی کرے

اور اگر سعی کا ارادہ نہ ہو تو رَمل اور اضطباع نہ کرے،

مسئلہ؛ مفرِد کے لئے سعی طوافِ زیارت کے بعد افضل ہے، اور قارِن کے لئے طوافِ قدوم کے ساتھ افضل ہے، اور جو شخص طوافِ زیارت سے پہلے حج کی سعی کرے تو وہ طوافِ زیارت کے بعد سعی نہ کرے،

مسئلہ؛ طوافِ قدوم آفاقی (یعنی حدِّ حرم سے باہر رہنے والے) کے لئے سنت ہے یا جس کا اِفراد یا قران کا احرام ہو،

مسئلہ؛ طوافِ قدوم اشہرِ حج میں سنت ہے، (اشہرِ حج، شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں)

دوگانہ نمازِ طواف کے ضروری مسائل

چونکہ ہر طواف کے بعد دو رکعت نفل نمازِ طواف ادا کرنا واجب ہے اس لئے اس کے ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں:۔

مسئلہ؛ ہر طواف کے بعد خواہ طواف فرض ہو یا نفل دو رکعت نمازِ طواف پڑھنا واجب ہے، مگر مکروہ وقت میں نہ پڑھے، اگر کسی نے پڑھ لئے تو ان کو دوبارہ پڑھے،

دوگانہ طواف کے مکروہ اوقات

(۱) طلوع (۲) زوال، (۳) غروب،

مسئلہ؛ اگر کوئی عصر کے بعد طواف کرے تو اس کو چاہئے کہ

طواف کے نفل مغرب کے فرضوں کے بعد اور سنتوں سے پہلے پڑھے، ایسے ہی اگر کوئی نماز فجر کے بعد طواف کرے تو اس کے نفل طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھے،

مسئلہ: اگر کسی نے طواف کے نفل نہیں پڑھے تو جب تک اُن کو ادا نہ کرے تمام عمر واجب رہیں گے،

مسئلہ، اگر کوئی دوگانۂ طواف پڑھنا بھول جائے اور ان کو ادا کئے بغیر دوسرا طواف شروع کر دے تو اگر اس کا ایک چکر پورا کرنے سے پہلے یاد آجائے تو طواف چھوڑ کر نماز پڑھے، اور اگر ایک چکر پورا کر لیا ہو تو طواف کے ساتوں چکر پورے کر کے دونوں طواف کی نماز پڑھ لے،

مسئلہ، طواف کے جب سات چکر پورے ہو جائیں تو افضل یہ ہی کہ دو رکعت نماز طواف اس طریقہ سے ادا کرے کہ مقامِ ابراہیم مصلّے اور بیت اللہ کے درمیان میں رہے، اگر یہاں جگہ نہ ملے تو پھر حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے پڑھے، میزاب کے نیچے موقع نہ ملے تو حطیم میں کسی بھی جگہ پڑھ لے، حطیم میں بھی جگہ نہ ملے تو پھر خانہ کعبہ کے قریب کسی بھی جگہ، پھر ساری مسجدِ حرام میں اس کے بعد سارے حرم میں جہاں چاہے پڑھ سکتا ہے،

اگر کسی کے مونڈھے کھُلے ہوئے ہوں تو ان کو ڈھک لے، نماز کی حالت میں مونڈھے کھلے رکھنا مکروہ ہے، نماز سے فراغت کے

بعد دُعاءِ مقامِ ابراہیم پڑھے ، دعاء حصہ اول میں دیکھیں ،
مسئلہ : اگر کوئی طلوعِ آفتاب یا زوال یا غروب کے وقت دوگانہ
طواف پڑھے تو معتبر نہیں ، ان کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے ،

طواف کی دُعائیں

حصہ اول میں ملاحظہ فرمائیں ،

مقامِ ابراہیم کی تاریخ اور فضیلت :

مقامِ ابراہیم وہ مشہور پتھر ہے جس کے اوپر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم خلیل اللہؑ نے خانہ کعبہ تعمیر فرمایا تھا ، یہ پتھر خانۂ کعبہ کے سامنے ایک خوب صورت قبہّ میں رکھا ہوا ہے ،

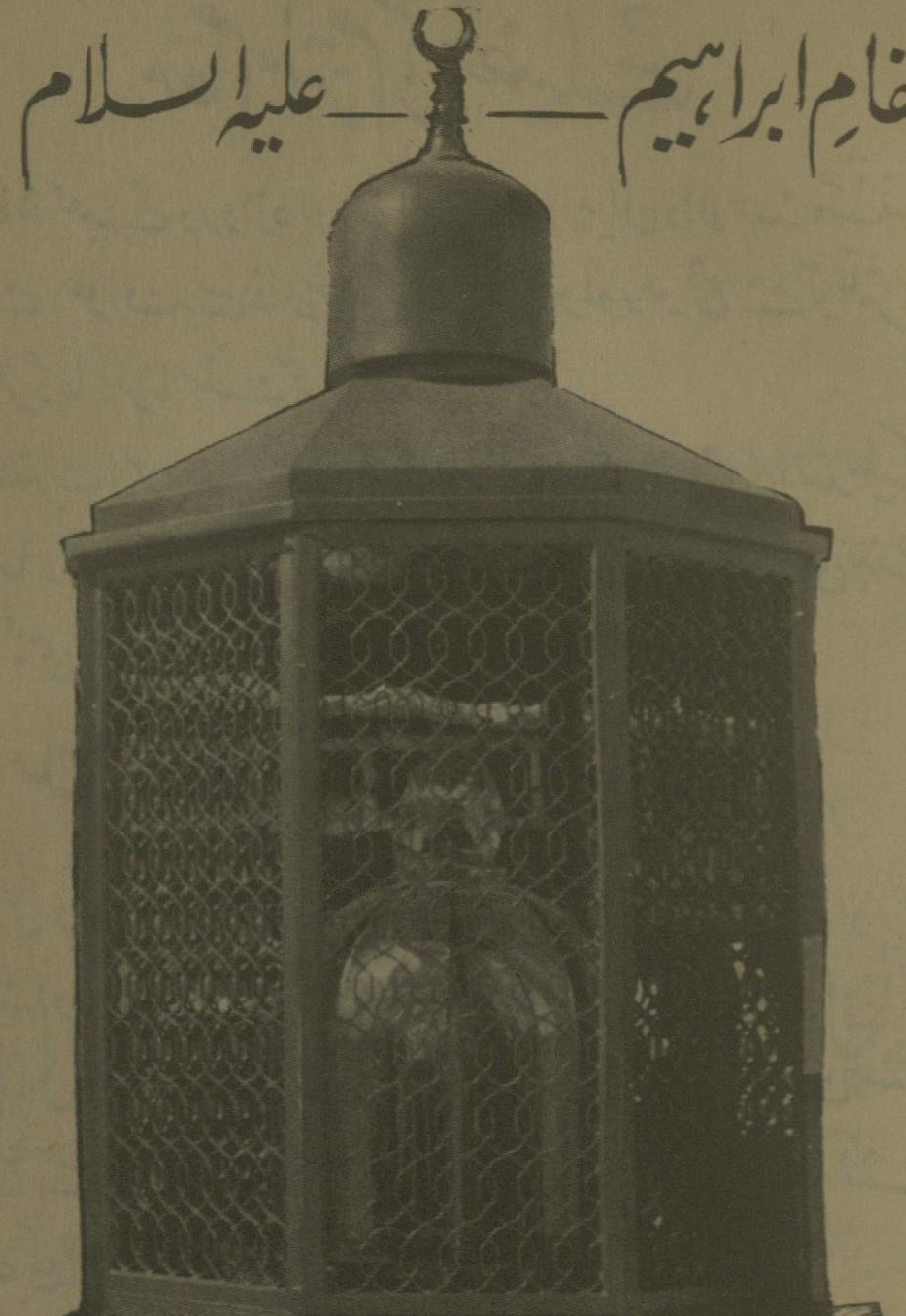
خانۂ کعبہ سے اس کا فاصلہ ۲۲ اور حجرِ اسود سے ۲۷ گز ہے اس کا طول ۱۰ اور عرض ۷ بالشت ہے ، اور زمین سے تقریباً ایک ہاتھ اونچا ہے ، اس میں حضرت ابراہیمؑ کے نشاناتِ قدم بھی ہیں جو ایسے نمایاں ہیں کہ ہر شخص بآسانی زیارت کر سکتا ہے ، پہلے ایک سیاہ غلاف سے ڈھکا رہتا تھا مگر اب کھلا رہتا ہے ، یہ پتھر ملائکہ جنت سے لائے تھے ، اس میں یہ بھی وصف تھا کہ بنائے کعبہ کے وقت حسب ضرورت اونچا نیچا ہو جاتا تھا ،

طواف کرنے کے بعد دو رکعت نمازِ طواف پڑھنی یہاں واجب ہیں ،
ارشادِ خداوندی ہے :- وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ط

سنہ سے پہلے یہ پتھر بیت اللہ شریف کی دیوار سے ملا ہوا رکھا تھا، فتح مکہ سنہ ہجری میں نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیوار کے پاس سے اٹھوا کر اس جگہ رکھوا دیا، جہاں آجکل رکھا ہوا ہے،

اسلام حجاز سے نکل کر دوسرے ممالک میں پھیلنا شروع ہوا تو مسلمانوں کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہونے لگا، جس کی وجہ سے طواف کرنے کی جگہ چھوٹی پڑ گئی، اور طواف کرنے والوں کو تکلیف ہونے لگی، اس ضرورت کے پیش نظر سعودی حکومت نے اس کے اوپر سے قبہ اور برآمدہ ہٹوا دیا ہے، اور اس کی جگہ بلوری قبہ بنوا دیا، اور ۱۹، رجب سنہ ۱۳۸۷ ہجری مطابق ۲۲، اکتوبر سنہ ۱۹۶۷ء کو ملک فیصل نے اپنے ہاتھوں سے پردہ ہٹا کر زائرین بیت اللہ شریف کے لئے کھول دیا، جیسا کہ اگلے صفحہ پر نقشہ میں نظر آرہا ہے،

مقامِ ابراہیم — علیہ السلام



مقامِ ملتزم کی فضیلت

خانۂ کعبہ کے دروازہ اور حجرِ اسود کے درمیان والا حصہ مُلتَزَم کہلاتا ہے، طواف سے فارغ ہو کر اگر ممکن ہو اور موقع ملے تو ملتزم سے چمٹ کر دُعاء کرنا سنّت ہے،

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ملتزم دعاء کی قبولیت کی جگہ ہے، کسی بندہ نے وہاں ایسی دعاء نہیں کی جو قبول نہ ہوئی ہو،

ملتزم پر چمٹنے اور دُعاء کرنے کا طریقہ

اس دیوار پر اپنے دونوں ہاتھ سیدھے کر کے سر سے اوپر بچھا دے اور سینہ اور پیٹ دیوار سے ملا دے، اس کے بعد کبھی داہنا رخسار کبھی بایاں رخسار، کبھی مُنہ کو دیوار پر رکھے، اور نہایت خشوع خضوع سے جو دعاء چاہے مانگے، خوب روئے، رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بنا لے،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ملتزم سے اس طرح چمٹ گئے کہ اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم سے لگا دیا اور ہاتھ پوری طرح پھیلا کر اس پر رکھ دیئے، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے (ابوداؤد)

(۲)

- ○ چاہِ زمزم کی تاریخ وغیرہ کا بیان،
- ○ زمزم کی خصوصیات،
- ○ آبِ زمزم پینے کا طریقہ،
- ○ آبِ زمزم پینے کی دعاء،
- ○ زمزم کے متعلق چند مسائل،

چاہ زمزم کی تاریخ وغیرہ کا بیان

چاہِ زمزم دنیا کا ایک قدیم اور تاریخی کنواں ہے، جس کی تاریخ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی شیرخوارگی سے شروع ہوتی ہے، کہ پیاس کی بیتابی میں آپ کی ایڑیاں رگڑنے سے فوارہ کی طرح اس ریگستان میں اُبلا تھا، آپ کی والدہ بی بی ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں صفا مروہ کے سات چکر لگا کر آئیں تو حضرت اسمٰعیلؑ کے زیرِ قدم یہ نعمتِ غیرمترقبہ دیکھ کر باغ باغ ہوگئیں، اور حوض کی طرح مینڈھ باندھ کر یہ کہتے ہوئے

جلدی جلدی روکا زَم زَم یعنی ٹھیر ٹھیر، اس لئے اس کا نام زمزم ہو گیا، زمزم کے دوسرے معنی زیادہ کے بھی ہیں، چونکہ اس میں پانی بہت زیادہ ہی، اس لئے زمزم کہتے ہیں،

حدیث میں ہے کہ اگر آپ اس کو روکتی نہیں تو قیامت تک بہتا رہتا، کہتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بعد میں اس کو چار طرف سے کھود کر کنویں کی شکل میں کر دیا تھا، اور اب زمین اونچی ہوتے ہوتے اتنا گہرا ہو گیا،

چونکہ یہ ایک اہم تاریخی واقعہ ہے جس سے اسلام کی تاریخ وابستہ ہے اس لئے ہم اس کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں؛

جب آدمی مقام ابراہیم پر بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو تو بائیں ہاتھ پر پشت کی طرف بیت اللہ کے شرقی جانب وہ مشہور اور تاریخی کنواں زمزم ہے جس کو بعض روایتوں میں حضرت جبرئیلؑ کی خدمت اور حضرت اسمٰعیلؑ کی سبیل فرمایا گیا ہے، اگرچہ دیندار حضرات کو اس کی تاریخ معلوم ہے، پھر بھی مزید معلومات کے لئے اس کا ذکر مفید معلوم ہوتا ہے،

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بحکمِ خداوندی اپنی زوجہ حضرت ہاجرہ کو مع اپنے شیر خوار بچے اسمٰعیل علیہ السلام کے ایک سنسان جنگل میں لا بٹھایا، جہاں کوسوں آدمی کیا چٹیل میدان بے آب و گیاہ ہونے کے سبب کسی چرند یا پرند کا گذر بھی کبھی

محض اتفاقیہ ہو جاتا تھا، وہ ہُو کا میدان یہی مقام ہے جہاں اب خانۂ کعبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً موجود اور کل سطحِ زمین کی فرمانبردار مخلوق کا مَرجع اور مَعبَد بنا ہوا قائم ہے، جس کی موجودہ رونق نے اس کی پچھلی وحشتناک حالت کو قریب قریب بالکل نسیاً منسیاً بنا دیا ہے، یہ لمبا چوڑا جنگل جس میں بی بی ہاجرہؓ اپنے ہونہار بچے کو چھاتی سے لگائے ہوئے اُتری تھیں، ایسا بھیانک اور خوفناک منظر تھا جس میں تنہا رہنا بڑے دل جگرے کا کام تھا، کوسوں آدمی کی آواز کا سُنائی نہ دینا، میلوں سبز گھاس یا سایہ دار درخت کا نظر نہ آنا اور کسی جانب پانی یا چشمے کی سرسراہٹ کا محسوس نہ ہونا اس وحشت کو اور زیادہ کئے دیتا تھا، جو اس تنہائی میں یہاں رہنے والے کو پیش آتی تھی،

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل کو سنبھالا، اور نہایت صبر و استقلال سے ماں بیٹوں کو ریت پر بٹھا کر رخصتی نظر ڈالی، آسمان کی جانب نظر اٹھا کر کہا کہ:

"بارِ الٰہا! تیرا بندہ اپنے نورِ نظر اور اس کی بیکس ماں کو اس بے آب و گیاہ سنسان میدان میں تنہا چھوڑے جاتا ہوں، اِن بیکسوں کا تو ہی والی اور سنبھالنے والا ہے، تو میری ظاہری اور باطنی حالت سے خوب واقف ہے، اور تو ہی خوب جانتا ہے کہ یہ عجیب واقعہ کیوں اور کِس

مصلحت سے واقع ہوا ہے، تو علام الغیوب اور روزی رساں ہے، ان کمزور بندوں کی حمایت، ان قابلِ رحم ضعیف جسموں کی پرورش اور ان پریشان صورتوں کی حفاظت تیرے ذمہ ہے، تو ہی ان کا کفیل ہے اور تو ہی ان کا کارساز"

یہ کہہ کر ابراہیم علیہ السلام نے ایک تھیلی جس میں تھوڑے سے چھوارے تھے اور ایک چھوٹا سا مشکیزہ پانی کا ہاجرہ علیہا السلام کے پاس رکھ کر واپس ہونے کے ارادے سے منہ پھیر لیا، بی بی ہاجرہ کو اب تک خبر نہ تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے، جب اپنے شوہر کو جاتے دیکھا تو دوڑ کر دامن پکڑ لیا، اور نہایت حیرت انگیز آواز سے کہا ہم بیکسوں کو تنہا کس پر چھوڑتے اور ہم سے خفا ہو کر کہاں جاتے ہو؟

آپ نے نہایت استقلال سے جواب دیا:

"ہاجرہ! میں تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور خوب سمجھ لو کہ یہ جو کچھ کر رہا ہوں حق تعالیٰ کے حکم سے کر رہا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں ابراہیم کی جان ہے"

بی بی ہاجرۂ نے یہ سن کر فوراً دامن چھوڑ دیا اور ابراہیم علیہ السلام وہاں سے روانہ ہو گئے، تاہم جب تک ابراہیمؑ نظر آتے رہے بی بی ہاجرہ کی ٹکٹکی اسی جانب بندھی رہی، لیکن جب بُعدِ مسافت نے ہاجرۂ کی نظر کو تھکا دیا اور حضرت خلیل اللہؑ نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو اب وہ نظر شیر خوار بچے پر پڑی، جس کی بے بسی و بیکسی کھلی ہوئی آنکھوں سے ظاہر ہو رہی تھی، ایک بچہ جو نور کا مجسم پُتلا تھا اپنی ماں کو تک رہا تھا

اور ماں بچے کو دیکھ رہی تھی،

اب بی بی ہاجرہ کے چہرے پر اطمینان وسکون کے آثار نمودار ہو چکے تھے جو اپنے مہربان پروردگار پر جان فدا کرنے والے بندے کے چہرے پر شہید ہوتے وقت ہونے چاہئیں،

غرض ہاجرہؑ نے تھیلی کھولی اور چند چھوارے کھا کر مشکیزہ میں رکھے ہوئے پانی سے سوکھے لب تر کئے، اور بچے کو دودھ پلانے کے لئے چھاتی سے لگالیا، کہنے کے لئے ایک بات ہی مگر درحقیقت کلیجہ پھٹتا اور دل اُمنڈ آتا ہے جب اس سماں کا تصور باندھا جاتا ہی کہ ایک ضعیف وبیکس عورت اپنے دودھ پیتے کم سن اور نہایت نازک بچے کو گود میں لئے ہوئے ایسے بیابان میں بیٹھی ہوئی ہے جہاں اُنسیت کے لئے نہ آدمی ہے نہ آدم زاد، نہ چرند ہے نہ پرند، اور غذا کے لئے نہ کہیں گھاس کا پتہ ہے نہ پانی کا قطرہ،

اللہ اللہ! کس قدر قوی تھا وہ قلب جو بی بی ہاجرہ کو عطا ہوا تھا اور کیسا عالی تھا وہ ظرف جس میں اپنے حی وقیوم پاک خدا پر اعتماد کی وجہ سے نہ خوف وہراس کی گنجائش تھی نہ خطرہ میں پڑجانے والی زندگی کا فکر تھا اور نہ اپنے خاوند کی طرف سے کچھ مَیل یا کدورت و رنجش کا اثر،

چند روز گذرے تھے کہ تھیلی چھواروں سے خالی اور مشکیزہ کا پانی ختم ہوگیا، اور وہ وقت بہت جلد آگیا کہ ہاجرہؑ کی کمر سے

لگے ہوئے پیٹ اور پپڑی جمے ہوئے ہونٹوں نے تمام اعضاء کو کمزور اور بصارت تک کو ضعیف بنا دیا، ایسی حالت میں چھاتی میں دودھ کہاں کہ بھوکے پیاسے بیتاب بچّے کو ایک دو قطرے سے بہلا دیا جائے،

آہ! اس وقت ماں نے حسرت بھری نظر سے تڑپتے ہوئے بچّے کو دیکھا اور گھبرا کر اس خیال سے مُنہ پھیر لیا کہ مصیبت زدہ بچّے کی یہ تنگ حالت صدموں کی ماری ماں کِسی طرح اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے لیکن یہ بے چینی ایسی نہ تھی کہ بچّے کی آنکھوں سے اوجھل ہونے میں کم ہو جاتی، کلیجہ میں ایک آگ سی اٹھی جس کے سبب وہ نظر دوبارہ بچّے پر پڑی، اور حضرت ہاجرہؑ مایوسی اور گھبراہٹ کے حال میں تڑپ کر رہ گئیں، شیر خوار بچّے کا گورے گورے چہرے کا رنگ آناً فاناً متغیّر ہوتا جاتا تھا، اور بھوک کی بیتابی سے روتے روتے آواز بیٹھ گئی تھی، ہاجرہؑ کا بس نہ تھا کہ اپنے جسم وخون کا پانی بنا کر ان خشک ہونٹوں کو تر کر دیں، ان کا کلیجہ مُنہ کو آتا تھا، اور یہ بھی خبر نہ رہی تھی کہ میں خود بھوکی پیاسی آب و دانہ کی محتاج ہوں اپنے لختِ جگر کا سسکنا، تڑپنا، ایڑیاں رگڑنا اور نہ جان دینے کے لئے ذرا ذرا سے نازک پاؤں ریتلی زمین پر دے دے مارتے رہنا آنکھوں سے دیکھتیں اور آنسو بھر لاتی تھیں، آخر نیں اس جانکنی کے دیکھنے کی تاب نہ لا کر وہاں سے اُٹھ کھڑی ہوئیں، اور اس امید پر کہ شاید کہیں قطرے دو قطرے پانی دیکھ سکوں، یا کوئی راستہ چلتا مسافر نظر پڑ جائے کہ اس کے زادِ راہ سے اس آخری وقت میں کچھ مدد پہنچے کوہِ صفا پر

چڑھیں جو وہاں سے چند قدم کے فاصلہ پر ریت کا سا ٹیلہ نظر آرہا تھا، لیکن افسوس نہ کہیں پانی کا پتہ ملا اور نہ کسی آدمی یا جانور کا نشان نظر آیا، بے قرار ماں کو اتنا بھی صبر نہ تھا کہ تڑپتے ہوئے بچّے کو اتنی دیر تنہا چھوڑے رکھے کہ اپنی عدم موجودگی میں وہ روح اللہ کے حوالے کردے، اس لئے صورت دیکھنے کے خیال سے بیتابانہ نیچے اُتر آئیں، اور بچّے کو اسی تڑپتی ہوئی حالت میں دیکھ کر پھر گھبرا اٹھیں، اور پہلے ہی خیال میں اس دوسری مرتبہ کوہ مروہ پر جا چڑھیں، جو کوہِ صفا کے سامنے دوسری جانب واقع ہے لیکن وہاں بھی میدان صاف تھا، کہ نہ کہیں آب تھا نہ دانہ،

حضرت ہاجرہؑ کی کوشش تھی کہ میں ناز پروردہ نورِ نظر کی روح نکلتے ہوئے اپنی غم زدہ آنکھوں سے نہ دیکھوں، لیکن وہ ماں کی مادرانہ محبت جس نے نو مہینے پیٹ میں رکھوایا اور جب تک چھاتی میں خون دُودھ بنکر آتا رہا دودھ پلوایا کب یہ خیال پورا ہونے دیتی تھی، ایک آگ تھی کہ سینہ میں شعلہ زن تھی، اور ایک دھواں تھا کہ بار بار کلیجہ سے اُٹھتا تھا، نہ بچّے کی یہ دگرگوں نزع کی حالت دیکھے بغیر صبر تھا، اور نہ آنکھیں پھیرے یا دُور چلے جائے بَن پڑتا تھا، اس محبّت کے جوشِ اور بے چینی کے عالم میں ہاجرہ صفا پر چڑھیں، پھر بیٹے کی جھلک دیکھنے کے لئے نیچے اُتریں اس کے بعد پھر مروہ پر جا کھڑی ہوئیں،

گویا سات مرتبہ ہر دو پہاڑی کا طواف کرا دیا، جو آج تک عمرہ کے نام سے مشہور ہی، اور قیامت تک کامل حج کا جُز بن کر

رائج رہے گا جس کا اللہ کے مسلمان بندوں کو حکم ہے، اس طواف کی ساتویں دفعہ تھی، اور بی بی ہاجرہ کی آزمائشی مصیبت کا آخری وقت تھا کہ مُربیِّ حقیقی خالقِ برحق کی بے پایاں رحمت کے بحرِ ذخار نے اُبلنا شروع کیا، اسمٰعیل علیہ السلام زمین پر پڑے بے چینی سے ایڑیاں رگڑ رہے اور جان توڑ رہے تھے، کہ مقدّس فرشتے جبرئیلؑ کی وساطت سے ایڑی رگڑتے رگڑتے زمین سے ایک قدرتی چشمہ نمودار ہوا، اور پانی اس طرح اُبلنے لگا جیسے بی بی ہاجرہ کا کلیجہ اپنے بچّے کی بیتابی سے کوہ مروہ پر اُمنڈ رہا تھا،

ماں نے اپنی عادت کے موافق اس ساتویں مرتبہ پیارے بچّے پر اس گمان سے نظر ڈالی کہ غالباً اس کی رُوح نکل چکی ہوگی، اور اس مرتبہ میری نظر اسمٰعیل کی نعش پر پڑے گی جسے بے کفن مجھی کو اپنے ہاتھوں سے اس چٹیل میدان کے کسی حصّہ میں مٹّی کے نیچے دبانا پڑے گا، کہ یکایک وہ مایوس نظر حیرت اور تعجب سے بدل گئی، اور اسمٰعیل علیہ السلام کے پیروں کے نیچے اُبلتا ہوا صاف اور شیریں پانی نظر آیا، جو درحقیقت اسمٰعیل علیہ السلام کی حالتِ طفولیت کا ایک زندہ اور برقرار رہنے والا معجزہ تھا، یہی پانی آبِ زمزم کہلاتا ہے،

(ماخوذ از تاریخ اسلام مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مرحوم)

یہ ہے چاہ زمزم کی تاریخ جو دراصل اسلام کی تاریخ ہے،

اگر بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو حضرت ابراہیمؑ اس مقام پر

نہ چھوڑتے تو اس کے نتیجہ میں چاہِ زمزم نمودار نہ ہوتا، چاہ زمزم کے ظاہر ہونے کا نتیجہ تھا کہ وہاں مکہ شہر آباد ہوا، اس کے بعد بحکمِ خداوندی حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام نے خانۂ کعبہ کی اس کی قدیم بنیادوں پر تعمیر فرمائی،

اس کے بعد آپ کو حق تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ، اسی مقدس گھر کے حج کے لئے دنیا کے ہر گوشے سے مسلمان دیوانہ وار آتے ہیں،

دنیا کی بقا، اس گھر کے سبب سے ہے، جب لوگ اس کا ادب احترام چھوڑ دیں گے تو دنیا تباہ اور فنا ہو جائے گی، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں،

صاحب زیارۃ الحرمین لکھتے ہیں کہ چاہ زمزم کی دیواریں اندر سے ٹوٹ پھوٹ کر پانی میں گرنے لگیں تو پانی کم ہونا شروع ہو گیا، حتیٰ کہ ۲۲۳ سنہ ہجری میں قریب تھا کہ پانی منقطع ہو جائے، اس وقت طائف کے ایک صاحب محمد بن بشیر نے اس کی مٹی نکالی اور بقدر ضرورت مرمت کا تکفل کیا کہ پانی بھر پور آنے لگا، مشہور مؤرخ ازرقی کہتا ہے کہ اس وقت میں بھی کنوئیں کے اندر اترا تھا اور میں نے دیکھا کہ اس میں تین طرف سے چشمے جاری ہیں، ایک حجرِ اسود کی جانب سے، دوسرا جبلِ ابوقبیس، یعنی

صفا کی طرف سے، تیسرا مروہ کی طرف سے، تینوں مل کر کنویں کی گہرائی میں جمع ہوتے رہتے ہیں، اور کتنا ہی رات دن کھینچو مگر پانی نہیں ٹوٹتا، اسی مؤرخ (ازرقی) کا قول ہے کہ میں نے قعرِ آب کی بھی پیمائش کی تو ۴۰ ہاتھ کنویں کی تعمیر میں اور ۲۹ ہاتھ پہاڑی غار میں کُل ۶۹ ہاتھ پانی تھا،

ایک مرتبہ کوئی دیوانہ کنویں میں کود پڑا تھا اس کے نکالنے کے لئے ساحلِ جدّہ کے غوطہ خور بلوائے گئے، بمشکل اس کی نعش ملی، اور کنواں پاک وصاف کرنے کے لئے بہت کچھ پانی نکالا گیا، اس لئے سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں سلطان احمد خان کے حکم سے چاہِ زمزم کے اندر سطحِ آب سے سوا تین فٹ نیچے لوہے کا ایک جال ڈال دیا گیا، جو اب تک موجود ہے،

پہلے چاہِ زمزم مطاف کے کنارے پر ایک قبہ کے اندر تھا، اب سعودی حکومت نے طواف میں سہولت کے لئے مطاف کو بہت وسیع کر دیا ہے، جس کی وجہ سے چاہِ زمزم کو پاٹ کر اوپر چھت ڈال دی ہے،

اب زمزم پر سیڑھیوں کے ذریعہ اتر کر نیچے جانا پڑتا ہے، سیڑھیوں سے نیچے اُتر کر خدا کی قدرت کا عجیب نظارہ آنکھوں کے سامنے آتا ہے، کوئی دیوانہ وار سر پر پانی ڈالتا نظر آتا ہے، تو کوئی پروانوں کی طرح جسم پر ڈال رہا ہے، کوئی منہ دھو رہا ہے، تو کوئی پی کر آتشِ عشق و محبت کو ٹھنڈک پہونچا رہا ہے،

حدیث میں ہے کہ اگر بی بی ہاجرہ اس کو نہ روکتیں تو قیامت تک اسی طرح بہتا رہتا،

علماء اس پر متفق ہیں کہ آب زمزم دنیا کے تمام پانیوں سے افضل اور تمام پانیوں کا سردار ہے، سوائے اس پانی کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے بطور معجزہ نکلا، (جیسے حدیبیہ اور غزوۂ تبوک کے موقع پر ہوا)۔

زمزم کی خصوصیات

اس پانی میں تین باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جو دنیا کے کسی پانی میں نہیں پائی جاتیں،

اول پیاس کو بجھاتا ہے، دوسرے غذا کا کام دیتا ہے، تیسرے سوائے موت کے ہر بیماری کے لئے شفاء ہے،

حدیث شریف میں ہے کہ زمزم اگر پیاس بجھانے کے لئے پیا جائے تو پیاس بجھ جائے، اور پیٹ بھرنے کے لئے پیا جائے تو پیٹ بھر جائے کسی مرض سے صحت کی نیت سے پیا جائے تو تندرست ہو جائے (دارقطنی)

ایک حدیث میں ہے:

خَيْرُ مَاءٍ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامُ طُعْمٍ وَشِفَاءُ سُقْمٍ (طبرانی کبیر)	"روئے زمین پر بہترین پانی زمزم ہے، جس میں کھانے کی طرح غذائیت (بھی) ہے اور مرض کیلئے شفاء (بھی) ہے"!

ایک اور حدیث میں ہے :-

مَآءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ۔ (ابن ماجہ)

"زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے،

موجودہ زمانہ کے سائنسدان کہتے ہیں کہ زمزم میں سوڈا، پٹاس، اور گندھک کے اجزاء شامل ہیں، اس لئے یہ پانی مفید اور صحت افزا ہے ہم ان کی تحقیق کو جھٹلاتے نہیں، بلکہ ان کا یہ نظریہ تو ہمارے ایمان کو اور پختہ کر دیتا ہے، ہمارے لئے تو سب سے بڑی دلیل اور حجّت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہی ہے ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم
چو غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

"یعنی میں رات کا پجاری نہیں ہوں کہ خواب کی باتیں کروں، میں تو آفتاب (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی) کا غلام ہوں، اس لئے آفتاب ہی کی باتیں کرتا ہوں۔"

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چشمہ اس وقت پیدا فرمایا تھا جب سیدنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِّ امجد حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی بقائے حیات کے لئے ان سب چیزوں کی ضرورت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ سب باتیں رکھ دیں تاکہ کسی کی محتاجی نہ رہے اور ہمارے نیک اور برگزیدہ بندوں کو پریشانی نہ ہو،

صدہا اللہ کے بندے ہر زمانے میں ایسے ہو گزرے ہیں، جنھوں نے چالیس چالیس دن زمزم کے سوا کوئی چیز کھائی پی نہیں نہ اُن کو بھوک لگی نہ پیاس،

اسی طرح ہزاروں ہزار افراد ایسے بھی گذرے ہیں، اور اس زمانہ میں بھی ہیں کہ انھوں نے جس مرض سے شفاء کے لئے پیا شفاء پائی، اہلِ مکہ کا یہ معمول رہا کہ جہاں کوئی بیمار ہوا زمزم پی لیا، خدا کے فضل وکرم سے صحت ہوگئی،

صدیقہ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے پینے اور مریضوں کو پلانے اور چھڑکنے کے لئے اپنے ساتھ مدینہ منورہ بھی لے جاتے تھے،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی اسی طرح آبِ زمزم اپنے ساتھ لے جایا کرتی تھیں، شبِ معراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضورؐ کی سواری کے لئے براق لائے اور جنّت سے سونے کا طشت لائے، مگر قلبِ اطہر کو جنّت کے پانی سے دھونے کے بجائے آبِ زمزم استعمال کیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آبِ زمزم تمام پانیوں سے افضل ہے،

آبِ زمزم پینے کا طریقہ

نمازِ طواف وغیرہ سے فارغ ہو کر چاہِ زمزم پر آئے اور زمزم پیتے وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو پھر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر تین سانس میں پئے، اور خوب پیٹ بھر کر پیئے، منافق اور مؤمن میں یہ فرق ہے کہ وہ آبِ زمزم سے پیٹ نہیں بھرتا اور مؤمن اسے پی کر پیٹ بھرتا ہے،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کا پانی پیتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ (حصنِ حصین، ابن ماجہ)	یا اللہ! میں آپ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو نفع دینے والا ہو اور فراخ روزی کا طلبگار ہوں، اور ہر بیماری سے شفاء چاہتا ہوں“

پانی پی کر خدا کی حمد و ثناء کرے، اور سر اور منہ پر بھی پانی ملے اور باقی بدن پر بھی ڈالے،

زمزم کے متعلق چند مسائل

مسئلہ: زمزم کے پانی سے وضو اور غسل کرنا اچھا نہیں، اگر پاک بدن والا آدمی حصولِ برکت کی نیت سے نہائے یا وضو کرے تو جائز ہے،

مسئلہ: ہر قسم کے طواف کے بعد زمزم پینا مستحب ہے خواہ طواف حج کا ہو یا عمرہ کا

مسئلہ؛ طواف کے نفل پڑھنے کے بعد زمزم پر جاکر زمزم پینا افضل ہے،

مسئلہ؛ زمزم کھڑے ہوکر بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرکے داہنے ہاتھ سے تین سانس میں پیئے، اور ہر دفعہ شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا اور سانس لینے کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا مستحب ہے،

مسئلہ؛ آبِ زمزم سے استنجا کرنا مکروہ ہے، بلکہ بعض علماء نے حرام کہا ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے استنجا کیا تو ان کو بواسیر کا مرض ہوگیا،

مسئلہ؛ آبِ زمزم بطور تبرک اپنے ساتھ اپنے گھروں کو لانا مستحب ہے اور مریضوں پر چھڑکنا جائز ہے،

مسئلہ؛ زمزم کا کنواں جس جگہ ہے یہ مسجد کا حصہ ہے، اس لئے اس میں وضو کرنا جائز نہیں، اسی طرح تھوکنا، ناک صاف کرنا بھی جائز نہیں،

لیکن افسوس صد افسوس! مسلمان اس جگہ کتنی بے حرمتی کرتے ہیں اس کا مشاہدہ ہر جانے والا حاجی کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ اس بے ادبی سے ہر مسلمان کو بچائے، اور اپنی رضا کے رستہ پر چلنے کی توفیق دے، آمین،

چونکہ سعی طواف کے تابع ہوتی ہے، اس لئے اس کا بیان بھی طواف کے باب میں کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے، اس لئے اب سعی کا بیان ملاحظہ فرمائیں:۔

۳

صفا مروہ کی سعی کا بیان

- سعی کی تعریف،
- سعی کی حکمت و راز،
- سعی کا طریقہ،
- صفا پر رسول اللہ ﷺ کی دعاء،
- سعی کے شرائط و واجبات وغیرہ کا بیان،
- سُنن سعی،
- مستحباتِ سعی،
- سعی کے کچھ ضروری مسائل
- سعی سے فارغ ہو کر کیا کرنا چاہئے؟

صفا مروہ کی سعی کا بیان

سعی کی تعریف سعی کے معنی دَوڑنے کے ہیں، اور احکام حج میں صفا مروہ دو مخصوص پہاڑیوں کے درمیان مخصوص طریقہ پر سات پھیرے لگانے کو سعی کہتے ہیں،

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ سعی کرنے کا ثواب ستر غلام آزاد کرنے کے برابر ہے (طبرانی)

یہ وہی مشہور اور تاریخی جگہ ہے جہاں حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں سات مرتبہ دوڑی تھیں، اس کے بعد خدا کی قدرت سے زمزم کا چشمہ نمودار ہوا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں،

کِسی زمانہ میں یہاں اونچی نیچی اور پتھریلی زمین تھی، دوطرفہ بازار تھا، اوپر سایہ تک نہ تھا، ایسی حالت میں تپتے ہوئے فرش پر سورج کی تپش میں اللہ کے بندے سعی کیا کرتے تھے، اور واقعہ یہ ہے کہ اس میں عجیب کیفیت آتی تھی، مگر اب سعودی حکومت نے اس کو بڑا شاندار دومنزلہ بنادیا ہے، اوپر سایہ کے لئے پختہ چھت اور نیچے سنگِ مرمر کا فرش ہے، سعی کرنے والوں کے لئے ایک طرف سے آنے کا دوسری طرف سے جانے کا راستہ علحدہ علحدہ کردیا ہے،

بیمار اور معذور لوگوں کے لئے سواری پر سعی کرنے کی دوطرفہ جگہ بہترین کٹہرہ لگی ہوئی درمیان میں جُدا کردی ہے، جس کو دیکھ کر پہلے

زمانہ کی تکالیف کا تصوّر بھی نہیں آتا، اور خواب و خیال کی باتیں معلوم ہوتی ہیں، تعمیرات کی وجہ سے پہلے کوہِ صفا سے بیت اللہ شریف نظر نہیں آتا تھا، مگر اب جدید تعمیر میں صفا پر چڑھتے ہی نظر آنے لگتا ہے،

صَفا مروہ کی جگہ کا فاصلہ

علماء نے صفا مروہ کے درمیان سعی کی جگہ کا فاصلہ لمبائی میں سات سو پچاس (۷۵۰) اور بعض نے سات سو چھیاسٹھ (۷۶۶) ذراع لکھا ہے، اور عرض پینتیس (۳۵) ذراع بیان کیا ہے، سات چکروں کا فاصلہ تقریباً پونے دو میل ہوتا ہے،

سعی کی حکمت و راز

علماء نے صفا مروہ کے درمیانی حصّہ کو خانہ کعبہ کے صحن اور چوک سے تشبیہ دی ہے، سعی کرنا ایسا ہے جیسے کوئی غلام اپنے بادشاہ کے محل کے چوک میں بار بار آئے جائے، تاکہ بادشاہ میرے اس آنے جانے کو دیکھ کر نظرِ کرم فرما دے،

اور بار بار چکّر لگانے میں یہ راز ہے کہ اگر پہلی مرتبہ میں رحم نہیں کرے گا تو دوسری مرتبہ میں، دوسری میں نہیں تو تیسری میں، حتیٰ کہ اپنی برگزیدہ اور مقبول بندی کی نقل کرتے دیکھ کر تو رحم آہی جائے گا، اور جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام اور بی بی ہاجرہؑ کی تکلیف و پریشانی کو خوشی اور راحت میں بدل دیا تھا ایسے ہی میری بھی پریشانیاں دور فرما کر دلی مراد پوری فرمائے گا، یہ ہے اس سعی میں راز اور حکمت،

سعی کا طریقہ

جس طواف کے بعد سعی کرنی ہو تو طواف کے بعد دو رکعت نماز طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کرے اس کے بعد سعی کیلئے بابُ الصفا سے نکلے، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ سے تشریف لے گئے تھے، ویسے دوسرے سے بھی جانا جائز ہے، اور آجکل تو جدید تعمیرات کی وجہ سے یہ پتہ چلانا بھی دشوار ہے کہ بابُ الصّفا کون سا ہے، خاص طور پر نئے حاجی کو،

کوہِ صفا کی اونچائی کی طرف اتنا چڑھے کہ دروازہ میں سے بیت اللہ نظر آنے لگے اور یہ پڑھتا رہے،

اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ ط اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (مسلم)	"جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء فرمائی میں بھی اسی سے ابتداء کرتا ہوں، بیشک کوہِ صفا اور مروہ اللہ کی (پاک) نشانیوں سے ہیں"

صفا پہاڑی پر چڑھ کر بیت اللہ شریف کی طرف مُنہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ ایسے اٹھائے جیسے دعاء میں اُٹھاتے ہیں، اس کے بعد خدا کی حمد و ثناء کرے، اور درود شریف آہستہ آہستہ پڑھے، اور بلند آواز سے تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے پھر یہ کلمہ پڑھے؛

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہی، اس کا کوئی شریک نہیں تمام ملک اسی کا ہی

وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
اور سب خوبیاں اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے،

ایک حدیث میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، اس کے بعد ایک مرتبہ یہی کلمہ پڑھا، دوسری مرتبہ پھر تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا، اور یہی کلمہ پڑھا، تیسری مرتبہ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا اور یہ کلمہ پڑھا، اسی طرح آپؐ نے سات مرتبہ کیا،

گویا آپؐ نے سات مرتبہ میں اکیس[۲۱] مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا اور سات مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھا، (زبدۃ المناسک)

صفا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر یہ دعا بھی فرمائی ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ؕ وَاِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ ؕ	”اے اللہ! آپ نے فرمایا ہے کہ تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا اور یقیناً آپ اپنے فرمان کے خلاف نہیں کرتے، اور میں آپ سے التجا کرتا ہوں جیسا مجھے دولتِ اسلام سے نوازا یہ دولت مجھ سے واپس نہ لیں، حتیٰ کہ مجھے دنیا سے حالتِ اسلام میں اٹھالیں“

اس کے بعد اپنے لئے اور اپنے عزیز واقارب کے لئے، دوست احباب کے لئے، جملہ مسلمانوں کے لئے اور دنیائے اسلام کی فلاح و بہبود کے لئے دُعاء مانگے، کیونکہ یہاں دعاء قبول ہوتی ہے، اور تلبیہ بھی پڑھتا رہے، اور صفا پر تقریباً پچیس آیات پڑھنے کی مقدار میں ٹھیرا رہے، اس کے بعد سعی شروع کردے،

سعی کی دُعائیں حصہ اوّل میں ملاحظہ فرمائیں،

سعی کے شرائط وواجبات وغیرہ کا بیان

رکنِ سعی سعی، صفا مروہ کے درمیان کرنا رکن ہے، اگر کوئی ان دونوں کے درمیان سعی نہ کرے، بلکہ اِدھر اُدھر یعنی مسعٰی سے باہر سعی کرے تو سعی نہ ہوگی،

شرائطِ سعی سعی کی چھ شرطیں ہیں:۔

سعی کے متعلق سب سے پہلے یہ مسئلہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ یہ طواف کے تابع ہے، یعنی اس سے پہلے طواف کرنا ضروری اور لازمی ہے، اس کے بعد شرائط ملاحظہ ہوں،

(۱) خود سعی کرنا، کسی عذر کی وجہ سے آدمی پر چڑھ کر یا جانور پر سوار ہوکر یا عربیہ (ہاتھ گاڑی پر) جو صفا پر معذور لوگوں کے لئے اسی غرض سے کھڑی رہتی ہیں سعی جائز ہے، لیکن کسی کو اپنی طرف سے وکیل یا نائب بنانا جائز نہیں، مگر یہ کہ کوئی احرام باندھنے سے

پہلے بیہوش ہو گیا اور سعی کے وقت تک اس کو ہوش نہ آیا تو ایسی مجبوری اور عذر کے وقت دوسرا شخص اس کے بدلہ میں سعی کر سکتا ہے،

(۲) طواف کے ساتوں یا اکثر پھیروں کے بعد سعی کرنا، اگر کوئی طواف کے تین پھیروں کے بعد کرے گا تو صحیح نہ ہوگی،

(۳) حج یا عمرہ کے احرام کا سعی سے پہلے ہونا، اگر کوئی احرام سے پہلے سعی کرے گا تو صحیح نہ ہوگی، خواہ طواف کرنے کے بعد ہی یہ سعی کرے، اور اس تیسری شرط میں کچھ تفصیل ہے،

وہ یہ کہ اگر سعی حج سے پہلے کر رہا ہے خواہ سعی کرنے والا قارن ہو یا متمتع اور مفرد ہو تو اس کا احرام کی حالت میں ہونا شرط ہے، اور اگر وقوفِ عرفات کے بعد سعی کر رہا ہے تو احرام کا باقی رہنا شرط نہیں، بلکہ یہ سعی بغیر احرام کے کرنا مسنون ہے،

(۴) سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا،

(۵) سعی کے اکثر پھیرے کرنا، ورنہ سعی نہ ہوگی،

(۶) سعی کا وقت ہونا، یعنی حج کی سعی اشہرِ حج میں کرنا، حج کی سعی اشہرِ حج ختم ہونے کے بعد کرنا مکروہ ہے،

واجباتِ سعی

واجباتِ سعی چھ ہیں :-

(۱) سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا جو ناپاکی اور حیض و نفاس سے پاک ہونے کی حالت میں کیا ہو،

(۲) صفا سے سعی شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا،

③ پیدل سعی کرنا اگر کوئی بلا عذر سوار ہو کر کرے گا تو دم واجب ہوگا

④ سات پھیرے پورے کرنا،

چار پھیرے پورے کرنا تو فرض ہے، اس کے بعد تین پھیرے واجب ہیں، اگر کسی نے تین پھیرے چھوڑ دیئے تو سعی ہو جائیگی، لیکن ہر پھیرا چھوڑنے کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار میں گیہوں یا اس کی قیمت دینی ہوگی،

⑤ عمرہ کی سعی میں عمرہ کا احرام سعی ختم کرنے تک باقی رکھنا،

⑥ صفا مروہ کے درمیان کا سارا فاصلہ طے کرنا،

سنن سعی

مندرجہ ذیل باتیں سعی میں مسنون ہیں؛

① حجر اسود کا استلام کر کے سعی کیلئے مسجد حرام سے نکلنا،

② طواف سے فارغ ہو کر فوراً سعی کرنا،

③ صفا اور مروہ پر چڑھ کر قبلہ رو کھڑا ہونا،

④ سعی کے ساتوں پھیرے پے درپے کرنا،

⑤ جنابت (ناپاکی) اور حیض و نفاس سے پاک ہونا،

⑥ سعی ایسے طواف کے بعد کرنا جو پاکی کی حالت میں باوضو کیا گیا ہو

⑦ میلین اخضرین کے درمیان جھپٹ کر چلنا،

⑧ ستر کا چھپا ہوا رہنا،

مستحباتِ سعی مندرجہ ذیل باتیں سعی میں مستحب ہیں؛
(۱) نیت کرنا (۲) صفا مروہ پر دیر تک ٹھیرنا،
(۳) خشوع خضوع کے ساتھ دعا تین تین مرتبہ پڑھنا (۴) سعی کے پھیروں میں اگر زیادہ فصل ہوجائے یا کسی پھیرے میں کچھ وقفہ ہوجائے تو دوبارہ کرنا (مگر دوبارہ سعی کرنا اس وقت مستحب ہی جبکہ اکثر پھیرے نہ کئے ہوں)
(۵) سعی سے فراغت کے بعد حرم شریف میں آکر دو رکعت نفل پڑھنا،

سعی کے کچھ ضروری مسائل

مسئلہ ۱؛ سعی طواف کے بعد کی جاتی ہے، طواف سے پہلے نہیں، اگر کوئی طواف سے پہلے سعی کرے گا تو صحیح نہیں ہوگی، اس سعی کو دوبارہ کرنا چاہئے،

مسئلہ ۲؛ سعی شروع کرنے سے پہلے حجرِ اسود کا استلام سنّت ہی،

مسئلہ ۳؛ سعی کے لئے بابُ الصّفا سے نکلنا مستحبّ ہے،

مسئلہ ۴؛ سعی کرتے وقت میلَین اخضرین کے درمیان ہر چکّر میں جھپٹ کر چلنا سنّت ہی، اگر ہجوم کی وجہ سے جھپٹ کر نہ چل سکتا ہو تو ہجوم کے کم ہونے کا انتظار کرے، انتظار نہ کرسکتا ہو تو تیز چلنے والوں کی طرح حرکت کرکے چلے،

مسئلہ ۵؛ سعی کے چار چکّر فرض ہیں، اگر کوئی تین چکّر لگائے گا

تو جائز نہ ہوگا،

مسئلہ ۶: سعی کے چکروں کی تعداد میں اگر شک ہوگیا تو کم کا اعتبار کر کے سعی پوری کرے،

مسئلہ ۷: سعی کرتے وقت اگر جماعت کھڑی ہوجائے یا نمازِ جنازہ ہونے لگے تو سعی روک کر جماعت میں شریک ہوجائے، باقی چکر نماز سے فراغت کے بعد پورے کرے، ایسے ہی اگر کوئی عذر پیش آجائے تو باقی پھیرے پھر پورے کرسکتا ہے،

مسئلہ ۸: کسی نے عذر کی وجہ سے اگر سعی کا ایک چکر روز لگایا، اور اس طرح سات دن میں سات چکر پورے کئے تو سعی ہوجائے گی، اگر بغیر عذر ایسا کیا تو اس سعی کو دوبارہ کرنا مستحب ہے،

مسئلہ ۹: مسعیٰ کو اب وسیع اور چوڑا کر دیا گیا ہے، اس لئے کوشش کر کے درمیان میں جہاں سواری پر سوار سعی کرتے ہیں اس کے برابر سعی کرے تاکہ اصلی سعی کی جگہ سے باہر نہ ہو، (عمدۃ المناسک)

مسئلہ ۱۰: حج کی سعی اگر طوافِ قدوم کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے کرے تو اس سعی میں تلبیہ پڑھے،

اور عمرہ کی سعی میں تلبیہ نہ پڑھے، تمتع والا بھی تلبیہ نہ پڑھے، کیونکہ عمرہ اور تمتع کرنے والے کا تلبیہ طواف شروع کرتے وقت ختم ہوجاتا ہے، اور حج کا تلبیہ جمرات کی رمی شروع کرتے وقت ختم ہوتا ہے (یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو جمرۃ اخریٰ کی رمی شروع کرتے وقت تلبیہ پڑھنا بند کرے)

سعی سے فارغ ہو کر کیا کرنا چاہئے؟

مُفرِد اور قارِن جب سعی سے فارغ ہو جاوے تو اس کو احرام باندھے ہوئے مکہ معظمہ میں رہنا چاہئے، اور ممنوعاتِ احرام سے بچتا رہے، پنج وقتہ باجماعت نماز کا اہتمام رکھے اور جتنا ہو سکے نفل طواف کرتا رہے،

متمتع عمرہ کے طواف اور سعی سے فارغ ہو کر سر کے بال منڈا کر یا کتوا کر احرام کھول دے،

متمتّع کے لئے جو چیزیں احرام کی وجہ سے حرام ہو گئی تھیں، اب وہ حلال ہو گئیں، اور جب تک دوبارہ احرام نہ باندھے گا حلال رہیں گی، احرام کھولنے کے بعد وقت ہو تو حج سے پہلے مدینہ جا سکتا ہے،

اَلحمدُ لِلّٰہِ

پانچواں باب ختم ہوا،

چھٹا باب ۶

اس باب میں مندرجہ ذیل مضامین بیان کئے گئے ہیں

- حج کا طریقہ ایک نظر میں،
- اقسامِ حج کی نیت
  - اِفراد کا طریقہ،
  - تمتّع کا طریقہ اور شرائط،
  - قِران کا طریقہ اور شرائط،
  - قِران کے ضروری مسائل،
- دمِ قِران اور تمتّع کا بدل،
- افعالِ عمرہ، اِفراد، قِران، تمتّع ایک نظر میں،
- فرائض و واجباتِ حج کا بیان،

باب ۶

حج کا طریقہ ایک نظر میں؛

اقسامِ حج بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سہولت کے لئے حج کا طریقہ مختصراً بیان کر دیا جائے،

جس شخص کا حج کا ارادہ ہو اور وہ پہلے مکہ معظمہ جانا چاہے اگر ہوائی جہاز کا سفر ہو تو ایرپورٹ یا اپنے گھر (بشرطیکہ کراچی میں رہتا ہو) سے احرام باندھ کر سوار ہو، اور بحری جہاز کا سفر ہو تو یَلَمْلَم سے احرام باندھے،

اور مکّہ معظمہ پہونچ کر خانہ کعبہ کا طواف کرے، اس کے بعد صفا مروہ کی سعی کرے، اگر تمتّع کا احرام ہے تو سعی کے بعد حجامت بنوا کر نہا دھو کر سِلے ہوئے کپڑے پہن لے، پھر آٹھ ذی الحجہ کو یا اس سے پہلے کِسی تاریخ کو حج کی نیت سے مکّہ سے احرام باندھے،

اور اگر قران کا احرام ہو تو سعی کے بعد حجامت نہ بنوائے اور احرام کی حالت میں مکّہ میں رہتے ہوئے حج کا انتظار کرے اور حج سے فارغ ہو کر احرام کھولے،

اور اگر مُفرِد ہے تو وہ بھی خانۂ کعبہ کا طواف کر کے احرام کی حالت میں مکّہ میں مقیم رہے، اور آٹھ ذی الحجہ کو فجر کی نماز

حرم شریف میں پڑھ کر مُفرِد، متمتّع، قارن سب احرام کی حالت میں منیٰ کی طرف روانہ ہو جائیں، آٹھ تاریخ کو منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء، فجر یہ پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں،

نو ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ سے عرفات روانہ ہو جائے، عرفات پہونچ کر اگر آسانی ہو تو غسل کر لے، لیکن صابون نہ لگائے، اور نہ بدن کا مَیل اُتارے، زوال کے بعد وقوف کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اس لیے زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک میدانِ عرفات میں رہتے ہوئے خدا کی حمد و ثناء کرتا رہے، اور توبہ و استغفار میں مشغول رہے، درمیان میں تلبیہ بھی پڑھتا رہے، اور اپنے دل میں یہ تصوّر جما کر کہ خدا نے قسمت سے آج یہ مقدّس دن دیکھنا نصیب فرمایا ہے شاید پھر آنا نصیب ہوتا ہی یا نہیں عبادت کرے،

پھر غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہو جائے، مزدلفہ پہونچ کر ایک اذان سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے، مزدلفہ پہنچنے تک اگر عشاء کا وقت نہ ہوا ہو تو وقت شروع ہونے کا انتظار کرے، وقت ہونے پر مغرب اور عشاء پڑھے حاجی کے لئے آج حکم یہی ہے کہ عشاء کا وقت شروع ہونے پر مغرب پڑھے،

حاجی کے لئے یہ رات ایسی ہی جیسے شب قدر، یہیں سے منیٰ میں جمرات پر رمی کے لئے ستر کنکریاں لے لے،

مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ روانہ ہو جائے، منیٰ پہونچ کر

سب سے پہلے جمرۂ اخری پر جو مکہ کی طرف ہے، ایک ایک کر کے سات کنکریاں مارے، رمی سے فارغ ہو کر (اگر مفرد نہ ہو) تو قربانی کرے، قربانی سے فراغت کے بعد حجامت کرائے، حجامت کے بعد (موقع اور سہولت ہو تو) نہا دھو کر سلے ہوئے کپڑے پہن لے، موقع نہ ہو تو ویسے ہی پہن لے، کپڑے پہن لینے کے بعد سوائے عورت (زوجہ) کے وہ سب باتیں جو احرام کی وجہ سے حرام ہو گئی تھیں حلال ہو گئیں،

افضل یہ ہی کہ دس۱۰ تاریخ کو قربانی وغیرہ سے فارغ ہو کر وقت نکال کر طوافِ زیارت کے لئے مکہ معظمہ جائے اور ظہر کی نماز حرم شریف میں پڑھے، دس۱۰ کو وقت نہ ملے تو گیارہ۱۱ کو ورنہ بارہ۱۲ کو غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے طوافِ زیارت سے فارغ ہو جائے، طوافِ زیارت کے بعد زوجہ سے قربت بھی حلال ہو جائے گی،

اگر دس۱۰ تاریخ کو طوافِ زیارت کے لئے جانے کا موقع مل جائے تو فارغ ہو کر پھر منیٰ واپس آجائے، اور گیارہ۱۱ و بارہ۱۲ کو منیٰ میں رہے، اور دونوں دن تینوں جمرات کی رمی کرے، اور اگر دل چاہے تو تیرہ۱۳ کو رمی کر کے مکہ جائے، ورنہ بارہ ذی الحجہ کو غروب سے پہلے پہلے مکہ واپس آجائے،

منیٰ سے واپسی کے بعد جب تک مکہ معظمہ میں قیام رہے اس کو غنیمت سمجھے اور اپنی ہمت و طاقت کے موافق نفل طواف کرتا رہے دل چاہے تو نفل عمرے بھی کرے، اور ان کا ثواب جس کو دل چاہے پہونچاتا رہے،

منیٰ سے واپسی کے بعد احکامات حج ختم ہوگئے، اگر حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا نہیں ہوا تو وہاں حاضری دینے کی تیاری کریں، اور طوافِ وداع کرکے رخصت ہوجائیں، یہ ہے حج کا مختصر طریقہ، اس کے بعد اقسامِ حج کی تعریف وغیرہ کا بیان ملاحظہ فرمائیں:۔

اِفراد، تمتّع، قِران کی تعریف؛

پہلے بتلایا جاچکا ہے کہ حج کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) اِفراد (۲) تمتّع (۳) قِران،

اب ہر ایک کی تعریف ملاحظہ فرمائیں:۔

اِفراد؛ یعنی صرف حج کا احرام باندھے اسے افراد کہتے ہیں، اور جو افراد کی نیت سے احرام باندھے اس کو مفرد کہتے ہیں،

تمتّع؛ حج کے مہینوں میں پہلے احرام باندھ کر عمرہ کرے، پھر اسی سفر میں اسی سال بغیر گھر واپس ہوئے حج کا احرام باندھکر حج کرے، اس طرح حج کرنے والے کو متمتّع کہتے ہیں،

قِران؛ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے، اور ایک ہی احرام سے پہلے عمرہ اس کے بعد حج کرے، ایسا حج کرنے والے کو قارِن کہتے ہیں،

ان تینوں طریقوں میں سے جیسے چاہے حج کرسکتا ہے،

حنفیہ کے یہاں حج کا کونسا طریقہ افضل ہے؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع پر قران کا احرام باندھا تھا، حنفیہ کے یہاں تینوں طریقوں میں سے افضل قران ہی، پھر تمتّع، پھر اِفراد، اس کے بعد تینوں کی نیت کا طریقہ ملاحظہ فرمائیں:

حج افراد، تمتّع، و قِران کی نیّت

اقسامِ حج کے بیان کے بعد اب ہر ایک کی نیت کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے:-

اِفراد کی نیّت

جو شخص اِفراد کا احرام باندھے تو یوں نیت کرے:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ط

تمتّع کی نیّت

جو شخص تمتّع کا احرام باندھے تو یوں نیت کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ ط تمتّع کا احرام باندھنے والا آٹھ ذی الحجہ کو مکہ سے پھر حج کا احرام باندھے اور نیت میں اِفراد والے الفاظ کہے،

قِران کی نیّت

جو شخص قران کا احرام باندھے تو یوں نیت کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ ط

نیت کے بعد ہر ایک کا مختصر طریقہ بیان کیا جاتا ہے؛

اِفراد کا طریقہ

اِفراد کے لغوی معنی ہیں اکیلا کرنا، اصطلاح میں صرف حج کی نیت کرنا، اس کے ساتھ قِران یا تمتع کی نیت نہ کرنا، اس قسم کے حج کرنے والے کو مُفرِد کہتے ہیں،

اِفراد کا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص صرف حج اِفراد کا احرام باندھنا چاہے اگر ضرورت ہو تو پہلے حجامت وغیرہ بنوالے، پھر میقات سے احرام باندھ لے، احرام باندھنے سے پہلے اگر غسل کرلے تو اچھا ہے، اور اس کا موقع نہ ہو تو وضو ہی کرلے،

اس کے بعد احرام کے کپڑے پہن کر سر ڈھکے ہوئے دو رکعت نمازِ نفل بہ نیتِ احرام پڑھے، نماز پڑھنے کا طریقہ صفحہ ۱۵۶ پر بیان کیا جاچکا ہے وہاں دیکھ لیں، نماز سے فارغ ہو کر قبلہ رُو بیٹھے بیٹھے سر کھول دے اور یوں نیت کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ؕ

اس کے بعد تلبیہ پڑھے نیت کے بعد حج کا احرام بندھ گیا، اب ہر حالت میں سر کھلا رکھے، اور تلبیہ پڑھتا رہے، احرام باندھنے کے بعد ممنوعاتِ احرام سے بچتا رہے، اور احرام کے آداب کا خیال رکھے،

مکہ معظمہ پہونچ کر طوافِ قدوم کرے اور سعی نہ کرے، کیونکہ مُفرِد کے لئے سعی طوافِ زیارت کے بعد افضل ہے، اور اگر طوافِ زیارت سے پہلے سعی کرے تو پھر طوافِ زیارت کے بعد سعی نہ کرے، طوافِ قدوم کے بعد اگر سعی کا ارادہ ہو تو اس طواف میں اضطباع

اور شروع کے تین چکروں میں رمل بھی کرے، اور اگر ارادہ نہ ہو تو پھر اضطباع اور رمل نہ کرے،

اس کے بعد احرام باندھے مکہ میں رہے، اور نفل طواف اپنی ہمت وطاقت کے مطابق کرتا رہے، اور ممنوعاتِ احرام سے بچتا رہے عمرہ نہ کرے، چونکہ حج سے فارغ ہونے تک احرام میں رہے گا، اس لئے اس دَوران میں تلبیہ بھی پڑھتا رہے،

تمتّع کا طریقہ

تمتّع کے معنی ہیں فائدہ اٹھانا، چونکہ حج کی اس قسم میں دو مرتبہ احرام باندھا جاتا ہے، پہلے عمرہ کا، اس کے بعد حج کا، اور حاجی عمرہ کر کے احرام کے کپڑے اتار کر سلے ہوئے پہن لیتا ہے، جس کی وجہ سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ممنوعاتِ احرام کی پابندی اُٹھ جاتی ہے، اس لئے اس کو تمتّع کہتے ہیں،

تمتّع آفاقی کے لئے جائز ہے، لیکن مکّہ کے باشندے یا میقات کے اندر رہنے والے کے لئے جائز نہیں،

تمتّع کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کرے (عمرہ خانۂ کعبہ کے طواف اور صفا مروہ کی سعی کا نام ہے) مکہ معظمہ پہونچ کر پہلے طواف کرے، جب طواف شروع کرے تو تلبیہ پڑھنا (جو احرام باندھنے کے بعد شروع کیا تھا) بند کردے، طواف کے بعد صفا مروہ کی سعی کرے، سعی سے فارغ ہوکر حجامت کرائے، اس کے بعد احرام کے کپڑے اتار کر سلے ہوئے

کپڑے پہن لے،

طواف وسعی کے بعد عمرہ مکمل ہوگیا، اس کے بعد مکّہ میں رہتے ہوئے حج کا انتظار کرتا رہے، اور اگر ابھی حج میں دیر ہو تو مدینہ منوّرہ حاضری دے کر پھر مکّہ واپس آجائے اور حج کے لئے آٹھ ذی الحجہ کو یا اس سے پہلے کسی تاریخ کو مکّہ سے حج کا احرام باندھ کر منیٰ روانہ ہو،

شرائطِ تمتّع

تمتّع کے صحیح ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:۔

① پورا عمرہ یا عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے اشہرِ حج میں کئے ہوں خواہ احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھ لیا ہو مثلاً کسی نے رمضان کی تئیس ۲۳ تاریخ کو ایسے وقت عمرہ کا احرام باندھا کہ طواف کے دو پھیرے کئے تھے سورج غروب ہوگیا، اور شوّال کا چاند نظر آگیا تو اس صورت میں اس کے طواف کے اکثر پھیرے شوال کی پہلی شب میں ہوگئے، گویا اشہرِ حج کی یہ پہلی شب ہوگئی،

② عمرہ کا احرام حج کے احرام سے پہلے ہو

③ حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا سارا طواف یا اکثر پھیرے کر لئے ہوں، اگر پورا طواف یا اکثر پھیرے کرنے سے پہلے کسی نے حج کا احرام باندھ لیا تو یہ تمتّع نہیں ہوگا، بلکہ قِران ہو جائے گا،

④ حج اور عمرہ دونوں ایک ہی سال میں کرنا،

⑤ حج اور عمرہ دونوں ایک ہی سفر میں کرنا، اگر کوئی عمرہ کر کے اپنے وطن واپس آجائے پھر اسی سال جاکر حج کرے تو یہ

تمتع نہیں ہوگا (۶) عمرہ کو فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ فاسد کر کے حج کیا تو یہ تمتع نہ ہوگا (۷) عمرہ کرنے کے بعد مکہ میں مستقل رہائش اختیار نہ کرے اگر مستقل رہائش کی نیت کرلی تو یہ تمتع نہ کہلائے گا،

تمتع کے بیان کے بعد قِران کا بیان ملاحظہ فرمائیں :-

قِران کا طریقہ

قِران لغت میں دو چیزوں کے ملانے کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنے کا نام قِران ہے، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ میں ذوالحلیفہ (بیرِ علی) سے قِران ہی کا احرام باندھا تھا،

قِران کا طریقہ یہ ہے کہ اشہرِ حج میں میقات پر پہونچ کر غسل وغیرہ کر کے احرام کے کپڑے پہن کر سر ڈھکے ہوئے دو رکعت نماز نفل بہ نیت احرامِ قِران پڑھے، یہ بحری جہاز یا خشکی کے راستہ جانے والے حاجی کیلئے حکم ہے، اور اگر ہوائی جہاز کا حاجی قِران کا احرام باندھے تو ایر پورٹ پر یا اپنے گھر سے احرام باندھے (بشرطیکہ کراچی کا باشندہ ہو) لیکن بہتر یہی کہ ایر پورٹ پر باندھے، اس کے بعد یوں نیت کرے،

ف البتہ تمتع اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ اشہرِ حج میں دوبارہ مکہ جاتے وقت میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لے اور طواف وسعی سے فارغ ہوکر احرام کھول دے پھر ۸ ذی الحجہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھ کر منیٰ عرفات جائے اِس طرح تمتع ہوجائے گا ۱۲ ش

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْ هُمَا لِیْ
وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ ؕ

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ ط لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ
لَبَّیْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ
لَا شَرِیْكَ لَكَ ط

اس کے بعد اس طرح تلبیہ پڑھے

لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ الخ

اب قِران کا احرام بندھ گیا، اس کے بعد ممنوعاتِ احرام سے بچتا رہے اور تلبیہ کی کثرت رکھے،

مکہ معظمہ پہنچ کر پہلے عمرہ کا طواف رمل اور اضطباع کے ساتھ کرے، پھر دو رکعت نمازِ طواف پڑھے (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) ورنہ مکروہ وقت گذرنے کے بعد پڑھے، اس کے بعد آبِ زمزم پی کر حجرِ اسود کا استلام کر کے باب الصّفا یا کسی بھی دروازہ سے نکل کر صفا پر جائے اور عمرہ کی سعی کی نیت سے سعی کرے، سعی سے فارغ ہو کر حجامت نہ بنوائے، اگر غلطی سے بنوا بھی لی تو حلال نہ ہوگا، اور (۲) دو دم دینے واجب ہوں گے، کیونکہ دو چیزوں کا احرام ہے،

سعی سے فارغ ہوکر کچھ آرام کرنے کے بعد رمل اور اضطباع کے ساتھ طوافِ قدوم کرے، اس کے بعد دوسری سعی کرے،

قارن کے لئے یہی افضل ہے کہ طوافِ قدوم کے بعد سعی کرلے، اس سعی سے فارغ ہوکر حجامت نہ بنوائے، بلکہ منیٰ میں قربانی کے بعد بنوائے،

اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی نہ کی تو پھر طوافِ زیارت کے بعد کرنی ہوگی،

سعی سے فارغ ہوکر احرام باندھے ہوئے مکہ میں مقیم رہے، اور حج کا انتظار کرتا رہے، اس دوران جماعت کی نماز اور اپنی ہمت وطاقت کے موافق نفل طواف کا اہتمام رکھے، اس کے بعد ۸ ذی الحجہ کو حج کے لئے سب حاجیوں کی طرح منیٰ ... روانہ ہو، آٹھ ذی الحجہ سے افراد، تمتع، قران، تینوں قسم کے حاجیوں کے اکثر مسائل مشترک ہیں، البتہ مفرد پر قربانی واجب نہیں مستحب ہے،

شرائطِ قران

قرانِ شرعی کے لئے پانچ شرطیں ہیں:-

اوّل عمرہ کا پورا طواف یا اس کے اکثر پھیرے اشہرِ حج میں کرنا، اگر اشہرِ حج شروع ہونے سے پہلے کرلئے تو قرانِ شرعی نہ ہوگا،

دوسرے عمرہ کا پورا طواف یا اکثر پھیرے وقوفِ عرفہ سے پہلے کرلینا، اگر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے وقوفِ عرفہ کرلیا تو عمرہ

چھوٹ گیا، اس کی قضا ایام تشریق یعنی تیرہ[۱۳] ذی الحجہ کے بعد کرے، اور ایک دم بھی دے، چونکہ عمرہ چھوٹ جانے کی وجہ سے قِران باطل ہو گیا، اس لئے دمِ قِران بھی ساقط ہو گیا،

تیسرے[۳] حج کا احرام عمرہ کا پورا طواف یا طواف کے اکثر پھیرے کرنے سے پہلے باندھنا اگر حج کا احرام عمرہ کے طواف کے اکثر چکر کرنے کے بعد باندھا تو قارن نہ ہوگا، بلکہ متمتع ہو جائے گا، بشرطیکہ عمرہ کا اکثر طواف حج کے مہینوں میں کر لیا ہو، اور اگر حج کے مہینوں سے پہلے کیا ہے تو متمتع بھی نہ ہوگا بلکہ مُفرِد ہو جائے گا،

چوتھے عمرہ فاسد کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھنا، اگر فاسد ہونے کے بعد باندھا تو قِران نہ ہوگا بلکہ اِفراد ہو جائے گا،

پانچویں حج اور عمرہ کو جماع کرکے یا مُرتد ہونے سے فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ کا اکثر طواف کرنے سے پہلے جماع کرکے عمرہ کو فاسد کر دیا، تو قِران باطل ہو گیا اور دمِ قِران بھی ساقط ہو گیا،

قِران کے ضروری مسائل

مسئلہ؛ قارن پر ۱۰ ذی الحجہ کو جمرۂ اُخریٰ کی رمی سے فارغ ہو کر ایک دم (قربانی) قِرآن کے شکریہ میں واجب ہے، اس کو دمِ قران اور دمِ شکریہ کہتے ہیں،

مسئلہ؛ دمِ قرآن کے شرائط وہی ہیں جو عید الاضحیٰ کی قربانی کے،

مسئلہ: قران کی قربانی کا گوشت قارن کو کھانا جائز ہے، بلکہ مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کی طرح تین حصّے کرلے، ان میں سے ایک تہائی اپنی ضروریات کے لئے اور ایک تہائی غرباء و مساکین کے لئے اور ایک تہائی دوست احباب کے لئے، یا جیسی مناسب سمجھے کرسکتا ہے، اس کا گوشت صدقہ کرنا ضروری... اور واجب نہیں،

مسئلہ: دمِ قران صرف جانور ذبح کردینے سے ادا ہوجاتا ہے، اس کے گوشت کا صدقہ کرنا واجب نہیں،

مسئلہ: دمِ قران منیٰ میں ذبح کرنا مسنون ہے، اور اس کے ذبح کرنے کا مسنون وقت دسؔ ذی الحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد ہے،

مسئلہ: دمِ قران کی نیت کرنا ضروری ہے، بلا نیت کے دمِ قران ادا نہ ہوگا،

مسئلہ: قارن کو پہلے رمی[۱]، پھر ذبح[۲]، پھر حجامت[۳]، تینوں ترتیب وار کرنا واجب ہے، لیکن طوافِ زیارت میں ترتیب واجب نہیں، پھر بھی سنت یہی ہے کہ حجامت سے فارغ ہوکر طوافِ زیارت کرے،

مسئلہ: اہلِ مکہ اور حدودِ حرم اور میقات پر رہنے والوں کیلئے قِران جائز نہیں، ایسے ہی اگر کوئی آفاقی شخص مکہ میں مقیم ہوگیا ہو تو اس کو بھی جائز نہیں، البتہ ایسے لوگ حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر کہیں چلے جائیں اور واپسی میں قِران کریں تو جائز ہے،

دمِ قِران اور تمتع کا بدل

قارن یا متمتع کے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ جانور خرید کر ذبح کر سکیں یا خرید کر ذبح کرنے سے گھر تک جانے کا خرچہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کے بدلے میں دس۱۰ روزے رکھ لے، چاہے تو مسلسل رکھے یا ایک ایک کر کے کئی دن میں رکھ لے، دونوں طرح جائز ہے، لیکن افضل لگاتار رکھنا ہی تین روزے ساتویں، آٹھویں، نویں ذی الحجہ کو رکھ لے تو یہ بہتر ہی لیکن اگر ان تین دنوں میں رکھنے سے وقوفِ عرفہ میں کمزوری آنے کا ڈر ہو تو پھر نویں سے پہلے ہی فارغ ہو جائے، باقی سات روزے ایامِ تشریق گذرنے کے بعد جہاں چاہے رکھ لے، مکہ میں رکھ لے یا کسی دوسری جگہ، لیکن اپنے گھر پہونچ کر رکھنا افضل ہے،

قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت میں اسی کا بیان ہے:-

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ،

ترجمہ: "پس جس کو قربانی (کا جانور) نہ ملے تو روزے رکھے، تین۳ حج کے دنوں میں اور سات روزے جب گھر واپس ہو"

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

"یہ دس۱۰ روزے ہوئے پورے"

یعنی جس نے قِران یا تمتع کیا اور اس کو قربانی (کا جانور) میسّر

نہ آیا تو اس کو چاہیے کہ تین روزے رکھے حج کے دنوں میں، جو کہ یوم عرفہ نویں ذی الحجہ پر ختم ہوتے ہیں، اور سات روزے جب رکھے جس وقت حج سے فارغ ہو جائے، دونوں کا مجموعہ دس روزے ہوئے (فوائد شیخ الہند)

ان تین روزوں کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرطیں ہیں:۔

(۱) حج اور عمرہ کے احرام کے بعد رکھے جائیں، احرام سے پہلے جائز نہیں،

(۲) یہ تینوں روزے اشہرِ حج میں ہوں،

(۳) دس ذی الحجہ سے پہلے ہوں،

(۴) ان روزوں کی نیت رات سے ہو،

(۵) ایامِ نحر تک قربانی کرنے سے عاجز ہو،

چند ضروری مسائل

مسئلہ: اگر کوئی یہ تین روزے دسویں سے پہلے نہ رکھ سکا اور نویں تاریخ گذر گئی، تو اب یہ روزے نہیں رکھ سکتا، بلکہ دم دینا ہوگا، اگر اس وقت دَم دینے کی قدرت نہ ہو تو حجامت کرا کر حلال ہو جائے اس کے بعد دو دَم دے، ایک دمِ قران، دوسرا ذبح سے پہلے حلال ہونے کا،

اس دَم کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ ایامِ نحر میں دے، ورنہ تیسرا دَم ایامِ نحر سے مؤخر کرنے کا اور لازم ہوگا، (معلم الحجاج)

مسئلہ: کسی نے دَمِ قران کی قدرت نہ ہونے کی وجہ سے روزے

رکھنے شروع کر دیئے، اور ایامِ نحر سے پہلے یا ایام نحر میں حجامت کرانے سے پہلے دَم پر قادر ہو گیا، تو روزہ باطل ہو گیا، اب روزہ رکھنا کافی نہیں، بلکہ قربانی کرنا واجب ہے،

اور اگر ایامِ نحر گذر جانے کے بعد سر منڈانے کے بعد قادر ہوا تو باقی سات روزے رکھے، ذبح واجب نہیں،

اسی طرح اگر پہلے تین روزے رکھے اور حلال نہیں ہوا یہاں تک کہ ایامِ نحر گذر گئے، اور پھر دَم پر قادر ہو گیا، تو روزے کافی ہوں گے، دم کی ضرورت نہیں،

مسئلہ: ان دس روزوں کے صحیح ہونے کے لئے رات سے نیت کرنا اور تین روزوں کا دسؔ ذی الحجہ سے پہلے ہونا شرط ہے،

مسئلہ: دمِ قران اور تمتّع مکہ معظمہ اور حدِ حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کر سکتا ہے، لیکن منیٰ میں ذبح کرنا مسنون ہے، بشرطیکہ قربانی کے دنوں میں ذبح کرے،

اور اگر قربانی کے دنوں میں منیٰ میں کسی مجبوری کی وجہ سے نہ کر سکا تو پھر مکہ آکر ذبح کرے،

مسئلہ: دَمِ قران حدِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، کسی اور جگہ ذبح کیا گیا تو ادا نہ ہوگا،

اسی طرح اس دَم کا ایامِ نحر (دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ) میں ذبح کرنا واجب ہے، ان ایام سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں، بعد میں

جائز ہے، لیکن تاخیر سے ترکِ واجب لازم آئے گا،

حج کی تینوں اقسام کے بعد بیان کے بعد اب ہم افعالِ عمرہ وافراد اور قِران وتمتّع کا ایک نقشہ درج کرتے ہیں، جس میں ہر ایک کے مناسک کا طریقہ ترتیب وار دکھلایا گیا ہے، ہر حاجی کو چاہیئے جس قسم کا احرام باندھے اس کے افعال اس نقشہ میں دیکھ کر ذہن نشین کرلے، اس سے انشاء اللہ سہولت اور آسانی رہے گی،

اس نقشہ میں طوافِ قدوم کے علاوہ باقی صرف ان افعال کو بتلایا گیا ہے جو شرط یا رکن یا واجب ہیں، سنن اور مستحبات کو بیان نہیں کیا گیا کیونکہ ان کی فہرست بہت طویل ہے؛

نقشۂ افعال اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

افعالِ عمرہ، افراد، قران، تمتع ایک نظر میں:

افعالِ عمرہ

۱	احرامِ عمرہ	شرط
۲	طواف مع رمل (رمل سنت ہی)	رکن
۳	سعی صفامروہ	واجب
۴	سر کے بال منڈانا یا کتروانا	واجب

①

عمرہ کے احرام میں ان افعال کے بعد اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیتے ہیں،

②

قارن کو سعی طوافِ قدوم کے بعد کر لینا افضل ہے، اگر اس وقت سعی کا ارادہ نہ ہو تو پھر طواف میں رمل اور اضطباع نہ کرے بلکہ طوافِ زیارت میں رمل اور اضطباع کرے اس کے بعد سعی کرے،

افعالِ حج افراد

۱	احرام	شرط
۲	طوافِ قدوم	سنت
۳	وقوفِ عرفہ	رکن
۴	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۵	رمی جمرۂ عقبہ ۱۰ر ذی الحجہ کو	واجب
۶	سر منڈانا یا بال کٹوانا	واجب
۷	طوافِ زیارت	رکن
۸	سعی صفامروہ	واجب
۹	رمی جمراتِ ثلٰثہ ۱۱ر، ۱۲ر کو	واجب
۱۰	طوافِ وداع	واجب

مفرد پر چونکہ قربانی واجب نہیں بلکہ اختیاری اور مستحب ہی اس لئے اس نقشہ میں اس کو شامل نہیں کیا گیا،

افعالِ قران

۱	احرام حج وعمرہ	فرض
۲	طوافِ عمرہ مع رمل (رمل سنت)	رکن
۳	سعیِ عمرہ	واجب
۴	طوافِ قدوم مع رمل	سنت
۵	سعی بین الصفا والمروہ	واجب
۶	وقوفِ عرفہ	رکن
۷	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۸	رمی جمرۂ اخریٰ ۱۰ ذی الحجہ کو	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
۱۱	طوافِ زیارت	رکن
۱۲	رمی جمرات ثلثہ ۱۱، ۱۲ کو	واجب
۱۳	طواف وداع	واجب

افعالِ تمتّع بغیر ہدی

۱	احرام عمرہ	فرض
۲	طوافِ عمرہ مع رمل	رکن
۳	سعیِ عمرہ	واجب
۴	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
۵	۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	فرض
۶	وقوفِ عرفہ	رکن
۷	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۸	رمی جمرۂ اُخریٰ ۱۰ ذی الحجہ کو	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	حجامت	واجب
۱۱	طوافِ زیارت	رکن
۱۲	سعی بین الصفا والمروہ	واجب
۱۳	رمی جمرات ثلثہ ۱۱، ۱۲ کو	واجب
۱۴	طوافِ وداع	واجب

فرائضِ حج کا بیان

فرائضِ حج تین۳ ہیں

حج میں تین فرض ہیں:
اوّل۱، احرام باندھ کر دل سے حج کی نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا،

دوسرے۲ وقوفِ عرفات یعنی نو۹ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے بعد سے دس۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق تک میدانِ عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا، خواہ تھوڑی سی دیر ہی ٹھہرنے کا وقت ملے،

تیسرے۳ طوافِ زیارت، جس کا وقت دس۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہ۱۲ ذی الحجہ تک ہے، یہ طواف حجامت کرانے کے بعد کیا جاتا ہے،

مسئلہ: حج کے ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی فرض چھوٹ جائے گا تو حج صحیح نہ ہوگا، اور اس کی تلافی دَم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہو سکتی،

مسئلہ: ان تینوں فرائض کا ترتیب وار ادا کرنا اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مکان اور وقت میں ادا کرنا بھی واجب ہے،

ارکانِ حج

حج کے ۲ دو رکن ہیں: اوّل، وقوفِ عرفہ، دوسرے۲ طوافِ زیارت، اور ان دونوں میں زیادہ اہم اور اقویٰ وقوفِ عرفہ ہے،

واجباتِ حج کا بیان

واجباتِ حج چھ ہیں

(۱) مزدلفہ میں وقوف کے وقت وقوف کرنا عرفات سے واپس آکر (۲) صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا (۳) منیٰ میں جمرات پر کنکریاں مارنا (۴) قارن اور متمتع کا قربانی کرنا (۵) حلق یعنی سر کے بال منڈانا یا تقصیر یعنی مشین وغیرہ سے کٹوانا، (۶) آفاقی یعنی میقات سے باہر کے باشندے کو رخصت ہوتے وقت طوافِ وداع کرنا،

واجبات کے ترک کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی واجب ترک ہو جائے تو حج ہو جائے گا، خواہ واجب قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر چھوٹ گیا ہو، لیکن اس کے ترک کی جزا لازم ہو گی خواہ قربانی ہو یا صدقہ جیسا کہ آگے انشاء اللہ جنایات کے مقررہ قواعد کے بیان میں آئے گا،

سُنَنِ حج کا بیان

سُنَنِ حج

سنن جمع ہے سنت کی، ان کا حکم یہ ہے کہ ان کا جان بوجھ کر چھوڑ دینا برا ہے، اور کرنے سے ثواب ہوتا ہے، سننِ حج بہت ہیں، ان میں چند یہاں بیان کئے جاتے ہیں:-

(۱) افراد والے آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا،

(۲) طوافِ قدوم میں رَمَل کرنا، اگر اس میں رَمَل کرنا رہ جائے تو طوافِ زیارت یا طوافِ وداع میں رَمَل کرنا،

(۳) امام کا تین مقام پر خطبے پڑھنا، ساتویں ذی الحجہ کو مکہ میں، نویں ذی الحجہ کو عرفات میں (مسجدِ نمرہ کے اندر ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھنے سے پہلے) گیارہویں کو منیٰ میں،

(۴) آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی شب کو منیٰ میں رہنا،

(۵) طلوعِ آفتاب کے بعد نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کو جانا،

(۶) عرفات سے امام کے چلنے کے بعد مزدلفہ کو روانہ ہونا،

(۷) عرفات سے واپس ہونے کے بعد رات کو مزدلفہ میں ٹھہرنا

(۸) عرفات میں غسل کرنا،

(۹) منیٰ کے قیام کے دنوں میں رات کو منیٰ میں رہنا،

(۱۰) منیٰ سے مکہ کو واپسی کے وقت مُحَصَّب میں ٹھہرنا، اگرچہ ذرا سی دیر ہی ہو،

نوٹ

مکہ معظمہ جاتے ہوئے جنت المعلیٰ کے متصل جو دو پہاڑ ہیں محصّب ان کے درمیان والی جگہ کا نام ہے، اس کو بطحاء اور حصباء بھی کہتے ہیں، اب اس جگہ آبادی ہوگئی ہے، اس کو آجکل معابدہ کہتے ہیں، بہت سے حجاج تو ایسے ہیں کہ ان کو اس جگہ کا علم بھی نہیں ہوتا، اس لئے کسی کو اگر معلوم ہو جائے اور ٹھیرنے کا موقع اور سہولت نہ ہو تو کم از کم یہاں سے گذرتے ہوئے دعا ہی کر لے، ورنہ سنت کا اعلیٰ درجہ تو یہ ہے

کہ...... بارہویں یا تیرہویں کو رمی کے بعد منیٰ سے روانہ ہو کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء محصّب میں پڑھے، پھر کچھ دیر سو کر یا لیٹ کر مکہ جائے،

مستحباتِ حج کا بیان

مستحباتِ حج حج میں مستحب باتیں تو بہت ہیں، مگر ہم چند باتیں یہاں بیان کرتے ہیں:-

(۱) مرد کو تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا اور عورت کو آہستہ پڑھنا،

(۲) اِفراد حج کرنے والے کو قربانی کرنا،

(۳) مکہ میں داخلہ کے لئے غسل کرنا،

(۴) عرفات سے آتے وقت مزدلفہ میں داخلہ کے لئے غسل کرنا،

(۵) عرفات پر جبلِ رحمت کے نزدیک رہنا، (یعنی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا، اس جگہ بڑے بڑے سیاہ پتھروں کا فرش بنا ہوا ہے)۔

(۶) عرفات پر ظہر اور عصر کی نماز امام کے پیچھے اکٹھے پڑھنا جس کی شرائط صفحہ ۲۷۶ پر بیان کی گئی ہیں،

(۷) عرفات پر امام کی پشت یعنی پیچھے وقوف کرنا[ف]،

ف مگر آجکل حجاج کی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے حکومتِ وقت نے لاری موٹروں کے ایسے قاعدے مقرر کر دیئے ہیں کہ ان کے خلاف عمل کرنا انتظام میں خلل ڈالنا اور اپنی موت کو دعوت دینا ہی، اس لئے اب امام کا عرفات پر جانا ترک ہو گیا ہے ۱۲ ش

⑨ مزدلفہ میں دسؔ ذی الحجہ کو صبح صادق ہونے کے بعد مشعر الحرام میں وقوف کرنا،

⑩ فجر کی نماز مشعر الحرام میں جا کر پڑھنا، مشعرِ حرام کی آجکل پہچان یہ ہے کہ اس کے مینار پر ٹیوب لائٹوں کی خوب روشنی ہوتی ہے،

⑪ مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا (اور اس وقت کی پہچان یہ ہی کہ لوگوں کی اطلاع کے لئے توپ چھوڑی جاتی ہے)۔

⑫ دسؔ ذی الحجہ کو مزدلفہ سے منیٰ پہونچتے ہی طلوعِ آفتاب کے بعد جمرۂ کبریٰ پر سات کنکر مارنا (یعنی رمی کرنا)۔

مستحب کا حکم یہ ہے کہ ان کے کرنے سے اجر و ثواب زیادہ ہوتا ہے، اور چھوڑ دینے سے نہیں ہوتا،

حج کے اقسام اور ضروری مسائل کے بعد اب اگلے باب میں حج کے پانچ مخصوص دنوں کے احکامات و مسائل ملاحظہ فرمائیں،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

چھٹا باب ختم ہوا

ساتواں باب

اس باب میں ایامِ حج کے احکام ومسائل کا بیان ہے،

(۱)

حج کے پانچ دن؛

- خطباتِ حج،
- پہلے دن یعنی آٹھ ذی الحجہ کے احکامات ومسائل،
- منیٰ میں تین کام سنت ہیں،
- منیٰ کے چند ضروری مسائل

باب ۵

خطباتِ حج

حاجی جس مبارک اور بلند مقصد کی خاطر اپنے اہل و عیال، عزیز و اقارب، کاروبار کو خیرباد کہہ کر خندہ پیشانی کے ساتھ اتنا طول طویل سفر طے کرتے ہیں وہ ذی الحجہ کے مہینہ میں صرف پانچ دن کا ہوتا ہے، جس میں پہلے احکاماتِ حج اور مسائلِ حج بتلانے کے لئے سات ذی الحجہ کو نمازِ ظہر کے بعد حرم شریف میں امام پہلا خطبہ دیتا ہے،

دوسرا نو ذی الحجہ کو میدانِ عرفات کی مسجدِ نمرہ میں جو ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی پڑھانے سے پہلے ہوتا ہے،

تیسرا گیارہ ذی الحجہ کو منیٰ کی مسجدِ خیف میں نمازِ ظہر کے بعد،

ان تینوں خطبوں میں سے عرفات والے خطبہ میں امام جمعہ کے خطبہ کی طرح درمیان میں بیٹھتا ہے، لیکن حرم شریف اور مسجد خیف والے دونوں خطبوں میں نہیں بیٹھتا،

یہ تینوں خطبے سننا سنت ہے،

ایّام حج پانچ ہیں

۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ!

اب ان ایّام کے احکامات اور مسائل ترتیب وار بیان کئے جاتے ہیں

پہلے دن یعنی آٹھ ذی الحجہ کے احکامات و مسائل!

آٹھ ذی الحجہ کو متمتع اور حج کا ارادہ رکھنے والے مکّی کو حج کا احرام باندھ لینا چاہیئے، احرام باندھنے سے پہلے غسل وغیرہ کرے، اس کے بعد احرام کے کپڑے پہن کر دو رکعت نمازِ احرام پڑھ کر نیت کرے، نیت کے الفاظ یہ ہیں:-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ط

یہ احرام مسجدِ حرام (بیت اللہ) میں باندھنا مستحب ہے، اور بیت اللہ میں بھی حطیم کے اندر باندھنے کا زیادہ ثواب ہے، ویسے حدودِ حرم میں بھی جہاں سے چاہے باندھ سکتا ہے،

۸ ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکّہ معظمہ سے منیٰ کو روانہ ہو جائے روانگی کے دوران راستہ بھر دیوانوں کی طرح تلبیہ پڑھتے رہیں، اگر آپ مکّہ سے پیدل بھی چلیں تو ظہر سے پہلے منیٰ پہونچ جائیں گے،

منیٰ میں تین کام سُنّت ہیں اوّل منیٰ پہونچ کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر یہ پانچ نمازیں پڑھنا،

دوسرے آٹھ ذی الحجہ کو رات منیٰ میں گذارنا،

تیسرے نو ذی الحجہ کو طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات حج ادا کرنے کے لئے روانہ ہوجانا،

منیٰ مکہ سے مشرق کی جانب تین میل کے فاصلہ پر ہے، اگر آدمی تندرست ہو اور ساتھ میں مستورات نہ ہوں تو سواری کے مقابلے میں پیدل جانے میں سہولت رہتی ہے، دو چار آدمیوں کا قافلہ ہو یا ایک معلّم کے کچھ حاجی ایک ساتھ پیدل جانا چاہیں تو اور بھی آرام رہتا ہے، معلّم اپنا آدمی ساتھ کر دیتا ہے جو ان کو منیٰ میں معلّم کے ڈیرے پر پہنچا دیتا ہے،

بہرحال حالات جیسے سفر کی اجازت دیں اس پر عمل کریں، لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ پیدل جانے میں کمزوری ہوجائے گی تو پھر سواری پر ہی سفر کریں تاکہ حج کی عبادت میں کمزوری نہ آئے،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کو اپنی ناقہ (اونٹنی) پر سوار ہو کر تشریف لے گئے، حدیث میں ہے:

رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ، ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ (مسلم)

ترجمہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار ہو کر منیٰ کی طرف روانہ ہوئے پھر وہاں پہونچکر ظہر، عصر، اور مغرب، عشاء، اور فجر کی نمازیں پڑھیں، پھر فجر کی نماز پڑھکر تھوڑی دیر منیٰ میں ٹھیری یہاں تک کہ سورج نکل آیا"،

اس لئے سنّت طریقہ یہ ہی کہ طلوعِ آفتاب کے بعد جب دھوپ جبلِ ثبیر[1] پر پھیل جائے تلبیہ پڑھتا ہوا ضب[2] پہاڑی کے راستہ سے عرفات کی طرف روانہ ہو، حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ سے عرفات روانہ ہوئے تو ہم میں سے کوئی لبّیک پڑھ رہا تھا، اور کوئی اللہ اکبر کہہ رہا تھا (مسلم)

مِنیٰ کے چند ضروری مسائل

مسئلہ: اگر آٹھ ذی الحجہ کو احرام باندھنے والا حج کی سعی طوافِ زیارت سے پہلے کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ ایک نفل طواف اضطباع اور رمل کے ساتھ کرے، اس کے بعد سعی کرے، یہ حج کی سعی ہو جائے گی، دسویں تاریخ کو پھر سعی کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن افضل یہ ہی کہ سعی طوافِ زیارت کے بعد کرے،

مسئلہ: آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا اور رات کو منیٰ میں ٹھیرنا یہ دونوں باتیں سنّت ہیں، مکہ یا کسی دوسری جگہ ٹھیرنا خلاف سنّت ہی،

مسئلہ: اگر آٹھ ذی الحجہ کو جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منیٰ کو جانا جائز ہی، اگر زوال تک نہ گیا تو زوال کے بعد حرم شریف میں جمعہ پڑھنا

---

[1] جبل ثبیر اس پہاڑ کا نام ہی جو جمرۂ عقبہ کے پیچھے اور مسجد خیف کے سامنے سے گذرتا ہوا عرفات کی طرف چلا گیا ہے ۱۲ ش

[2] ضب اس پہاڑی کا نام ہے جو منیٰ میں مسجد خیف کے متصل ہے ۱۲ ش

واجب ہے، نماز جمعہ پڑھے بغیر جانا منع ہے،

مسئلہ: حج کے دنوں میں منیٰ میں جمعہ پڑھنا جائز ہے،

مسئلہ: اگر کسی عذر کی وجہ سے آٹھ تاریخ کو منیٰ نہ پہونچ سکا، اور پانچ نمازیں نہ پڑھیں تو کوئی حرج نہیں (بشرطیکہ کسی عذر کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہو)۔

تنبیہ: آجکل بہت سے معلّم اپنی آسانی اور سہولت کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا لازمی نہیں، ہجوم زیادہ ہونے کی وجہ سے حکومت بھی یہ سلسلہ ختم کرنے کی سوچ رہی ہے، یاد رکھئے کسی کی باتوں میں نہ آیئے اور کوشش کیجئے کہ ایک سنت بھی ہم سے چھوٹنے نہ پائے؛

مسئلہ: منیٰ میں مسجدِ خیف کے قریب ٹھیرنا مستحب ہے،

مگر مسجد خیف کے قریب ٹھیرنا ایسے آدمی کے لئے تو ممکن ہے جو تنہا ہو اور مکہ سے پیدل جائے، ورنہ آجکل لاریوں کے سفر اور حجاج کی کثرت کی وجہ سے ہر شخص کے لئے مسجد خیف کے قریب ٹھیرنا بڑا مشکل کام ہے؛

۲

دوسرے دن یعنی نو ذی الحجہ کے احکامات و مسائل

- عرفہ کے دن کی فضیلت،
- عرفہ کے دن کی بہترین دعاء،
- میدانِ عرفات میں پڑھنے کے وظائف و دعائیں،
- عرفات میں پڑھنے کی ایک جامع اور مختصر دعاء،
- میدانِ عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء،
- عرفات سے متعلق ضروری مسائل،
- عرفات میں ظہر، عصر جمع کرکے پڑھنے کے شرائط،
- مستحباتِ وقوف،
- عرفات میں قصر نماز کا ایک اہم مسئلہ،
- غروب آفتاب کے وقت عرفات سے مزدلفہ کو روانگی اور مسائل،
- مزدلفہ میں مغرب، عشاء جمع کرکے پڑھنے کے شرائط،
- مزدلفہ اور عرفات کی جمع بین الصلوٰتین میں فرق،
- وقوفِ مزدلفہ کے ضروری مسائل،
- ضروری ہدایات متعلق مزدلفہ،

دوسرے دن یعنی ۹ ذی الحجہ کے فضائل مسائل اور دعائیں

نویں ذی الحجہ کو فجر کی نماز منیٰ میں اسفار یعنی اُجالے میں پڑھے، جب سورج نکل آئے اور دھوپ ثبیر پہاڑ پر پھیل جائے تو عرفات کو روانہ ہوجائے سورج نکلنے سے پہلے عرفات کو جانا خلافِ سنّت ہے، جیسا کہ ابھی بیان کیا جاچکا ہے،

عرفات مکہ مکرمہ سے بجانب مشرق تقریباً نو میل اور منیٰ سے چھ میل ہے، یہ ایک میدان ہے جس میں نو ذی الحجہ یعنی عرفہ کے دن زوالِ آفتاب کے بعد سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک حج کی نیت کرکے ٹھیرنا حج کا رکنِ اعظم ہے، یہ ٹھیرنا خواہ تھوڑی سی دیر ہی ہو،

اسلامی تاریخ غروب آفتاب کے بعد شروع ہوجاتی ہے، بعد میں دن آتا ہے، جیسے رمضان المبارک کا چاند نظر آتے ہی پہلی شب سے تراویح شروع ہوجاتی ہے، دن میں روزہ ہوتا ہے، لیکن ایامِ حج میں دن کے بعد میں آنے والی رات گذرے ہوئے دن کے تابع ہوتی ہے، جیسے وقوف ۱۰ ذی الحجہ کو بعد زوال شروع ہوتا ہے، اگر کوئی دن گذرنے کے بعد رات کو عرفات پہونچا تو اس کا وقوف ہوگیا، کیونکہ یہ رات نویں شمار کی گئی ہے،

کہتے ہیں عرفات یہ وہی میدان ہے جہاں ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد دوبارہ ملے تھے، حضرت آدم نے بی بی حوا کو پہچانا۔ اس لئے عرفہ کہدیا

یہیں سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حجۃ الوداع کے مبارک موقع پر آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاط نازل ہوئی تھی جس کی تفصیل صفحہ ۷۶ پر بیان کی جا چکی ہے،

منیٰ سے روانگی کے بعد راستہ میں تلبیہ، استغفار، درود شریف وغیرہ پڑھتے رہیں، عرفات پہونچ کر جب جبلِ رحمت پر نظر پڑے تو یہ دعا پڑھیں،

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ

وَوَجْھَکَ اَرَدْتُّ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ

وَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَوَجِّہْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ تَوَجَّھْتُ ط

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط

یہ دعا پڑھتا ہوا عرفات میں داخل ہو جائے، عرفات پہونچ کر وادیِ عرنہ کو چھوڑ کر جس جگہ چاہیں قیام کریں، البتہ جبلِ عرفات کے قریب قیام کرنا افضل ہے،

وادی عرنہ باتفاق ائمہ اربعہ عرفات کے حدود سے خارج ہے، یہ وادی عرفات کی مسجد نمرہ سے مغرب کی جانب اتنی ملی ہوئی ہے کہ اگر

خدانخواستہ مسجد کی غربی دیوار گرے تو اسی وادی میں گرے، سعودی حکومت نے حجاج کی سہولت اور آسانی کے لئے نشانات لگوادیئے ہیں پھر بھی حاجی کو چاہئے کہ اچھی طرح دیکھ بھال کر قیام کرے، کیونکہ اسی قیام پر سارے حج کا دارومدار ہے،

عرفات پہونچ کر ممکن ہو تو غسل کرلے تاکہ طبیعت ہلکی ہوجائے، چونکہ آدمی اس وقت احرام کی حالت میں ہوتا ہے، اس لئے صابن جسم پر نہ لگائے اور نہ میل اتارے، اس کے بعد کچھ دیر لیٹ کر آرام کرے، تاکہ سفر کی تکان دور ہوکر عبادت کے لئے چاق وچوبند ہوجائے،

زوالِ آفتاب کے بعد وقوف کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اگراس دن جمعہ ہو تو یہاں جمعہ کی نماز معاف ہے، لیکن جمعہ کے وقوف پر خدا کا شکر ادا کرے، کیونکہ اس دن کے وقوف کی فضیلت دوسرے دنوں کے وقوف سے ستر درجہ زیادہ ہے، مگر عوام میں یہ بات جو مشہور ہے کہ جمعہ کو اگر حج پڑجائے تو اکبری حج ہوتا ہے، تو اس کی اصل کسی جگہ نظر سے نہیں گذری، بہرحال جمعہ کے حج کی فضیلت اور دنوں کے حج سے زیادہ ہے،

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ آج اس نے اپنی رحمت سے یہ بابرکت دن نصیب فرمایا، نہ معلوم پھر کبھی آنا قسمت میں ہے یا نہیں، اس لئے کچھ آرام کرنے اور کھانے پینے اور قضائے حاجت وغیرہ سے فراغت کے بعد ممکن ہو تو عرفات کی مسجد نمرہ میں پہونچ جائیے جہاں امام حج کا

خطبہ دیگا، اور ایک اذان سے دو نمازیں پڑھی جائیں گی، پہلے اذان کے بعد جمعہ کی طرح خطبہ ہوگا، خطبہ کے بعد نماز کے لئے مکبّر تکبیر کہے گا، تکبیر کے بعد امام ظہر کی نماز پڑھائے گا، سلام پھیرنے کے بعد فوراً دوسری تکبیر سے عصر کی نماز ہوگی، ان نمازوں کو جمع کرکے پڑھنے کے شرائط آگے صفحہ پر بیان کئے گئے ہیں،

ضروری ہدایت

مسجد نمرہ میں جاکر خطبہ سننا ضروری اور واجبات میں سے نہیں، اگر وہاں جانے کی کوشش کی تو یہ بھی ممکن ہے کہ راستہ بھول جائیں، اور پھر پریشان پھرتے رہیں، بجائے استغفار اور دعاؤں کے یہ پریشانی پیدا ہو جائے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ اپنے معلّم کے خیمہ میں رہتے ہوئے یادِ خداوندی کرتے رہیں، اور مصروفِ عبادت رہیں، اور ظہر، عصر، جمع کرکے نہ پڑھیں، بلکہ اپنے اپنے وقت میں پڑھیں،

یاد رکھئے

میدانِ عرفات میں نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ فقیرانہ صورت بناکر گڑگڑاکر شام تک بار بار توبہ واستغفار کرتے رہیں، اپنے والدین، بیوی بچوں، دوست احباب اور مجھ گناہگار اشرف احمد بن نیاز احمد اور کتاب کے ناشر حافظ رشید احمد اور تمام

مسلمان بھائیوں کے لئے دعاء کریں، اور دین و دنیا کی بھلائیاں مانگیں،
آج اللہ تعالیٰ اس میدان میں اپنی رحمت کے دریا بہانے کے لئے بہانے تلاش کر رہے ہیں، میدانِ عرفات میں آج جو دعاء مانگی جائے گی انشاء اللہ قبول ہوگی، پھر ایسا دن نصیب ہو کہ نہ ہو، اگر آج بھی مانگنے میں کوتاہی کی یا اِدھر اُدھر سیر تماشہ اور مجمع دیکھتے پھرتے رہے تو افسوس کروگے،

خدا جانے کس طرح یہ مبارک دن دیکھنا نصیب ہوا، اور حج کی یہ نعمت نصیب ہوئی "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں" مثل مشہور ہے،
اِس نعمتِ مقدسہ (حج) کی تمنا کرتے کرتے نہ معلوم کتنے اللہ کے بندے دنیا سے رخصت ہو گئے،

حاجی حضرات کو حج و زیارت مبارک ہو، اور اللہ تعالیٰ
تمام حاجیوں کا حج قبول فرمائے،
آمین
بجاہ سید الانبیاء والمرسلین،
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

عرفہ کے دن کی فضیلت

۹ ذی الحجہ کو یوم عرفہ کہتے ہیں، حدیث میں اس کے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں، اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتی ہیں کہ :-

مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَأَنَّهُ لَيَدْنُوْا ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَيَقُوْلُ مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ، (مشکوٰۃ)

"کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو آتشِ دوزخ سے نجات دیتے ہوں، (اس دن) اللہ تعالیٰ (دنیا والوں سے) قریب ہوتے ہیں، پھر ازراہ فخر ملائکہ سے فرماتے ہیں میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں۔"

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو میدانِ عرفات میں امّت کی مغفرت کی دعاء مانگی، اور بہت الحاح وزاری سے دیر تک مانگتے رہے،

رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوا کہ :-

"میں نے تمہاری دعاء قبول کرلی اور جو گناہ بندوں نے میرے کئے ہیں وہ معاف کردیئے، البتہ جو ایک دوسرے پر ظلم کئے ہیں ان کا بدلہ لیا جائے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر درخواست کی اور بار بار درخواست

کرتے رہے، کہ یا اللہ تو اس پر قادر ہے کہ مظلوم کے ظلم کا بدلہ خود عطا فرمادے اور ظالم کے قصور کو معاف فرمادے،

مزدلفہ میں ۱۰ ذی الحجہ کی صبح کو اللہ جل شانہ، نے یہ دعا بھی قبول فرمالی، اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا، صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ آپ نے ایسی حالت (الحاح وزاری) میں تبسم فرمایا، کہ ایسے وقت میں تبسم کی عادت شریفہ نہ تھی،

حضورؐ نے فرمایا جب اللہ جل شانہ، نے میری دعا، قبول فرمائی اور شیطان کو پتہ چلا تو آہ وواویلا سے چلّانے لگا، اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا، (فضائلِ حج بحوالہ ترغیب)

ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث میں عرفہ کے دن کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اور اس دن بہت سی دعائیں پڑھنا حدیث سے ثابت ہے،

عرفہ کے دن کی بہترین دعا،

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اَفْضَلُ الدُّعَاءِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ قَبْلِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ	عرفہ کے دن بہترین دعا، اور کلمہ جو میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی زبان سے ادا ہوا لا الٰہ الا اللہ الخ ہے۔!

لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۵

(ترمذی)

اب ہم میدان عرفات میں پڑھنے کے لئے چند خاص وظائف اور دعائیں بیان کرتے ہیں،

میدانِ عرفات میں پڑھنے کے وظائف اور دعائیں

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان عرفہ کے دن بعد زوال میدانِ عرفات میں قبلہ رُخ ہو کر یہ دعائیہ کلمے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا:-

"اے میرے فرشتو! اس بندے کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح و تہلیل، تکبیر و تعظیم، تعریف و ثناء کی، اور میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجا،

اے میرے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا، اور اس کی شفاعت قبول کی،

اور اگر وہ تمام اہلِ عرفات کی شفاعت کرتا تو بھی میں قبول کرتا" (درمنثور)

وہ کلمے یہ ہیں

(۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (سو مرتبہ)

(۲) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (سو مرتبہ)

③ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّعَلَیْنَا مَعَھُمْ (سَو مرتبہ)

عرفات میں پڑھنے کی ایک جامع اور مختصر دعاء

یہ دعاء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو سکھلائی تھی، ان صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس قدر (زیادہ) دعائیں میں یاد نہیں کر سکتا، تو آپ نے فرمایا میں تجھ کو ایسی دعاء بتاتا ہوں جو ساری دعاؤں کا مجموعہ ہے، وہ دعاء یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْہُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْہُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ

"یا اللہ ہم آپ سے وہ بھلائی مانگتے ہیں جو آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور اس برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی، اور آپ ہی سے مدد کی امید رکھتے ہیں،

اور آپ ہی منزلِ مقصود تک پہنچا سکتے ہیں، اور اللہ کے سوا

اَلْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ترمذی)	کوئی قوت اور طاقت نہیں"

اور یہ استغفار پڑھتا رہے :-

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ،	(حصن حصین)	"میں اس حیّ وقیوم کے سامنے توبہ کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اسی سے معافی کا خواستگار ہوں"

اگر کسی کے گناہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں یا دنیا کے درختوں کے برابر ہوں یا دنیا کے دنوں کے شمار کے برابر ہوں، یا ریت کے ذرّات کے برابر بھی ہوں تو انشاء اللہ معاف ہو جائیں گے، مگر صدق دلی اور سچائی کے ساتھ استغفار کرنا ضروری ہے،

عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء

آپؐ نے عرفات میں مندرجہ ذیل دعاء پڑھی ہے،

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی	"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہی جس کا کوئی شریک نہیں، حکومت اور تعریف اسی کے لئے ہے، اور وہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَّفِي سَمْعِي نُوْرًا وَّفِي بَصَرِي نُوْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ ۝ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ ۝ (زبدۃ المناسک)

ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! میرے دل، میرے کان اور میری نگاہوں میں نور پیدا کر دے، اے اللہ! میرے سینہ کو کھول دے اور میرا معاملہ آسان فرمادے میں سینہ کے وسوسے، معاملات کے انتشار اور فتنۂ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اے اللہ! رات اور دن کی برائیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں جنھیں ہوائیں لئے پھرتی ہیں، میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں کوئی شبہ نہیں کہ بہتری دراصل آخرت کی بہتری ہے"

اس کے علاوہ اور بہت سی دعائیں پڑھنا آپ سے ثابت ہے،

عرفات سے متعلق ضروری مسائل

مسئلہ؛ عرفات میں امام کے ساتھ ظہر اور عصر ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ظہر کے وقت جمع کر کے پڑھے، یعنی ظہر کی نماز تکبیر کہہ کر پڑھے،

پھر جب عصر کی نماز پڑھے تو دوبارہ تکبیر کہے، اور ظہر کی نماز پڑھ کر دو سنتیں بھی نہ پڑھے، لیکن تکبیراتِ تشریق کہہ لے،

ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:-

عرفات میں ظہر، عصر جمع کر کے پڑھنے کے شرائط

(۱) عرفات کا میدان ہونا (۲) نوذی الحجہ کی تاریخ ہونا (۳) یہ نمازیں پڑھنے والے کا حالتِ احرام میں ہونا (۴) ظہر کا عصر سے پہلے پڑھنا (۵) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا (۶) امامِ وقت یا اس کے نائب کا ہونا،

اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو پھر دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی واجب ہیں،

مسئلہ؛ امام اور مقتدی دونوں کے لئے ظہر اور عصر کی نمازوں کے درمیان سنن یا نوافل وغیرہ پڑھنا، کوئی کام کرنا یا کھانا وغیرہ کھانا مکروہ ہے،

مسئلہ: حاجی کے لئے نو ذی الحجہ کو غروب آفتاب تک میدانِ عرفات میں رہنا واجب ہے، اگر غروب سے پہلے حدِّ عرفات سے نکل گیا تو دم دینا واجب ہے،

اور اگر حدِ عرفات سے نکلا ہوا غروب سے پہلے فوراً واپس آجائے تو دَم ساقط ہو جائے گا، اور اگر بعد غروب واپس آیا تو دَم ساقط نہ ہوگا،

مسئلہ: اگر امام مقیم ہو تو عرفات میں ظہر، عصر دونوں نمازیں پوری پڑھے اور مقتدی بھی پوری پڑھیں خواہ مسافر ہی ہوں،

اور اگر امام مسافر ہے تو قصر کرے اور مقتدی اگر مسافر ہوں تو وہ بھی قصر کریں،

لیکن جو مقتدی مقیم ہیں تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد باقی دو رکعتیں پوری کر کے سلام پھیریں،

مسئلہ: مقیم شخص کے لئے قصر کرنا جائز نہیں، خواہ امام ہو یا مقتدی، بلکہ اگر کوئی مقیم امام ہو اور وہ قصر کرے تو اس کی اقتداء نہ مسافر کو جائز ہے نہ مقیم کو اگر مقیم امام قصر کرے گا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز نہ ہوگی،

مسئلہ: حنبلی مذہب کا مقیم امام قصر نماز پڑھائے تو حنفی کو اس کی اقتداء جائز نہیں، آجکل عرفات کی مسجد نمرہ میں اکثر ایسے امام نماز پڑھاتے ہیں، ایسی صورت میں حنفیوں کو اس

کی اقتداء جائز نہیں، بلکہ اپنے اپنے وقت میں دونوں نمازیں پڑھنی چاہئیں، اور اگر پڑھنے کو دل چاہتا ہے تو پہلے تحقیق کرلے کہ امام مسافر ہے یا مقیم،

مسئلہ؛ عرفات میں جمعہ کی نماز جائز نہیں، وہاں جمعہ کی نماز کی بجائے ظہر کی نماز پڑھنی چاہیئے،

مسئلہ؛ جبلِ رحمت کے قریب ذرا اونچے پر چڑھ کر بڑے بڑے سیاہ پتھر ہیں، کسی سے اگر وہاں آسانی سے پہونچنا ممکن ہو تو یہاں کھڑا ہونا افضل ہے، کیونکہ یہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کی جگہ ہے،

مسئلہ؛ وقوف کے وقت کھڑا رہنا مستحب ہے، شرط یا واجب نہیں، تھکان کی صورت میں بیٹھ کر، بیماری کی حالت میں لیٹ کر یا جس طرح وقوف کرسکے سب طرح جائز ہے، حتیٰ کہ سوتے ہوئے آدمی کا بھی وقوف ہو جاتا ہے،

مسئلہ؛ وقوف میں ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا، خوب رو رو کر دعائیں مانگتے رہنا چاہیئے، افضل اور بہتر یہ ہے کہ قبلہ رُخ کھڑا ہو کر مغرب تک وقوف کرے، دعاء کرتے کرتے ہاتھ دُکھنے لگیں تو .... ہاتھ چھوڑ کر دعاء کرنی شروع کردے، کھڑے کھڑے تھک جائے تو بیٹھ کر دعاء کرنی شروع کردے،

مسئلہ؛ عورت کو اگر حیض آجائے یا نفاس کی حالت میں ہو تو اسی

حالت میں وقوف کرلے، ایسی حالت میں پاک ہونا شرط نہیں،
یہی مسئلہ نفاس والی عورت کے لئے بھی ہے،
مسئلہ؛ عورتوں کو چاہیئے کہ مردوں کے برابر کھڑی نہ ہوں، بلکہ علٰحدہ ایک طرف کو ہوکر دعاء مانگتی رہیں،
مسئلہ؛ نوذی الحجہ کی فجر کی نماز کے بعد سے تکبیرات تشریق شروع ہوجاتی ہیں، اس لئے منیٰ ہو یا عرفات کسی جگہ اس کو پڑھنا نہ بھولے۔

مستحباتِ وقوف

وقوف میں مندرجہ ذیل باتیں مستحب ہیں
(۱) تلبیہ بکثرت پڑھنا (۲) تکبیر و تہلیل (۳) دعاء واستغفار (۴) تلاوتِ قرآن (۵) درود شریف کا ورد (۶) جبلِ عرفات پر مسجد صخرات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ کھڑا ہونا (۷) خشوع خضوع کی کیفیت پیدا کرنا (۸) وقوف کے وقت قبلہ رُخ کھڑا ہونا (۹) زوالِ آفتاب سے پہلے وقوف کی تیاری کرنا (۱۰) وقوف کی نیت کرنا (۱۱) سوار ہوکر کھڑا ہونا (لیکن آجکل ہجوم کی وجہ سے امکان ہی نہیں ہوتا) دعاء کے وقت ہاتھ اٹھانا (۱۲) دعاء کے کلمے تین تین مرتبہ کہنا (۱۳) حمد وصلوٰۃ سے دعاء شروع کرنا اور ختم کرنا (۱۴) اگر عذر نہ ہو تو دھوپ میں کھڑا ہونا (لیکن پاکستانی حجاج دوسرے ممالک کے حجاج کے مقابلہ میں کمزور ہوتے ہیں،

اس لئے کچھ دیر کے لئے ہی کھڑے ہو جائیں، خصوصاً غروب سے پہلے جب دھوپ زرد پڑ جاتی ہے تاکہ سنت پر کچھ تو عمل ہو جائے)،

(۱۵) کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرنا (۱۶) نیک اور اچھے عمل کرنا (۱۷) مثلاً صدقہ، خیرات وغیرہ،

مکروہاتِ وقوف

وقوف میں مندرجہ ذیل باتیں مکروہ ہیں

(۱) وقوف میں تاخیر کرنا (۲) وقوف کیوقت عام راستہ میں کھڑا ہونا، (۳) بلا عذر لیٹے لیٹے وقوف کرنا (۴) امام کا زوال سے پہلے خطبہ پڑھنا، (۵) غفلت اور بد دلی کے ساتھ وقوف کرنا (۶) غروب آفتاب کے بعد عرفات سے چلنے میں دیر کرنا (۷) غروب سے پہلے میدانِ عرفات سے چلنا (۸) مغرب اور عشاء کی نماز عرفات ...... یا راستہ میں پڑھنا (۹) اتنی جلدی اور تیزی سے چلنا کہ جس سے دوسرے چلنے والوں کو تکلیف ہو اور چوٹیں لگیں، یاد رکھئے اس طرح کی باتیں حرام ہیں،

عرفات میں قصرِ نماز کے متعلق ایک اہم مسئلہ؛

اکثر حاجی عرفات میں اس مسئلہ میں جھگڑتے ہیں، اس لئے یہاں یہ مسئلہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو حاجی مکہ میں ایسے وقت پہونچا کہ آٹھ ذی الحجہ تک پندرہ روز سے کم ہیں اور وہ مکہ میں

پندرہ روز یا اس سے زیادہ کی اقامت کی نیت کرلے تو یہ نیتِ اقامت صحیح نہ ہوگی، اور ایسا آدمی شرعاً مسافر ہی رہے گا، کیونکہ آٹھ تاریخ کو منیٰ اور نو کو عرفات جانا ضروری ہے، اس لئے ایسے حاجی کو عرفات میں قصر نماز پڑھنی چاہئے،

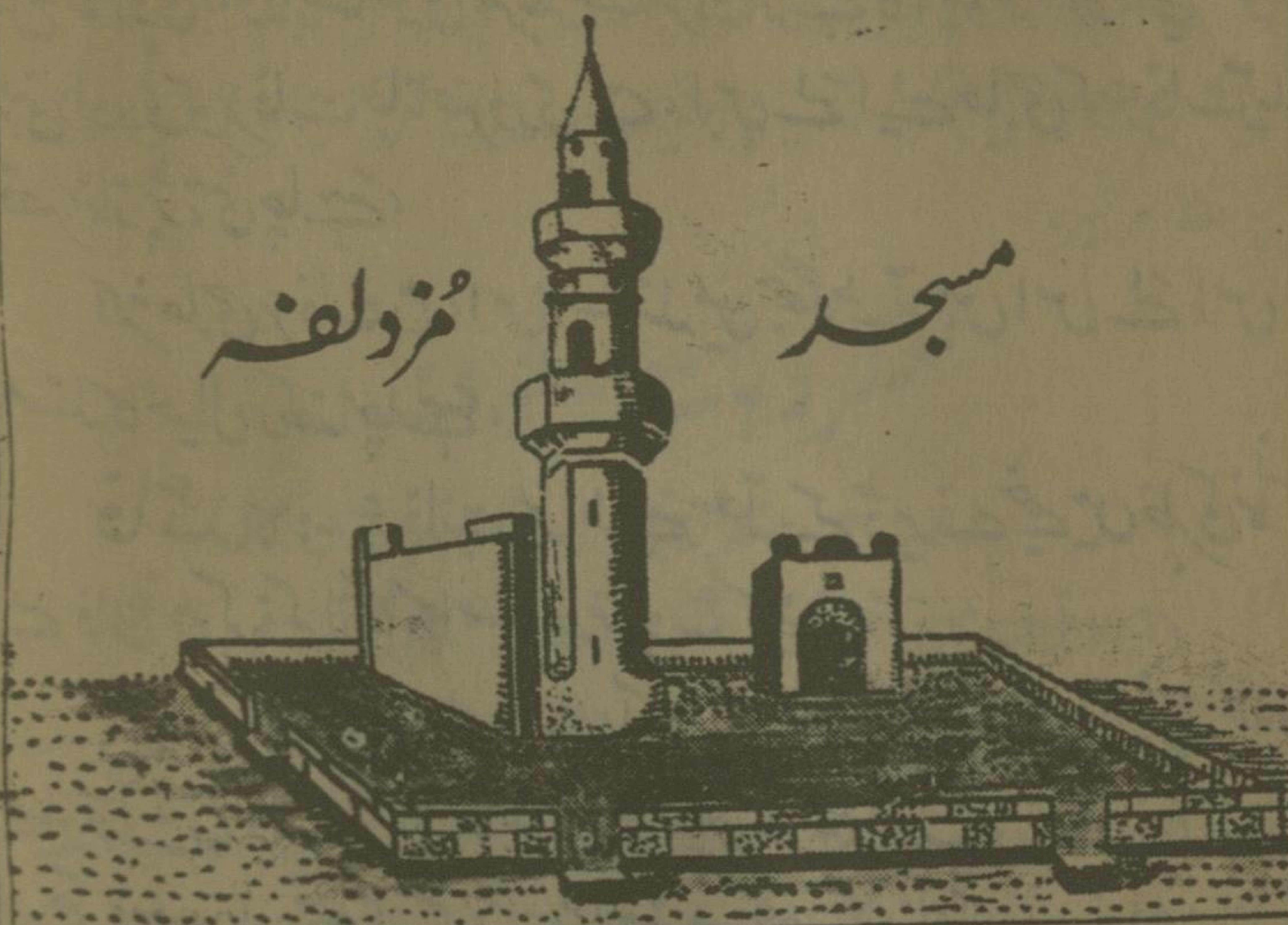
اکثر حاجی عرفات میں اس مسئلہ میں جھگڑتے ہیں اس لئے اس مسئلہ کا خیال رکھنا چاہئے،

فائدہ:۔ عرفات میں اپنے معلم کے ڈیرے خیمے میں ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر ذکر اذکار کا سلسلہ شروع کردے،

مسجد نمرہ کے مقابلہ میں یہاں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ نوافل مثلاً صلوٰۃ التسبیح وغیرہ بھی پڑھ سکتا ہے، کیونکہ یہاں جمع کرکے نماز پڑھنے کا حکم نہیں، اور جمع کرکے نماز پڑھنے میں عصر کی نماز کے بعد نوافل نہیں پڑھ سکتا،

خیمہ میں رہتے ہوئے عصر کی نماز اس کے وقت میں جماعت سے پڑھ کر پھر غروب آفتاب تک ذکر واذکار اور دعاؤں میں مشغول ہوجائے عصر کی نماز بھی غروب سے ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے پڑھے، اس کے بعد وقت بھی تھوڑا رہ جائے گا، اس لئے جو مانگنا ہو مانگ لے،

فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ



یہ مزدلفہ کی مسجد ہے جس کو قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیت میں

مَشْعَرِ حَرَام

فرمایا گیا ہے غروب آفتاب کے بعد حاجی عرفات سے مغرب کی نماز بغیر پڑھے چل دیتے ہیں اور مزدلفہ پہونچ کر مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھتے ہیں، مزدلفہ کی یہ رات حاجی کے لئے ایسی ہے جیسے شب قدر، مزدلفہ میں وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد ہے،

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانگی

مزدلفہ منیٰ اور عرفات کے درمیان میں ایک میدان ہے، جو منیٰ اور عرفات دونوں سے تین میل کے فاصلہ پر ہے،

یاد رکھیے، حاجی کو عرفات میں ۹ رذی الحجہ کو مغرب کی نماز پڑھنا منع ہے، اس لئے غروب آفتاب کے بعد عرفات سے بغیر نماز مغرب پڑھے فوراً مزدلفہ کو روانہ ہو جانا چاہئے، مزدلفہ میں مشعر حرام کے قریب ٹھیرنے کی کوشش کرے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ،

"پھر جب تم نکلو عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو مشعر حرام (مزدلفہ) کے پاس"

مزدلفہ کے راستہ میں اور لوگوں سے علٰحدہ نہ ٹھیرے، بلکہ جبلِ قزح کے قریب داہنی یا بائیں جانب ٹھیرے، یہاں پہونچ کر مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھنا واجب ہے، سامانِ سواری سے اتارنے سے پہلے نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے، بشرطیکہ کوئی سامان اُتارنے کا ہو،

آگے عرفات سے مزدلفہ کو روانگی کے مسائل ملاحظہ ہوں،

عرفات سے مزدلفہ روانہ ہونے کے مسائل

مسئلہ: غروبِ آفتاب کے بعد اگر آدمی پیدل ہو تو مازمین کے راستہ سے مزدلفہ روانہ ہو جائے، مازمین دو پہاڑ ہیں جو مزدلفہ اور

عرفات کے درمیان ہیں، اس راستہ کے علاوہ دوسرے راستہ سے جانا بھی جائز ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ اس راستہ سے واپس ہو لیکن موٹر لاریوں کے سوار چونکہ حکومت کے مقرر کردہ راستوں سے ہی جا سکتے ہیں، اس لئے وہ اس حکم سے مستثنیٰ سمجھے جائیں گے،

مسئلہ: مزدلفہ منیٰ سے مشرق کی جانب تین میل کے فاصلہ پر ہے جس کا طول ایک میل ہے، اور مزدلفہ کی حد وادیٔ محسّر سے مازمین کے تنگ راستہ تک ہے جو عرفات سے ملا ہوا ہے،

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ جب مزدلفہ قریب آجائے اگر سواری پر سوار ہو تو اتر کر پیدل داخل ہو، اور راستہ میں تلبیہ بکثرت پڑھتا رہے آجکل عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ حاجی عرفات سے روانہ ہو کر تلبیہ پڑھنا موقوف کر دیتے ہیں یا کمی کر دیتے ہیں، اس لئے اس کا خیال رکھنا چاہیئے،

مسئلہ: مزدلفہ پہونچ کر ایسی جگہ قیام کرے جہاں دوسرے حجاج مقیم ہوں، بالکل علیحدہ اور راستہ میں قیام نہ کرے، کیونکہ اس سے آنے جانے والوں کو تکلیف ہو گی،

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھنے کے شرائط

ان دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کے مندرجہ ذیل شرائط ہیں!

(۱) حج کا احرام ہونا، جو شخص حج کا احرام باندھے ہوئے نہ ہو تو

اس کو جمع کرنا جائز نہیں،

(۲) وقوفِ عرفہ پہلے کر لینا، اگر کوئی پہلے مزدلفہ میں ٹھیرے اور مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھنے کے بعد عرفات جائے تو جائز نہیں،

(۳) نویں ذی الحجہ کا دن گذرنے کے بعد والی رات ہونا،

(۴) مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھنا، مزدلفہ آنے سے پہلے پڑھنا یا مزدلفہ سے نکل کر جمع کرنا جائز نہیں،

(۵) عشاء کا وقت ہونا، اگر عشاء سے پہلے پہونچ جائے تو جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے مغرب بھی نہ پڑھے،

(۶) دونوں نمازیں ترتیب سے پڑھنا، یعنی پہلے مغرب پھر عشاء پڑھنا،

دونوں نمازوں کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہی

جب عشاء کا وقت ہو جائے تو... اذان اور اس کے بعد تکبیر کہہ کر پہلے مغرب کی نماز پڑھے، مغرب کی نماز سے فارغ ہوتے ہی بغیر سنت پڑھے عشاء پڑھے، عشاء کی نماز کے لئے نہ اذان پڑھے نہ تکبیر کہے، عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر سنتیں اور وتر پڑھے،

مزدلفہ اور عرفات کی جمع الصلوتین میں فرق؛

ان نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے میں پانچ فرق ہیں؛

اوّلؔ؛ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھنا واجب ہے، اور عرفات میں ظہر و عصر جمع کر کے پڑھنا سنّت ہے،

دوسرےؔ؛ عرفات میں جمع کر کے پڑھنے میں بادشاہ یا اس کے نائب کا ہونا شرط ہے، اور مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھنے کے لئے بادشاہ یا نائب کا ہونا شرط نہیں،

تیسرےؔ؛ عرفات میں اگر امام کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے تو دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھے، اور مزدلفہ میں علیٰحدہ پڑھے یا جماعت کے ساتھ جمع کر کے پڑھنا واجب ہے،

چوتھےؔ؛ عرفات کی جمع میں خطبہ مسنون ہے، مزدلفہ کی جمع میں مسنون نہیں،

پانچویںؔ؛ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کے لئے شروع میں ایک تکبیر کہی جاتی ہے، اور عرفات میں دونوں نمازوں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ یعنی دو۲ تکبیریں ہوتی ہیں،

وقوفِ مزدلفہ وغیرہ کے ضروری مسائل

مسئلہ؛ مغرب کی نماز میں ادا کی نیت کرے، قضا کی نہ کرے، کیونکہ آج اس کا وقت حاجی کے لئے شریعت نے یہی رکھا ہے،

مسئلہ؛ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء اکٹھا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں، جماعت سے پڑھے یا علیٰحدہ، ہر دو صورت میں اکٹھا

کر کے پڑھے، لیکن جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے،

مسئلہ: اگر کوئی شخص مغرب یا عشاء میدانِ عرفات یا راستہ میں پڑھ لے تو مزدلفہ پہونچ کر وہ نماز دوبارہ پڑھے،

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر وہیں قیام کرے، کیونکہ یہاں کے وقوف کا وقت صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک ہے، اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد یا صبح صادق سے پہلے وقوف کرلے گا تو صحیح نہ ہوگا،

اور اگر صبح صادق کے بعد طلوعِ آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے گذرتا ہوا چلا جائے خواہ سوتے ہوئے ہی ہو تو وقوف ہو جائے گا، جیساکہ وقوفِ عرفہ کا حکم ہے،

مسئلہ: اگر کوئی حاجی عرفات سے سیدھا منیٰ چلا جائے، تو اس پر دَم واجب ہوگا،

مسئلہ: اگر کوئی عرفات سے مزدلفہ آکر صبح صادق سے پہلے منیٰ چلا جائے تو اس پر بھی دم واجب ہے،

مسئلہ: اگر کسی عذر کی وجہ سے کوئی مزدلفہ میں نہیں ٹھیرا، جیسے کوئی مریض یا بہت ہی کمزور ہو تو ایسے شخص پر دم واجب نہ ہوگا،

مسئلہ: مزدلفہ کے قیام والی شب میں جاگنا، تلاوتِ قرآن کرنا، نوافل وغیرہ پڑھتے رہنا، دعاء کرنا مستحب ہے،

مسئلہ: عورت اگر ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھیرے تو اس پر

دم واجب نہ ہوگا، اور اگر مرد، ہجوم کی وجہ سے نہ ٹھیرے تو دم واجب ہوگا لیکن اگر صبح صادق کے بعد اندھیرے میں مزدلفہ سے چلا آیا تو دم واجب نہ ہوگا، اور اگر صبح صادق سے پہلے چلا تو دم دینا ہوگا،

مسئلہ؛ عرفات سے واپسی کے وقت کوئی ایسی صورت پیش آجائے جس میں یہ اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہونچنے تک فجر کا وقت ہو جائے گا تو راستہ میں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھ لے، جمع کر کے نہ پڑھے، جمع کے لئے مزدلفہ میں ہونا شرط ہے،

مسئلہ؛ مزدلفہ میں وادئ محسّر کے علاوہ ہر جگہ ٹھیر سکتا ہے، یہ وہ جگہ ہو جہاں اصحابِ فیل پر عذاب نازل ہوا تھا، یہاں حکومت نے نشان لگا کر لکھ دیا ہے، یہ وادی تقریباً ۵۴۵ گز ہے، یہاں سے گذرتے وقت یہ دعا، پڑھے :- اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ ۝

ضروری ہدایات متعلق مزدلفہ؛

(۱) مغرب اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر ساٹھ کنکریاں چنے کے برابر اٹھالیں، (بلکہ ستر اٹھالیں تو اور بھی اچھا ہے) کیونکہ دوسری جگہ سے پھر تلاش کرنی پڑیں گی، اور یہاں سے ایک دفعہ میں اٹھانی آسان ہے،

کنکریاں تلاش کرتے وقت آپ دیکھیں گے کہ آپ کی طرح اور

بھی خدا کے دیوانے اور پروانے کنکریاں تلاش کر رہے ہیں، پھر یہ تصوّر کریں کہ یہ کتنی صدیوں سے ہوتا آرہا ہے کہاں سے ہر سال اتنی کنکریاں آجاتی ہیں کہ ختم ہونے میں نہیں آتیں، کیا حق تعالیٰ اپنے مہمانوں سے شیطان کو ذلیل ورسوا کرانے کے لئے کنکریوں کی بارش کراتے ہیں،

جب جمرات پر کنکریاں فرشتوں کے ذریعہ اٹھوالینا حج کی قبولیت کی علامت بتلایا گیا ہے، تو ان جمرات پر مارنے کے لئے فرشتوں سے کنکریوں کی بارش کرادینا بھی ممکن ہے،

② چونکہ مزدلفہ میں بجلی کی روشنی بے حساب ہوتی ہے، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ معلوم یہ کونسا شہر ہے، جس کی وجہ سے صبح صادق کا اندازہ ہونا بڑا مشکل ہے، خصوصاً جب کہ ہم لوگ اپنے وطن اور شہر میں نہیں پہچان سکتے، اس لئے حکومت کی طرف سے صبح صادق کے وقت توپ چلا کر اطلاع دی جاتی ہے کہ اب وقوف کا وقت ہو گیا ہے،

③ صبح صادق ہو جانے کے بعد اوّل وقت فجر کی نماز پڑھ کر مشعرِ حرام کے قریب (یا جس جگہ ٹھیرے ہوتے ہیں) قبلہ رُخ کھڑے ہو کر تلبیہ، تسبیح و تہلیل اور خوب دل کھول کر یادِ خدا کیجئے، جب سورج نکلنے میں دو رکعت پڑھنے کی مقدار وقت رہ جائے تو منیٰ کو چل دیجئے چلتے وقت وادیِ مُحَسِّر سے تیزی کے ساتھ یہ دُعا پڑھتے ہوئے نکل جائیے

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُھْلِكْنَا بِعَذَابِكَ
وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ ۵

③

تیسرے دن یعنی ۱۰ ذی الحجہ کے احکامات و مسائل:

۱۰ ذی الحجہ کو مندرجہ ذیل چار کام ترتیب وار کرنے ہوتے ہیں:

① جمرۂ اخریٰ کی رمی ② پھر قربانی ③ پھر حجامت ④ ان کے بعد طواف،

جمرات پر کنکریاں مارنے کا مقصد ○ جمرات سے کنکریاں اٹھوا لینا قبولیتِ حج کی علامت ہے ○ رمی کی دعاء، اور طریقہ ○ تلبیہ بند کرنے کا وقت ○ رمی کے شرائط ○ رمی کے ضروری مسائل

○ مسجد خیف کی فضیلت،

○ قربانی کے احکام و مسائل،

○ قربانی کی دعاء،

○ حلق اور قصر کا بیان

○ حلق اور قصر کے ضروری مسائل

○ طوافِ زیارت کا بیان

○ طوافِ زیارت کے شرائط

○ طوافِ زیارت کے مسائل

دنحط

تیسرے دن
یعنی دس ذی الحجہ کے احکام و مسائل

دس ذی الحجہ حج کا تیسرا دن ہے، اس دن حاجی کو ترتیب وار یہ چار کام کرنے ہوتے ہیں، (۱) پہلے جمرۂ اخریٰ کی رمی (۲) پھر قربانی (۳) پھر حجامت، (۴) ان کے بعد طوافِ زیارت،

بعض حضرات نے اس ترتیب کو یاد رکھنے کے لئے کلمۂ دنحط میں جمع کر دیا ہے، یعنی رآ، سے مراد رمی، نون سے مراد نحر یعنی قربانی، حآ، سے مراد حلق یعنی حجامت، طآ، سے مراد طوافِ زیارت،

منیٰ میں پتھر کے تین ستون بنے ہوئے ہیں، ان میں سے جو مسجد خیف کی طرف ہے اس کو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں اور درمیان والے کو جمرۃ الوسطیٰ اور مکہ کی طرف والے کو جمرۂ عقبہ، جمرۃ الاخریٰ اور جمرۃ الکبریٰ کہتے ہیں، یہاں رمی کرنے والوں کے لئے ایک لمبی چوڑی سڑک بنی ہوئی ہے، یہ تینوں جمرات اس جگہ بنے ہوئے ہیں جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں ماری تھیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی روایت میں آگے آرہا ہے،

ان جمرات کا نقشہ صفحہ ۲۹۴ پر ملاحظہ فرمائیں؛

چونکہ ان تینوں ستونوں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، اس لئے ان کو جمار اور جمرات کہتے ہیں، ان کی رمی واجب ہے، اگر کوئی چھوڑ دے تو اس کو دم

دینا واجب ہے،

یہاں اس بات کی طرف توجہ دلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہی کہ جس جگہ یہ تینوں ستون بنے ہوتے ہیں حقیقت میں یہ ستون جمرے نہیں ہیں، بلکہ وہ جگہ ان ستونوں کی جڑ کے نیچے ہے، اس لئے کنکریاں ستونوں پر نہیں، بلکہ ان کی جڑمیں مارنی چاہئیں، اکثر حجاج کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ستونوں پر مارتے ہیں، اس لئے اس بات کو بتلانا ضروری معلوم ہوا،

جمرات پر کنکریاں مارنے کا مقصد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب مناسک حج ادا کرنے آئے تو شیطان آپ کو جمرۃ الاخریٰ کی جگہ نظر آیا آپنے اس کے سات کنکریاں ماریں یہانتک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، پھر جمرۂ وسطیٰ کی جگہ نظر آیا تو وہاں بھی آپنے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، پھر جمرۂ اُولیٰ کی جگہ نظر آیا تو پھر آپنے سات کنکریاں ماریں یہانتک کہ وہ زمین میں دھنس گیا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تم شیطان کو مارتے (یعنی رمی کرتے) ہو تو اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین پر چلتے ہو،

جمرات سے کنکریاں اُٹھوالینا حج کی قبولیت کی علامت ہے

حدیث میں ہے جس شخص کا حج قبول ہو جاتا ہے اس کی کنکریاں اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ اٹھوالیتے ہیں، اور جس کا قبول نہیں ہوتا اس کی کنکریاں وہیں پڑی رہتی ہیں،

چنانچہ اس کا اس بات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہر سال لاکھوں حجاج ہوتے ہیں اور ہر جمرہ پر ہر حاجی سات سات کنکریاں مارتا ہے حتیٰ کہ ستون بھی کنکریوں میں دب جاتے ہیں، پھر جا کر دیکھیں تو بالکل میدان صاف ہوتا ہے، اسی لئے جمرات کے پاس پڑی ہوئی کنکریاں اٹھا کر ان سے رمی مکروہ ہے، کیونکہ یہ مردود ہیں،

رمی کی دعاء اور طریقہ

مستحب یہ ہے کہ دس تاریخ کو مزدلفہ سے منیٰ پہونچ کر سب کاموں سے پہلے صرف جمرۂ اخریٰ (جو مکہ کی طرف ہی) پر سات کنکریاں مارے اسی کا نام رمی ہے،

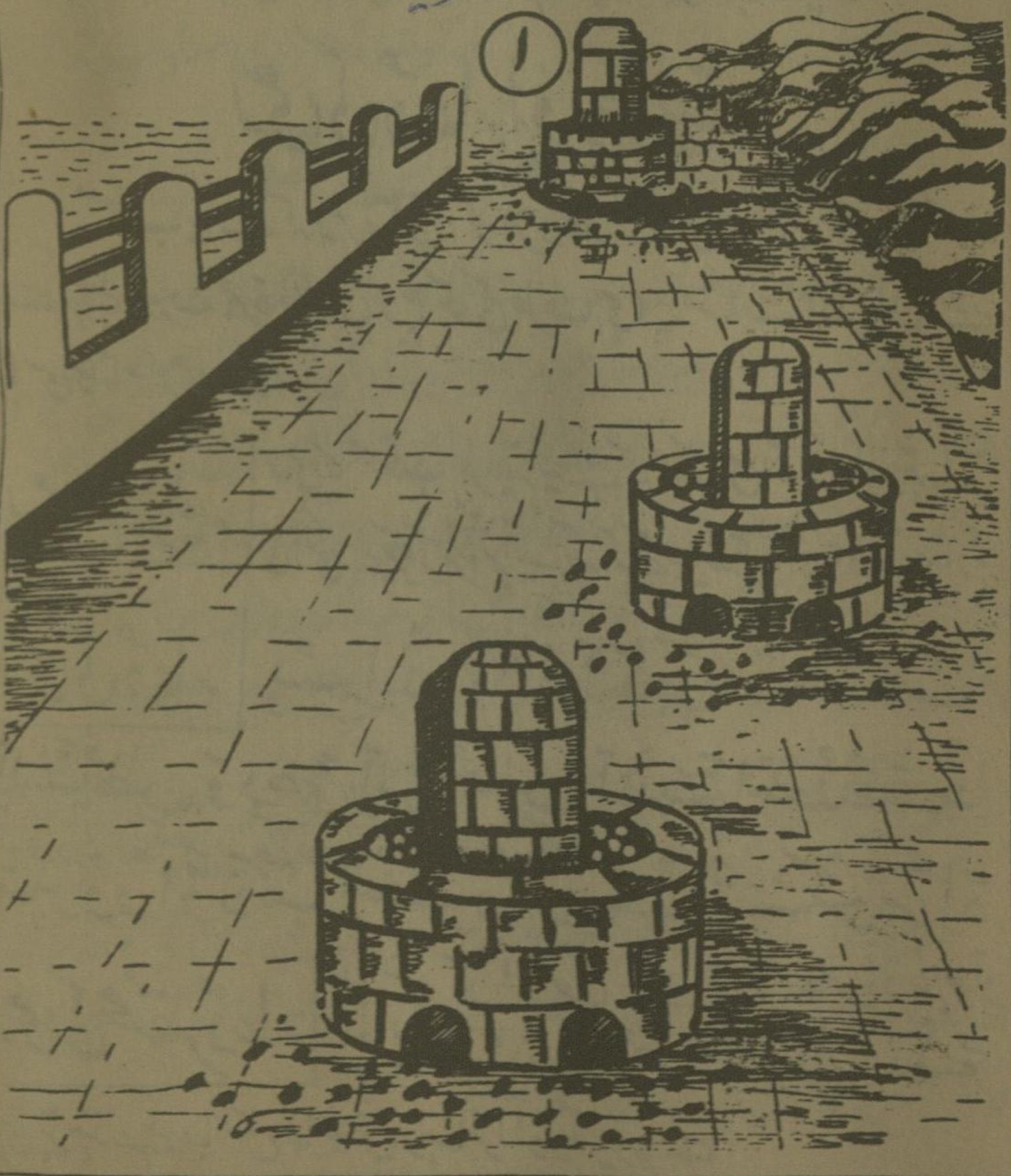
رمی کا طریقہ رمی کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کنکری انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑ کر جمرات پر ایک ایک کر کے پھینکتا جائے اور یہ دعاء پڑھتا رہے؛

رمی کی دعاء بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا ۵

رمی کی مختصر دعاء اگر کسی کو اوپر کی بیان کردہ دعاء یاد نہ ہو تو سُبْحَانَ اللّٰهِ یا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی پڑھتا رہے، بالکل خاموش رہنا برا اور مکروہ ہے،

جمرات ثلثہ

یہ تینوں جمرات منیٰ میں ہیں ۔ نمبر ایک پر ۱۰ ذی الحجہ کو زوال سے قبل سات کنکریاں مارتے ہیں اسکے بعد قربانی کر کے سر منڈا کر احرام کھول دیتے ہیں گیارہ بارہ ذی الحجہ کو بعد زوال تینوں جمرات کی رمی کرتے ہیں ۔



ضروری ہدایات

(۱)

تلبیہ بند کرنے کا وقت

دس تاریخ کو جمرۂ اخریٰ پر پہلی کنکری ماریں تو تلبیہ پڑھنا بند کردیں، یہ حکم مفرد، متمتع اور قارن کے لئے یکساں ہے،

(۲)

رمی کے بعد قربانی کریں اس کے بعد سر کے بال منڈائیں یا کٹوائیں، یہ قربانی متمتع اور قارن پر واجب ہی، اور مفرد پر مستحب ہے،

(۳)

قارن اور متمتع کے لئے پہلے رمی، پھر ذبح، پھر حلق یا قصر تینوں کاموں میں ترتیب واجب ہے، تقدیم وتاخیر سے دم واجب ہوگا،

(۴)

قربانی کے بعد سر کے بال منڈاکر یا کٹواکر احرام کھول دیں، بہتر بال منڈانا ہے، حجامت کے بعد خوشبو لگانا، سِلا ہوا کپڑا پہننا، یہ سب باتیں جائز ہوگئیں،

البتّہ

بیوی سے قربت اور اس کے لوازمات طوافِ زیارت کے بعد جائز ہوں گے، ان مسائل کا بیان آگے کیا جائے گا،

رمی کے شرائط!

رمی کے صحیح ہونے کی مندرجہ ذیل دس شرطیں ہیں:-

(۱) کنکری کا پھینکنا ضروری ہے، جمرہ پر رکھ دینا کافی نہیں،

(۲) ہاتھ سے رمی کرنا، اگر غُلیل یا کمان وغیرہ سے رمی کی تو صحیح نہ ہوگی،

(۳) کنکری کا جمرہ کے قریب گرنا، اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ پر گری تو رمی صحیح نہ ہوگی،

(۴) کنکری پھینکنے والے کے اپنے فعل سے گرنا، اگر کسی آدمی کی پشت پر گر گئی یا کسی سواری پر جا گری، اور دوسرے شخص نے اس کو جمرہ پر پھینک دیا تو رمی صحیح نہ ہوگی،

(۵) ساتوں کنکریاں علیحدہ علیحدہ مارنا، اگر ساتوں ایک مرتبہ ماردیں تو ان کا ایک شمار ہوگا، باقی چھ اور مارنی ہوں گی،

(۶) خود رمی کرنا، یعنی باوجود قدرت وطاقت کے بلا عذر شرعی کسی اور سے رمی کرانا جائز نہیں،

(۷) کنکریوں کا جنسِ زمین سے ہونا،

(۸) رمی وقت کے اندر کرنا،

(۹) اکثر عدد رمی کا کرنا،

(۱۰) تینوں جمرات کی رمی ترتیب سے کرنا،

شرائط کے بعد رمی کے ضروری مسائل کا بیان کیا جاتا ہے،

رمی کے ضروری مسائل

مسئلہ؛ رمی کرنا واجب ہے، اس کے چھوڑ دینے سے دم واجب ہوتا ہے،

مسئلہ؛ دس تاریخ کو صرف جمرۂ اخریٰ کی رمی ہوتی ہے، اُولیٰ اور وسطیٰ کی نہیں ہوتی، بلکہ دسویں کو ان دونوں کی رمی بدعت ہے، جمرۂ اخریٰ کی رمی کے بعد وہاں ٹھیرنا نہیں چاہیے، بلکہ اپنے مقام پر واپس آجانا چاہیے،

مسئلہ؛ دس تاریخ کو جمرۂ اُخریٰ کی رمی کا مسنون وقت صبح صادق کے بعد سے زوال تک ہی، اس کے بعد زوال سے غروب آفتاب تک مباح وقت ہے اور غروب کے بعد مکروہ وقت ہو جاتا ہی کسی عذر کی وجہ سے اگر دن میں رمی نہ کر سکا تو رات کو کرلے، رات میں کرنے سے دم لازم نہیں آئے گا، کیونکہ یہ رات دس تاریخ کی شمار ہوتی ہے، اور اگر رات گذر گئی اور رمی نہ کی تو دم دینا لازم ہے،

مسئلہ؛ جمرۂ اخریٰ کی رمی کے وقت اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ داہنے ہاتھ کی طرف اور مکہ معظمہ بائیں ہاتھ کی طرف رہے،

مسئلہ؛ رمی کے وقت جمرہ سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر رمی کرنی چاہیے، اس سے کم فاصلہ مکروہ ہے، زیادہ کا

مضائقہ نہیں،

مسئلہ؛ سیدھے ہاتھ سے رمی کرنا مستحب ہے، اور رمی کے وقت ہاتھ اتنا اونچا اٹھائے کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگے،

مسئلہ؛ رمی کے چار دن ہیں، دس، گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، دس کو صرف جمرۂ اخریٰ کی رمی ہوتی ہے، اور باقی دنوں میں تینوں جمرات کی رمی کی جاتی ہے،

مسئلہ؛ اگر کوئی بارہ تاریخ کی رمی کر کے غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے مکہ آجائے، تو تیرہ[۱۳] کی رمی واجب نہیں رہتی، اور بارہ[۱۲] کی رمی کے بعد مکہ آنا بلا کراہت جائز ہے،

مسئلہ؛ تیرہ تاریخ کی فجر اگر منیٰ میں ہوجائے تو اس تاریخ کی رمی کر کے مکہ جانا واجب ہے، بلا رمی کئے اگر چلا گیا تو دم واجب ہے،

مسئلہ؛ گیارہ، بارہ کی رمی کا مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے، اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے، اور تیرہ کی رمی کا وقت اگرچہ صبح صادق کے بعد ہوجاتا ہے، لیکن زوال سے پہلے وقت مکروہ ہے، اور زوال کے بعد سے غروب تک مسنون وقت ہے، اور غروب کے بعد اس کا وقت بالکل ختم ہوجاتا ہے،

مسئلہ؛ گیارہ، بارہ، تیرہ کو تینوں جمرات کی رمی ترتیب وار کرنا مسنون ہے، اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے جمرۂ اولیٰ

(جو مسجدِ خیف کی طرف ہے) پر سات کنکریاں مارے، اس کے بعد وسطیٰ پر پھر آخری پر، جمرۂ اُولیٰ پر رمی کے بعد دعا کرے، اور اتنی دیر ٹھیرا رہے جتنی دیر میں سورۂ بقرہ یا تین پاؤ پارہ یا بیس آیت پڑھی جاتی ہیں، اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ کی رمی کے بعد اولیٰ کی طرح رمی کر کے دعا کرے، لیکن آخری کی رمی کے بعد بغیر دعا کئے واپس لوٹ آئے،

مسئلہ:- اگر کسی دن کی رمی اس کے معیّن وقت میں نہ ہو سکی تو اس کی قضا اور دَم دونوں واجب ہیں،

اسی طرح اگر کسی دن کی رمی بالکل نہیں کی اور رمی کا وقت بھی ختم ہو گیا تب بھی ایک ہی دَم واجب ہوگا، اور رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کے غروبِ آفتاب تک ہے، غروب کے بعد وقت ختم ہو جاتا ہے، قضا کا وقت نہیں رہتا، صرف دم واجب ہوتا ہے،

مسئلہ:- اگر کسی نے دسویں یا گیارہویں یا بارہویں کو دن میں رمی نہیں کی تو اس روز کی رمی رات میں کر سکتا ہے،

مثلاً دسویں کو دن میں کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے رمی نہ کر سکا تو دسؔ اور گیارہ تاریخ کی درمیانی شب میں کر سکتا ہے، کیونکہ ایامِ حج میں بعد والی رات گذرے ہوئے دن کی شمار کی جاتی ہے،

ف یہ پانچ راتیں ہیں آٹھ ذی الحجہ کا دن گذرنے کے بعد آنیوالی رات اور عرفہ کا دن گذرنیکے بعد والی رات منیٰ کی دسؔ، گیارہ بارہ کے دن کے بعد آنیوالی راتیں ۱۲ شریف

لیکن تیرہ کا دن گذرنے کے بعد آنے والی رات دن کے تابع شمار نہیں ہوتی،

مسئلہ: اگر مریض کو پیدل چل کر جانے میں مرض بڑھنے کا خطرہ نہ ہو تو خود جاکر رمی کرنا لازمی اور ضروری ہے،

مسئلہ: جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر جانے میں سخت تکلیف ہوتی ہو تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے،

اس قسم کے معذور حاجی اپنی طرف سے دوسرے آدمی سے رمی کرا سکتے ہیں، معذور کی طرف سے رمی کرنے والے کو اجازت دینا شرط ہے،

مسئلہ: جو شخص دوسرے معذور کی طرف سے رمی کرے تو اس کو چاہیئے پہلے اپنی طرف سے رمی کرے، پھر اسکے بعد معذور کی طرف سے،

مسئلہ: رمی کے احکام مرد اور عورت دونوں کے لئے برابر ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں، البتہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے،

نوٹ: بہت سے حضرات ہجوم کے خوف سے خود عورتوں کے وکیل بن کر ان کی طرف سے رمی کر آتے ہیں، ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے کہ شریعت نے عورتوں کی سہولت کے لئے رات کو رمی کرنا افضل کہا ہے، اس لئے مردوں کا وکیل بن کر رمی کرنا صحیح نہیں،

مسجدِ خیف کی فضیلت

حاجی جب تک منیٰ میں رہے ہر نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی کوشش کرے، خصوصًا مسجدِ خیف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ پر، مسجدِ خیف کے صحن میں ایک قبّہ بنا ہوا ہے، اس کی محراب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے، اس جگہ محراب میں پتھر لگے ہوئے ہیں،

ایک روایت میں ہے کہ مسجدِ خیف میں ستّر پیغمبروں نے نماز پڑھی ہے، ان میں ایک موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں، اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس مسجد میں ستّر پیغمبر مدفون ہیں، بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام بھی یہیں مدفون ہیں، واللہ اعلم بالصّواب،

مگر یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ یہاں لوگ اتنی غلاظت پھیلا دیتے ہیں کہ انسان کا نماز پڑھنا تو...... بڑی بات ہے پاؤں رکھنا بھی دشوار ہوتا ہے، لوگ وہیں پکارتے ہیں وہیں کھاتے ہیں، وہیں پانی گراتے ہیں، یہ باتیں حرمت اور آدابِ مسجد کے منافی ہیں، اس لئے اگر سکون سے نماز پڑھنے کا موقع ملے تو پڑھ لے، ورنہ اپنے خیمہ میں جہاں قیام ہو وہیں جماعت کرلیں، اور قبّہ میں کسی ایسے وقت جاکر جب مکروہ وقت نہ ہو تو نوافل پڑھ لے،

قربانی کے احکام و مسائل

دوسرا کام : دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ اُخریٰ کی رمی کے بعد یہ ہی کہ متمتّع اور قارن فوراً قربان گاہ جاکر قربانی کریں،

مُفرِد پر یہ قربانی لازمی اور ضروری نہیں، بلکہ مستحب ہی، اس قربانی کے جانور کے احکام و شرائط عید الاضحیٰ کی طرح ہیں، یعنی دنبہ، بھیڑا بھیڑ بکرا بکری، گائے، بھینس، اونٹ، ان جانوروں میں سے حسبِ حیثیت جس کی چاہے قربانی کرسکتا ہے، گائے، بھینس، اونٹ میں سات آدمی تک شریک ہوسکتے ہیں، گویا ان جانوروں کا ایک حصّہ بکرے یا دنبہ وغیرہ کے برابر شمار کیا جائے گا،

قربانی کے جانور کے متعلّق ایک ضروری ہدایت

قربانی کے جانور کے سلسلہ میں ایک اہم اور ضروری بات کی طرف توجّہ دلانا ضروری اور مفید معلوم ہوتا ہے،

وہ یہ کہ منیٰ کے منحر یعنی قربان گاہ میں ہر قسم کے جانور فروخت ہوتے ہیں، یہاں بکرے چھوٹی نسل کے ہوتے ہیں، جو باوجود پوری عمر ہونے کے بچے معلوم ہوتے ہیں، پھر بھی ان کو اچھی طرح دیکھ کر خریدنا چاہئے، اور یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہمیں اس کا گوشت تو ساتھ لے جانا نہیں، اس لئے یہ بھی ایک بوجھ اتار دینا چاہئے، حدیث میں ہے :-

سَمِّنُوا اَضَحَايَاكُمْ فَاِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ،

"تم اپنی قربانیوں کے جانور موٹے اور فربہ ذبح کیا کرو، کیونکہ پل صراط پر یہ جانور تمھاری سواریاں بنیں گی"،

اس تشریح کے بعد اب قربانی کے کچھ ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں:

مسئلہ: جو حاجی حج سے چودہ ۱۴ روز پہلے مکہ پہونچے تو شرعاً وہ مسافر ہے اس لئے اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں، خواہ وہ مکہ میں صاحبِ نصاب ہی ہو،

اور جو حج پر روانہ ہونے سے پندرہ روز پہلے مکہ پہونچے وہ مقیم کے حکم میں ہے، اگر وہ صاحبِ نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے، لیکن قران و تمتع والی قربانی مقیم و مسافر دونوں سے معاف نہیں،

کن جانوروں کی قربانی جائز نہیں:

دمِ قران و تمتع کی قربانی کے جانور کے بھی وہی شرائط ہیں جو.... عید الاضحیٰ کی قربانی کے جانور کے، یعنی جس جانور کی قربانی عید الاضحیٰ پر جائز ہے وہ یہاں بھی جائز ہے، اور جس کی عید الاضحیٰ پر جائز نہیں وہ یہاں بھی جائز نہیں،

اِس لئے قربانی کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہئے کہ جانور مندرجہ ذیل عیوب سے پاک ہو، اندھا، کانا نہ ہو، ایسا جانور نہ ہو جس کی ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو، یا ایک کان

تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو، یا تہائی سے زیادہ دُم کٹ گئی ہو، یا ایسا لنگڑا ہو کہ تین پاؤں سے چلتا ہو، یا جس کے دانت بالکل گِر گئے ہوں، یا جس کے پیدائش کے وقت سے ہی کان نہ ہوں، یا جس کا سینگ ٹوٹ کر مغز نظر آنے لگا ہو، یا جانور اتنا لاغر اور دُبلا ہو گیا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں مغز (گودا) بالکل نہ رہا ہو،

مسئلہ؛ قارِن اور متمتّع کو حلق (حجامت) کرانے سے پہلے قربانی کرنا واجب ہے، اور مُفرِد کو مستحب ہے،

مسئلہ؛ قارِن اور متمتّع نے اگر قربانی سے پہلے سَر منڈا لیا تو دَم واجب ہو گا، کیونکہ ان دونوں کے لئے رمی، قربانی اور حجامت میں ترتیب واجب ہے،

مسئلہ؛ اگر کوئی شخص ذبح کرنا جانتا ہو تو اس کے لئے خود ذبح کرنا افضل ہے،

مسئلہ؛ اس قربانی کے گوشت میں سے کچھ گوشت (پکا کر) کھانا مسنون ہے، اس لئے اگر پکانے کی سہولت ہو تو اپنے ہمراہ کچھ گوشت لے آئے،

قربانی کی دعاء!

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَاشَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ هٰذَا النُّسُكَ وَاجْعَلْهُ قُرْبَانًا لِّوَجْهِكَ وَعَظِّمْ اَجْرِیْ عَلَیْهَا،

ترجمہ:۔ "میں یکسو ہو کر اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب کچھ اللہ ہی کیلئے ہے، جو مالک ہے سارے جہان کا، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم ہوا ہے، اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں، اے اللہ! قبول فرما میری یہ قربانی اور خالص اپنے لئے کر دے اس کو اور اس کا اجر عظیم عطا فرما۔"

حلق اور قصر کا بیان

حلق اور قصر کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی بے حد ضروری ہے، کہ یہ واجب ہے، بغیر اس کے احرام سے حلال نہیں ہو سکتا،

لیکن آجکل نئی روشنی کے دلدادہ جو انگریزی بال رکھنا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں، وہ جیسے بال لے کر اپنے گھر سے جاتے ہیں ویسے ہی واپس لے کر آجاتے ہیں، حدیث شریف میں ہے :-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ،

(بخاری، مسلم)

"ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا!

اے اللہ! ان پر آپ کی رحمت ہو جنھوں نے سر منڈایا، حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کٹوانے والوں پر، آپنے پھر فرمایا اللہ کی رحمت ہو سر منڈانے والوں پر، حاضرین نے پھر عرض کیا تو تیسری مرتبہ میں آپنے فرمایا اور ان لوگوں پر بھی اللہ کی رحمت ہو جنھوں نے بال کٹوائے۔"

اس حدیث سے ناظرین یہ اندازہ ضرور کر سکتے ہیں کہ سر منڈانا بال کٹوانے سے افضل ہے، قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ

(پ ، ع)

"اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے، پھر اگر تم روک دیئے جاؤ تو تم پر ہے جو کچھ کہ میسّر ہو قربانی سے اور اُس وقت تک سر نہ منڈانا جب تک کہ پہنچ نہ جائے (قربانی کا جانور) اپنے ٹھکانے پر (یعنی حرم میں)"۔

گویا جب آدمی کسی مجبوری کی وجہ سے عمرہ یا حج کا احرام باندھنے سے روک دیا جائے تو اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک کہ ھدیٰ کا جانور حرم میں ذبح نہ ہو جائے، اس کے بعد سر منڈائے، جیسا کہ حدیبیہ کے موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا آپ نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا کہ تم حج سے فارغ ہو کر جب سر منڈاؤ گے تو ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ملے گی، اور ایک گناہ معاف کر دیا جائے گا،

ہمارے اس بیان سے حلق یعنی سر منڈانے کی فضیلت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے، اس کے بعد دوسرے درجے میں بال کٹوانے کی فضیلت ہے،

لیکن اب اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ حجامت اور حلق

کرانے میں شرم محسوس کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث پڑھ کر سبق حاصل کرنا چاہیئے،

مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ، قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلٰثًا،
(ابوداؤد، احمد)

جس شخص نے غسلِ جنابت میں ایک بال کے برابر بھی جگہ دھونے سے چھوڑ دی تو اس کو دوزخ کا ایسا ایسا عذاب دیا جائے گا، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے اس ارشاد کے بعد میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہو گیا"

یعنی میں نے اپنا یہ معمول بنا لیا کہ جہاں ذرا سے بال بڑھے فوراً ان کا صفایا کرا دیا، ابوداؤد کی روایت میں ہے وَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ کا جملہ حضرت علیؓ نے تین دفعہ فرمایا،

غور فرمائیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے بالوں کے ساتھ یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے بنا لیا تھا، ہم لوگ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ عمرہ یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لئے ہی حلق یا قصر کرا لیں،

اب ہم اس سلسلہ کے کچھ ضروری مسائل بیان کرتے ہیں،

حلق اور قصر کے ضروری مسائل

مسئلہ: قربانی سے فارغ ہو کر سر کے بال منڈائے یا کترائے دونوں جائز ہیں، لیکن کتروانے سے منڈانا افضل ہے،

چوتھائی سر کے بال مُنڈانا یا کتروانا واجب ہے، اس سے کم مُنڈانے یا کتروانے سے احرام سے خارج نہیں ہوگا،

لیکن صرف چوتھائی سر کے بال منڈانا یا کتروانا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے مستحب یہی ہے کہ تمام سر کے بال منڈائے یا کتروائے،

مسئلہ؛ چونکہ بال سب برابر نہیں ہوتے بلکہ چھوٹے بڑے ہوتے ہیں، اس لئے کٹوانے میں یہ بات ضروری ہے کہ چوتھائی سر کے بال ایک انگلی سے کچھ زیادہ کٹائے تاکہ سب بالوں میں سے کٹ جائیں، اور اگر چوتھائی بال بہت چھوٹے ہوں تو پھر مُنڈانا ضروری ہے

مسئلہ؛ حج کے احرام کا حلق مِنیٰ میں سنّت ہے، اور حدِ حرم میں واجب ہے، اگر حدِ حرم سے باہر کرے گا تو حلال تو ہو جائے گا مگر دم دینا ہوگا (مِنیٰ حدِ حرم میں شامل ہے)

مسئلہ؛ حجامت کا وقت حج کے احرام میں دسؔ ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد سے بارہ تاریخ کے غروب آفتاب تک ہے، اگر کوئی یہ تین دن گذر جانے کے بعد کرائے گا تو دَم واجب ہوگا، یہ حکم مُفرِد قارن، متمتع سب کے لئے برابر ہے،

مسئلہ؛ اگر کوئی دسؔ تاریخ کی صبح صادق سے پہلے حجامت بنوائے گا تو احرام سے حلال نہ ہوگا،

اور اگر حجامت ہی نہ کرائے تب بھی حلال نہ ہوگا، چاہے اس طرح ساری عمر گذر جائے، حجامت کراتے ہی حلال ہو جائے گا،

مسئلہ؛ اگر کوئی حاجی رمی اور قربانی کرچکا صرف حجامت باقی ہو تو وہ اپنے جیسے دوسرے حاجی کی (یعنی جو رمی اور قربانی کرچکا ہو) حجامت کرسکتا ہے، ایسی صورت میں اس پر کوئی دَم یا جزا لازم نہ ہوگی، لیکن اگر دونوں حاجی ایسے ہیں کہ ان کو حجامت سے پہلے جو کام کرنے تھے وہ باقی ہیں تو اگر ایک دوسرے کی حجامت بنائینگے تو مونڈنے والے پر صدقہ اور مُنڈانے والے پر دم لازم ہوگا،

لہ عمدۃ المناسک،

مسئلہ: عورت کے لئے بال مُنڈانا حرام ہے، صرف چوتھائی سر کے بال ایک اُنگل کی مقدار میں کسی محرم سے کٹوالے، یا خود کاٹ لے لیکن ایک اُنگل سے زیادہ کٹوائے تاکہ سب بال آجائیں، کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں،

مسئلہ؛ اگر کوئی گنجا ہو اور اس کے سر پر بال بالکل نہیں یا سر میں زخم ہیں تو صرف سر پر استرہ پھیرنا کافی ہے، اگر زخموں کی وجہ سے استرہ بھی نہ چلاسکے تو یہ واجب ساقط ہوجاتا ہے، اور بغیر حجامت حجامت کرانے والے کی طرح حلال ہوجائے گا، لیکن ایسے شخص کے لئے افضل یہ ہو کہ بارہویں تاریخ تک حلال نہ ہو،

مسئلہ؛ اگر بال اُکھاڑ دیئے یا پَوڈر سے صاف کردیئے تب بھی آدمی حلال ہوجائیگا، حجامت کے بعد خوشبو لگانا، سلے ہوئے کپڑے پہننا، شکار کھیلنا یہ سب باتیں جائز ہوجاتی ہیں، البتہ اپنی زوجہ سے صحبت اور اس کے لوازمات طوافِ زیارت کے بعد جائز ہوں گے،

حجامت کے وقت اور بعد میں تکبیر (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہو اور یہ دعا پڑھو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلٰی مَا ھَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَیْنَا، اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃً وَّامْحُ بِھَا عَنِّیْ سَیِّئَۃً وَّارْفَعْ لِیْ بِھَا دَرَجَۃً، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِلْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ، اٰمین،	"اس خدا کی تعریف ہے جس نے ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت کی، اور ہم پر انعام فرمایا، اے میرے اللہ یہ میری پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے، پس قبول فرمالیجئے اور میرے گناہ معاف فرمادیجئے اے میرے اللہ لکھدیجئے ہر بال کے عوض میں نیکی اور بلند فرمادیجئے میرا مرتبہ، اے میرے اللہ میری اور (دوسرے) سر منڈانے والوں کی مغفرت فرمادیجئے آپ تو بڑے ہی مغفرت فرمانے والے ہیں"!

حجامت کے بعد بالوں کو زمین میں دفن کردینا مستحب ہے، حجامت سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَضٰی عَنِّیْ نُسُکَنَا، اَللّٰھُمَّ زِدْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا ط	"خدا ہی کی تعریف ہے جس نے ہم سے حج پورا کرادیا، اے اللہ ہمارا ایمان اور یقین زیادہ فرما"،

طوافِ زیارت کا بیان

دسؔ تاریخ کو رمی، قربانی اور حجامت سے فراغت کے بعد احرام کھول دے، اس کے بعد مکہ معظمہ جاکر طوافِ زیارت کرے، یہ طواف رکن اور فرض ہے، اور دسویں کو کرنا افضل ہے، ویسے بارہ تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے تک کرسکتا ہے، اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے،

اگر ایامِ نحر گذرنے کے بعد کرے گا تو دم واجب ہوگا، طواف کا جو طریقہ مشہور ہے وہی طوافِ زیارت کا بھی ہے، دسؔ تاریخ کو طوافِ زیارت کرکے واپس منیٰ آجائے اور گیارہ بارہ تاریخ یہیں گذارے،

طوافِ زیارت کے شرائط

① اسلام ② بلوغ ③ حج کا احرام اس طواف سے پہلے باندھنا ④ اس طواف سے پہلے وقوفِ عرفہ کرلینا ⑤ طواف کی نیت کرنا ⑥ طواف کا زمانہ اور وقت ہونا ⑦ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف گھومنا، ⑧ خود بلا کسی کی امداد کے طواف کرنا (لیکن اگر احرام سے پہلے کوئی شخص بیہوش ہوگیا اور اس کو طواف کے وقت تک ہوش نہ آیا تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص طوافِ زیارت کرسکتا ہے،

طوافِ زیارت کے مسائل

مسئلہ؛ یہ طواف رمی اور حجامت کے بعد کرنا سنت ہے،

مسئلہ؛ یہ طواف آخر عمر تک بھی کر سکتا ہے، اس لئے اگر کوئی بغیر طواف کئے مر جائے تو وصیت واجب ہے، بلا عذر تاخیر کا گناہ سر پر رہے گا،

مسئلہ؛ طوافِ زیارت کے بعد اپنی زوجہ سے صحبت وغیرہ حلال ہو جاتی ہے، اگر کسی نے یہ طواف نہ کیا تو اس کے لئے صحبت حلال نہ ہوگی، خواہ سالہا سال گذر جائیں، طواف کے بعد ہی حلال ہوگی،

مسئلہ؛ اگر کوئی حجامت سے پہلے یہ طواف کر لے تو ممنوعاتِ احرام میں سے کوئی چیز بھی اس کے لئے حلال نہ ہوگی، حلال حجامت سے ہوتی ہے، طواف سے نہیں،

مسئلہ؛ اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی وجہ سے ان دنوں میں طواف نہ کر سکی تو پاک ہونے کے بعد کر لے، اس پر دم واجب نہ ہوگا،

مسئلہ؛ عورت بارہ [۱۲] ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب سے اتنی دیر پہلے پاک ہوگئی کہ آفتاب غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجدِ حرام میں جا کر پورا طواف یا صرف چار پھیرے کر سکتی ہے،

پھر بھی اس نے نہیں کیا تو دم دینا واجب ہے، اور اس سے کم وقت ہے تو دم دینا واجب نہیں،

مسئلہ؛ عورت کو اندازہ ہے کہ عنقریب حیض آنے والا ہے اور اتنی دیر باقی ہے کہ پورا طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے، لیکن اس نے نہیں کیا اور حیض آگیا، پھر ایامِ نحر گذرنے کے بعد پاک ہوئی، تو دم واجب ہوگا، اور چار پھیروں سے کم وقت ہے تو کچھ واجب نہ ہوگا،

مسئلہ؛ اگر کوئی ایسا مریض ہے جو خود طوافِ زیارت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ایسا آدمی ہے جو اس کو اٹھا کر طواف کرادے اور بارہ[۱۲] ذی الحجہ کا دن بھی گذر گیا تو اس تاخیر کی وجہ سے جزا لازم نہیں ہوگی، (زبدۃ المناسک)

۴ — و — ۵

چوتھے اور پانچویں دن

یعنی

گیارہ بارہ ذی الحجہ کے

احکامات و مسائل

جمراتِ ثلثہ کی رمی ؛ ؛ ؛

منیٰ سے مکہ معظمہ واپسی ،

④

چوتھے دن یعنی گیارہ ذی الحجہ کے احکامات و مسائل

طوافِ زیارت کے بعد اب منیٰ میں گیارہ بارہ تاریخ کی رمی صرف آپ کے ذمہ واجب ہے، زوالِ آفتاب کے بعد آپ گیارہ تاریخ کو رمی اس ترتیب سے کریں، پہلے

جمرۂ اُولیٰ پر ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں، کنکریاں مار کر ہجوم سے ایک طرف ہٹ کر قبلہ رُو کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دُعاء مانگیں، دعاء کم از کم اتنی دیر مانگیں جتنی دیر میں قرآن کریم کی بیس آیتیں پڑھ سکتے ہیں، دعاء کے وقفہ میں تکبیر، تہلیل، درود شریف وغیرہ بھی پڑھتے رہیں، اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب اور دنیائے عالم کے مسلمانوں کے لئے دعاء کیجئے، اس کے بعد

جمرۂ وسطیٰ پر آکر ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریئے، اور مجمع سے ہٹ کر دعاء کیجئے، اس کے بعد

جمرۂ اخریٰ پر سات کنکریاں ماریئے اور کنکریاں مار کر بغیر دعاء مانگے واپس آجایئے،

یاد رکھئے جمرۂ اُولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد دعاء مانگنا سنت ہے، اور جمرۂ اخریٰ کی رمی کے بعد دعاء نہ مانگنا سنت ہے،

(۵)

پانچویں دن یعنی بارہ ذی الحجہ کے
احکامات و مسائل

حج کے پانچویں دن بھی صرف تینوں جمرات کی رمی کرنی ہے، اور بالکل اسی ترتیب سے جیسے کہ گیارہ ذی الحجہ کو کی ہے،
یعنی پہلے جمرۂ اولیٰ کی اس کے بعد وسطیٰ کی پھر اُخریٰ کی،
بارہ[۱۲] کی رمی کے بعد آپ کو اختیار ہے دل چاہے تو مکہ جاسکتے ہیں لیکن غروب آفتاب سے پہلے پہلے،
اگر غروب منیٰ میں ہو جائے تو پھر رات منیٰ ہی میں گذارنی چاہیے، اور تیرہ[۱۳] کو تینوں جمرات کی رمی کر کے مکہ جائے،

—— یاد رکھئے ——

تیرہ[۱۳] تاریخ کی رمی واجب نہیں بلکہ افضل ہے، لیکن اگر تیرہ تاریخ کی صبح کسی کو منیٰ میں ہو جائے تو اس تاریخ کی رمی واجب ہو جاتی ہے، اگر کوئی رمی کئے بغیر مکہ چلا جائے گا تو دم دینا پڑے گا،

منیٰ سے مکہ معظمہ کو واپسی؛

بارہ ۱۲ یا تیرہ ۱۳ ذی الحجہ کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ واپس آجائیں، مکہ آتے ہوئے راستہ میں محصّب ایک وادی ہے، یہاں اب آبادی ہوگئی ہے، آجکل اس کو معابدہ کہتے ہیں، جو جنت المعلیٰ کے متصل منیٰ کی جانب دو پہاڑوں کے درمیان ہے، اگر پیدل ہو تو یہاں کچھ دیر ٹھیر کر دعاء کرے اور سواری پر سوار ہو تو چلتے چلتے ہی دعاء کرلے، دعاء نہ کرنا بُرا ہے،

افضل تو یہ ہے کہ یہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی چار نمازیں پڑھے، عشاء پڑھ کر کچھ دیر سو جائے یا لیٹ ہی جائے اس کے بعد مکہ آئے، مگر آجکل یہ ناممکن سی بات ہوگئی ہے، کیونکہ اکثر حجاج تیز رفتار سواری پر ہوتے ہیں، اور ان میں بھی اکثریت ایسے حجاج کی ہوتی ہے جنھیں وادیِ محصّب کا معلوم ہونا بڑی بات ہے، البتہ جو لوگ کئی حج کر چکے ہوں، یا حج سے پہلے پہونچ کر زیارتیں کر چکے ہوں ان سے پتہ چل سکتا ہے،

مکہ معظمہ پہونچ کر جتنے دن بھی قیام کا موقع ملے غنیمت سمجھیں اور حرم شریف کی فرض نمازوں کا جماعت سے اہتمام رکھیں،

ایامِ تشریق یعنی تیرہ ۱۳ ذی الحجہ کے بعد اپنی طرف سے نفلی طواف اور عمرے کر کے ان کا ثواب اپنے والدین اور عزیز و اقارب، اپنے

استاذ، پیرومرشد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو پہونچاتیں، عمرہ کا بہت ثواب ہے، لیکن ایّامِ تشریق میں عمرہ کرنا مکروہ ہے، اور صدقہ، خیرخیرات بھی کرتا رہے، نفل روزے بھی حسبِ توفیق وطاقت رکھتا رہے،

ہدایت

حرم شریف میں ایک قرآن مجید ختم کرنا بھی مستحب ہے، اہلِ مکّہ کے ساتھ حُسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آئیں، اُن پر بیکار نکتہ چینی نہ کریں، بلکہ ان کی تعظیم وتکریم کریں، کیونکہ وہ اللہ کے گھر کے پاسبان ہیں،

بیت اللہ شریف کے اُن مقامات پر بھی مکروہ وقت کے علاوہ کوشش کرکے نوافل پڑھیں، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھے ہیں، اور مقاماتِ قبولیت میں دعاء کرے، قابلِ زیارت مقامات اور مساجد کی زیارت بھی کرے، جن کا بیان اگلے صفحات میں آرہا ہے،

اس کے بعد جب رخصت کا وقت آئے تو طوافِ وداع کرکے رخصت ہو جائیں، طوافِ وداع کا بیان ص۳۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

احکاماتِ حج ختم ہوئے

آٹھواں باب ۸

اس باب میں مندرجہ ذیل مختلف مضامین بیان کئے گئے ہیں

بیت اللہ شریف کے مقاماتِ قبولیت

اور

مکہ معظمہ کی مساجد اور قابلِ زیارت مقامات

- بیت اللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کن مقامات پر نماز پڑھی ہے،
- مکہ معظمہ اور بیت اللہ کے مقاماتِ قبولیت،
- مکہ میں رہتے ہوئے جو شخص تین کام چھوڑ دے وہ محروم ہے
- زمانۂ نبوی سے اب تک تین چیزیں بعینہٖ موجود ہیں،
- مکہ معظمہ کی مساجد و دیگر قابلِ زیارت مقامات،
- طوافِ وداع،

بیتُ اللہ شریف کے وُہ مقامات

جہاں رسُول اللہ صَلیَّ اللہ عَلیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے؛

ویسے تو مسجد حرام (بیت اللہ) کی ساری جگہ متبرک اور مقدس ہے، لیکن اُن مقامات میں کوشش کر کے نماز ضرور پڑھنی چاہیئے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے، اُن مقامات کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) خانۂ کعبہ کا اندرونی حصہ (۲) مقامِ ابراہیم کے پیچھے (۳) حجرِ اسود کے سامنے (۴) مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ میں (۵) رکنِ عراقی کے قریب، حطیم اور بیت اللہ کے درمیان والی جگہ میں (جہاں سے حطیم میں داخل ہوتے ہیں) (۶) دروازۂ کعبہ کے پاس والے گڑھے کے قریب جس کو مقامِ جبرئیل اور جبرئیل کی امامت کی جگہ بھی کہتے ہیں، یہاں حضرت جبرئیلؑ نے اوقاتِ نماز بتلانے کے لئے امامت کی تھی، ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ کے وقت گارہ وغیرہ یہیں بناتے تھے؛ اور یہ کوئی بعید بات نہیں، کیونکہ تعمیر امامتِ جبرئیل سے صدیوں پہلے ہوئی ہے، (اس جگہ اب گڑھا بند کر کے علامت اور نشانی کے طور پر رنگین پتھر لگا دیئے گئے ہیں) (۷) بیت اللہ کے دروازہ کے سامنے (۸) حطیم خصوصًا میزابِ رحمت کے نیچے (۹) رکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان (۱۰) رکنِ شامی کے نزدیک اس طرح کہ باب العمرہ نماز پڑھتے وقت پیچھے ہو (۱۱) رکن یمانی کے پاس جو مصلّٰی آدم بھی کہلاتا ہے؛

مکّہ معظمہ اور بیت اللہ وغیرہ کے مقاماتِ اجابت

خانۂ کعبہ اور اس کے قرب وجوار میں بہت سے ایسے متبرک مقامات ہیں جہاں دُعا قبول ہوتی ہے وہ مقامات یہ ہیں :-

(۱) طواف کرتے وقت (۲) ملتزم (یعنی دروازۂ کعبہ اور حجر اسود کی درمیانی جگہ) (۳) میزاب رحمت کے نیچے (۴) بیت اللہ شریف کے اندر (۵) چاہِ زمزم کے پاس (۶) مقامِ ابراہیم کے پاس (۷، ۸) صفا اور مروہ پر (۹) سعی کرتے وقت خصوصاً میلین اخضرین کے درمیان (۱۰) میدانِ عرفات میں (۱۱) مزدلفہ میں خصوصاً مشعرِ حرام کے پاس (۱۲) منیٰ کی مسجدِ خیف میں (۱۳) جمراتِ ثلثہ پر کنکریاں مارتے وقت، (۱۴) مطاف یعنی خانۂ کعبہ میں طواف کرنے کی ساری جگہ (۱۵) بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت (۱۶) حطیم (۱۷) حجر اسود اور رکنِ یمانی کا درمیانی حصّہ (۱۸) مستجار یعنی رکنِ یمانی اور خانۂ کعبہ کے اس بند دروازے کے درمیان جس کا نشان موجودہ دروازے کی پشت پر نظر آتا ہے، (۱۹) بابِ کعبہ کے سامنے،

مکّہ معظمہ کے قابلِ زیارت مقامات

(۱) مکان ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، جس میں جنّت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں،

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت تک اسی مکان میں قیام فرما رہے، یہ مکان مسجدِ حرام یعنی خانۂ کعبہ کے بعد مکہ معظمہ میں سب سے افضل ہے، اس میں اب قرآن کریم کا مدرسہ قائم ہے اور سوقِ معلّیٰ کے اندر ایک گلی میں واقع ہے، اس گلی میں صرافوں کی دکانیں ہیں،

(۲) مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی جگہ، اس جگہ ایک لائبریری بنی ہوئی ہے، اس جگہ کو شعبِ علی کہتے ہیں، اب جدید تعمیرات کی وجہ سے یہ جگہ لبِ سڑک آگئی ہے، اس سڑک کا نام شارع مَلِک سعود ہے۔

(۳) بیت ابو بکر الصدّیق رضی اللہ عنہ، یہ زقاق صواغین (یعنی سناروں کے بازار) میں تھا، اب اس مکان کی جگہ مسجد بنی ہوئی ہے، یہ مسجد محلہ مسفلہ میں ہے، اس مکان میں دو پتھر تھے، ایک متکلّم؛ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تھا، دوسرا متّکا؛ اس پر آپؐ نے تکیہ لگایا تھا،

(۴) مولد علی کرم اللہ وجہہ۔ یہ حضرت علیؓ کی پیدائش کی جگہ ہے،

شعب بنی ہاشم میں مولد النبیؐ سے جنوب کی طرف ہے،

⑤ **دار ارقم**: یہ مکان صفا پہاڑ سے متصل ہے جہاں بہت سے کتب خانے ہیں، وہیں ایک دروازے پر موٹے حروف میں "دارِ ارقم" لکھا ہوا ہے، ابتداءِ اسلام میں یہی مکان تبلیغِ اسلام کا مرکز تھا، اسی مکان میں حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے تھے، اگر تبلیغِ اسلام کا ابتدائی دور آنکھوں میں ہو تو اس مکان کو دیکھتے ہی سارا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے، مکہ کے قدیم باشندے یہ بھی کہتے ہیں کہ اصل جگہ صفا کی توسیع میں آگئی ہے، پھر بھی یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ جگہ آس پاس تھی،

⑥ **جنت المعلیٰ**: یہ مکہ معظمہ کا مشہور قدیم قبرستان ہے، جو مدینہ منورہ کے قبرستان بقیعؓ کے سوا دنیا کے سب قبرستانوں سے افضل ہے،

اس کے ۲ دو حصے ہیں، دونوں کے درمیان سے ایک سڑک گذرتی ہے، ایک حصہ قدیم کہلاتا ہے، جس میں حضورؐ کی زوجۂ مطہرہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور صاحبزادے حضرت قاسمؓ، آپؐ کے جدِ امجد عبدالمطلب اور چچا ابوطالب اور بہت سے نامعلوم الاسم صحابۂ کرامؓ اور بزرگانِ دین کے مزارات ہیں، اسی احاطہ میں ایک اور احاطہ ہے، اس کے دروازہ کے باہر شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ، اور مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی رحمہ اللہ مصنف اظہار الحق (ردِّ عیسائیت) وبانی مدرسۂ صولتیہ مکہ معظمہ کے مزارات ہیں، ان کے معلوم کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ مدرسۂ مذکورہ میں اگر کسی سے

واقفیت ہو تو ہمراہ لے کر چلا جائے،
دوسرے حصہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور بہت سے نامعلوم الاسم صحابۂ کرام و بزرگانِ دین آسودۂ رحمت ہیں، پہلا حصہ اب عام مسلمانوں کے لئے بند کردیا گیا ہے، دوسرے حصہ میں مکہ معظمہ میں فوت ہونے والے عام مسلمان اور حجاج دفن ہوتے ہیں، اس قبرستان کی زیارت بھی مستحب ہے،

قبرستان میں حاضری کے وقت یہ دُعا پڑھنا مسنون ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ ۥ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ۥ (ترمذی)

"اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، اور اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش فرمادے، تم ہم سے پہلے آگئے ہو ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں"

مکہ معظمہ کے مقدس اور خاص پہاڑ

(۱) غارِ حرا : یہ وہ مشہور پہاڑ ہے جس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نبوت اعتکاف فرمایا کرتے تھے، آپؐ یہاں اعتکاف کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے، کہ اللہ کے مقرب فرشتے جبرئیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے، اور آپؐ کو نبوت کا تاج پہنایا گیا، اس پہلی وحی میں قرآن پاک کی یہ آیتیں نازل ہوئیں :-

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

عَلَقٍ ۞ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ گویا اسلام اور قرآن پاک کے نزول کی ابتداء یہیں سے ہوئی، اس پہاڑ کو جبلِ نور بھی کہتے ہیں، یہ مکہ معظمہ سے منیٰ جلتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے، اس کے دامن تک لاریاں وغیرہ جاتی ہیں بہت سے اللہ کے بندے اوپر بھی زیارت کرنے جاتے ہیں، یہ مقام خوؔد چودہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی اپنی اسی حالت پر ہے جس حالت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا،

(۲) غارِ ثور؛ یہ وہ مشہور پہاڑ ہے جس کے غار میں ہجرت کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفیقِ سفر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تین روز قیام پذیر رہے تھے، قرآن پاک کی آیت ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ میں اسی غار کا ذکر ہے، اس کی چڑھائی غارِ حرا سے زیادہ ہے، اور مکہ سے فاصلہ بھی تقریباً تین میل ہے، ہمت و طاقت ہو تو اس کی بھی زیارت کرنی چاہئے، لیکن حج کے بعد ہو تو اچھا ہے، اور فجر کی نماز حرم شریف میں پڑھ کر فوراً چلا جانا چاہئے تاکہ ظہر کی نماز حرم شریف میں جماعت سے پڑھ لے، اس کی زیارت میں سب سے زیادہ حرم شریف کی باجماعت نماز کا خیال رکھنا چاہئے، کیونکہ یہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے،

(۳) جبلِ ابی قبیس؛ یہ پہاڑ حرم شریف میں سے نظر آتا ہے، بعض روایتوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب پہاڑوں سے پہلے

اسی پہاڑ کو پیدا فرمایا، زمانہ جاہلیت میں اس کا نام امین تھا، کیونکہ حجراسود طوفانِ نوح کے وقت سے یہیں رکھا ہوا تھا، ایک شخص ابو قبیس نامی نے سب سے پہلے اس پر مکان بنایا تو اس کو "جبلِ ابو قبیس" کہنے لگے،

بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ شق القمر کا مشہور معجزہ اسی پہاڑ پر ہوا تھا، یہاں ایک مسجد بھی بنی ہوتی ہے جو عوام میں مسجدِ بلال کے نام سے مشہور ہے، اس مسجد کے قریب وہ جگہ بھی ہے جہاں شق القمر کا محیر العقول معجزہ پیش آیا تھا، ہوسکتا ہے کہ "یہ مسجدِ ہلال" ہو اور زمانہ گذرتے گذرتے بدل کر "مسجدِ بلال" کہنے لگے ہوں،

بعض تاریخی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ یہ جگہ اونچی ہے اس لئے چاند یہیں سے دیکھا کرتے تھے، اس لئے بھی مسجدِ ھلال کہہ سکتے ہیں، واللہ اعلم،

(۴) غارِ مرسلات: یہ غار مسجدِ خیف کے قریب ایک پہاڑ میں ہے، جہاں سورۂ مرسلات کا نزول ہوا،

مکہ معظمہ اور اس کے قرب و جوار کی مساجد

(۱) مسجد الرایہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکہ کے دن اپنا جھنڈا یہاں نصب فرمایا تھا، یہ جنت المعلیٰ کے راستہ میں ہے،

(۲) مسجد الجن: اس جگہ جنوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک سن کر اسلام لائی تھی، یہ مسجد سوق المعلیٰ یعنی

اُس بازار میں ہے جو جنّت المعلیٰ کو جاتا ہے، قرآن پاک کی سورۂ جنّ میں اس واقعہ کا ذکر ہے،

(۳) **مسجد الشجرہ**؛ یہ مسجد الجنّ کے بالکل سامنے ہے،

(۴) **مسجدِ بلال**؛ جبلِ ابی قبیس پر ہے، جو حرم شریف میں سے بھی نظر آتی ہے،

(۵) **مسجدِ تنعیم**؛ یہ مسجد مکۂ مکرمہ سے تین میل شمال کی جانب ہی، اس جگہ سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں، اس کا دوسرا نام "مسجدِ عائشہ" بھی ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ یہیں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئی تھیں، حرم شریف کے باہر لاری والے "چھوٹا عمرہ" کر کے اسی مسجد کے لئے آواز لگاتے ہیں،

(۶) **مسجد ذی طویٰ**؛ یہ مسجد تنعیم کے راستہ میں ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں یہاں اُترے تھے،

(۷) **مسجدِ خیف**؛ منیٰ میں سب سے بڑی مسجد ہی، جس میں ایک روایت کے مطابق ستّر انبیاء نے نماز پڑھی ہے، ان میں موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں، اور ستّر انبیاء مدفون ہیں،

(۸) **مسجدِ عقبہ**؛ یہ مسجد منیٰ کے قریب ہی، اور مکّہ سے منیٰ جاتے وقت بائیں جانب راستہ سے ہٹی ہوئی ہے، اس کا دوسرا نام "مسجد البیعت" ہی،

(۹) **مسجد الضبّ**؛ منیٰ میں مسجدِ خیف کے قریب ہے،

(۱۰) **مسجد الکبش**؛ یعنی منحرِ ابراہیم، جس جگہ اسمٰعیل علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کرنے کے لئے لٹایا تھا،

(۱۱) مسجد[۱۱] مشعر الحرام: یہ مزدلفہ کی مشہور مسجد ہے،

(۱۲) مسجد[۱۲] نمرہ: عرفات کی مشہور مسجد ہے، اس کو "مسجد ابراہیم" بھی کہتے ہیں،

(۱۳) مسجد[۱۳] جعرانہ: یہ مسجد طائف کے راستہ میں مکہ سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے، حرم شریف کے باہر لاری والے "بڑا عمرہ" کر کے اسی مسجد کے لئے آواز لگاتے ہیں، کیونکہ یہ تنعیم کے مقابلہ میں زیادہ فاصلہ پر ہے، اس لئے بڑا عمرہ کہتے ہیں، ورنہ تنعیم سے عمرہ کی فضیلت زیادہ ہے،

(۱۴) مسجد[۱۴] خالد: مکہ معظمہ کے مشہور محلہ حارۃ الباب میں ہے،

ان میں سے بہت سی مسجدیں ایسی ہیں کہ جن کا پتہ چلنا مشکل ہے، ویسے زیارت فرض یا واجب نہیں مستحب ہے، اس لئے جن کا آسانی سے پتہ چل جائے ان کی زیارت کر لے، بہت سی اب معدوم بھی ہوگئی ہیں،

زیارت کی بہتر صورت یہ ہے کہ مکہ کے کسی باشندے کو کچھ پیسے دے کر ساتھ لے لے، اس سے وقت بھی بچے گا اور دقت بھی نہ ہوگی،

مساجد کی زیارت کے وقت اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر دعاء کر کے واپس آجائیں، ورنہ صرف زیارت بھی مستحب ہے، زیارت کے وقت اس کا خیال رہے کہ حرم شریف کی جماعت کی نماز نہ چلی جائے،

مکّہ معظمہ میں رہتے ہوئے
جو شخص تین کام چھوڑ دے
وہ محرُوم ہے

اوّل ؛ کسی کو دو روز گذر جائیں اور بلا عذر کے طوافِ بیت اللہ نہ کرے،

دوسرے ؛ عمرہ کرنے کے بعد حَلَق (یعنی حجامت) نہ کرائے،

تیسرے ؛ مکّہ معظمہ میں روزہ رکھ کر افطار زمزم سے نہ کرے،

(عمدۃ المناسک شرح زبدۃ المناسک)

حج اور زیارت سے فراغت کے بعد اگر حکومت نے آپ کے معلّم کو روانگی کا وقت بتلا دیا ہو تو معلّم آپ کے حسبِ منشا سواری کا انتظام کرے گا، جب انتظام ہوجائے تو بادلِ ناخواستہ روتے ہوئے طوافِ وداع کر کے رُخصت ہوجائیے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

آٹھواں باب ختم ہوا

نواں باب ۹

اِس باب میں مندرجہ ذیل مختلف مضامین کا بیان ہے:۔

(۱) حجِ بدل کا بیان

○ کیا کسی نیک کام کا ثواب مُردہ کو پہونچتا ہے؟ ○ حج بدل کی فضیلت، ○ عبادت کی قسمیں ○ حج پر قادر نہ رہنے اور عاجز ہو جانے کی صورتیں، ○ حجِ بدل کرانے کے شرائط ○ حجِ بدل کے کچھ ضروری مسائل ○ حج کی وصیت کے مسائل

(۲) طوافِ وداع کا بیان

○ طوافِ وداع کا طریقہ، ○ طوافِ وداع کے مسائل،

(۳) عمرہ کا بیان

○ عمرہ کی تعریف و فضیلت ○ رمضان میں عمرہ کی فضیلت ○ عمرہ کا طریقہ، ○ فرائض و واجباتِ عمرہ ○ اور عمرہ کے دیگر ضروری مسائل،

(۴) حج فوت ہو جانیکے مسائل (۵) محصر یعنی حج سے رُک جانیکے مسائل

باب ۹

(۱)

حجِ بدل کا بیان

کیا کسی نیک کام کا مُردے کو ثواب پہنچتا ہے؟

حجِ بدل کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہر شخص اپنے کسی بھی نیک عمل اور عبادت کا ثواب کسی دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے خواہ وہ شخص زندہ ہو یا مر چکا ہو،

عبادت خواہ مالی ہو جیسے زکوٰۃ، صدقہ فطر وغیرہ، یا بدنی ہو، جیسے نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن وغیرہ، اس قسم کی عبادتوں کا ثواب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو پہونچا سکتا ہے،

ایک صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہؐ جب میرے ماں باپ زندہ تھے تو میں ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا کرتا تھا، اب وہ انتقال کر چکے ہیں میں ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا چاہتا ہوں، تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب اپنے لئے نماز پڑھو تو انکے لئے بھی (نفل) پڑھو، یعنی نماز پڑھ کر اس کا ثواب ان کو پہنچاؤ، اور جب اپنے لئے روزے رکھو تو ان کے لئے بھی (نفل) روزے رکھو،

ایک اور صحابی نے دریافت کیا کہ ہم اپنے مُردوں کے لئے صدقہ کرتے ہیں، حج کرتے ہیں، ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، کیا یہ اُن تک پہونچتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا پہونچتا ہے، اور وہ اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تمہیں طباق میں کوئی ہدیہ پیش کیا گیا ہو،

اس سے معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب جائز ہے، اور اس کا ثواب مُردوں کو پہونچتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے خالص اللہ کی رضا اور خوشنودی کی نیت سے عبادت کرے، اس کے بعد اس کا ثواب اس طرح بخش دے "یا اللہ میری اس عبادت کا ثواب فلاں شخص کو بخش دیجئے"۔

اسی طرح حج اور عمرہ کا بھی ثواب پہونچایا جا سکتا ہے، اور اس کی ۲ دو صورتیں ہیں، ایک ۱ صورت تو یہ ہے کہ آدمی نفلی حج یا عمرہ کر کے کسی کو ثواب پہونچا دے، دوسری ۲ صورت یہ ہے کہ کسی شخص پر حج فرض ہے اور وہ حج پر جانے سے معذور ہے تو وہ اپنی طرف سے کسی کو حجِ بدل کرا دے حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ میرے والد پر ایسی حالت میں حج فرض ہوا ہے، جب وہ اتنے بوڑھے ہو گئے ہیں کہ سواری پر سوار بھی نہیں ہو سکتے کیا میں ان کی طرف سے حجِ بدل کر لوں؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں، ان کی طرف سے حج کرو، (مشکوٰۃ)

ایسے ہی اگر کوئی شخص مر چکا ہو تو اس کی طرف سے بھی حج کیا جا سکتا ہے، حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ

میری ہمشیرہ نے حج کی نذر کی تھی، حج کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا تو اب کیا کیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا اگر اس کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو تم اس کو ادا کرتے یا نہ کرتے؟ انھوں نے جواب دیا حضورؐ ضرور ادا کرتا، آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ اللہ کا قرض ہے اس کو بھی ادا کرو (مشکوٰۃ)

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک صحابیہ خدمتِ نبویؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں، اور کہا یا رسول اللہؐ میرے والدین پر حج فرض ہوگیا ہے مگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے، تو کیا (ایسی صورت میں) ان کی طرف سے میں حج کرلوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دیدی (بخاری، مسلم)

حجِ بدل کی فضیلت

موقع اور محل کی مناسبت سے حجِ بدل کی فضیلت سے متعلق چند حدیثوں کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:۔

(۱) ایک حج (بدل) کے عوض تین آدمی جنت میں جائیں گے:۔ مردہ[۱] (یا جس کی طرف سے حج کیا جائے)، حج کرنے والا[۲]، حجِ بدل... کرانے والا[۳]،

(۲) جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے اس کو اور جس کی طرف سے حج کر رہا ہے دونوں کو برابر ثواب ملتا ہے،

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی میت کی طرف سے حج (بدل) کیا تو میت کے لئے ایک حج (کا ثواب) لکھا جائے گا اور حج کرنے والے کے لئے سات کا ہوگا،

④ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے والدین کے لئے حج کیا تو اس کے دس حج شمار ہوں گے،

⑤ جس شخص نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا یا ان کی طرف سے قرض ادا کیا تو وہ قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ اٹھے گا،

ان بیان کردہ حدیثوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ حجِ بدل کا بہت زیادہ ثواب ہی، اور ثواب کی زیادتی کا دار ومدار حج کرانے اور کرنے والوں کی نیت اور خلوص پر ہے، اس لئے اگر کوئی سعادت مند بیٹا اپنے والدین کی طرف سے کسی کو حج (بدل) کرادے یا ان کی طرف سے خود حج کرے تو بڑا ثواب کا کام ہے، اور جب کہ والدین میں سے کسی ایک پر حج بھی فرض ہو چکا ہو اور انھوں نے مرنے سے پہلے وصیت نہ کی ہو تو ایسی صورت میں اولاد پر ان کی طرف سے حج کرادینا مستحب ہے۔

فضائلِ حجِ بدل کے بعد یہ مسئلہ واضح کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عبادات کی تین ۳ قسمیں ہیں:۔ مالی ۱، بدنی ۲، مالی اور بدنی دونوں کا مجموعہ ۳ ان تینوں کا مسئلہ یہ ہے کہ:۔

عبادتِ مالی! جیسے زکوٰۃ، صدقہ فطر، یہ عبادت کسی نائب اور وکیل کے ذریعہ ادا کی جاسکتی ہے،

عبادتِ بدنی؛ جیسے نماز، روزہ، یہ کسی نائب اور وکیل کے ذریعہ ادا نہیں ہو سکتیں،

عبادتِ بدنی اور مالی کا مجموعہ؛ جیسے حج، یہ نائب کے ذریعہ صرف اس وقت کرایا جا سکتا ہے کہ جس پر حج فرض ہے وہ اس کے ادا کرنے پر قادر نہ رہا ہو، اور اگر خود قادر رہے تو پھر نائب سے نہیں کرا سکتا، قادر نہ رہنے کی صورتیں شرعاً یہ ہیں:-

حج پر قادر نہ رہنے اور عاجز ہو جانے کی صورتیں

(۱) موت آجانا (۲) کسی کی قید میں ہونا (۳) ایسا مرض لگ جانا جس کے آرام ہونے کی امید نہ ہو، جیسے فالج گر جانا، ایسا نابینا ہو جانا کہ آپریشن سے بینائی واپس آنے کی بھی امید نہ رہے، (۴) ایسا بوڑھا ہو جانا کہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہ رہے (۵) عورت کے ساتھ جانے کے لئے کوئی محرم نہ ہو (۶) راستہ میں امن نہ ہونا،

اگر ان میں سے کوئی عذر مرتے وقت تک باقی رہے تو پھر اپنی طرف سے کسی کو حج بدل کرائے یا مرتے وقت اپنے ورثاء کو وصیت کر دے کہ میرے بعد کسی کو حج کرا دینا،

اگر موت سے پہلے عذر جاتا رہا تو پھر خود حج کرنا ہوگا،

حجِ بدَل کرانے کے شرائط

جس شخص پر حج فرض ہو گیا ہو اور وہ کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے حج کو جانے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اپنی طرف سے کسی کو حجِ بدَل کے لئے بھیج دے، اِس حجِ بدَل کرانے کے لئے کچھ شرائط ہیں، مثلاً :-

① جس کی طرف سے حج کیا جائے اس پر حج فرض ہو ② خود حج پر جانے سے معذور ہو ③ یہ عذر اس کا مرتے وقت تک باقی رہے، ④ اپنی طرف سے حج پر جانے والے کو خود اجازت دے ⑤ حج پر بھیجنے والے کے سارے مصارف یا اکثر خود ادا کرے ⑥ حجِ بدَل پر جانے والا آمر کی طرف سے احرام کی نیت کرے ⑦ ایک ہی آمر کی طرف سے نیت کرے ⑧ وہی شخص حج کرے جس کو آمر نے حکم کیا ہو،

⑨ آمر جس جگہ رہتا ہے اسی کے ملک کی میقات سے احرام باندھے،

⑩ حجِ بدَل کرنے والا مسلمان، عاقل، بالغ ہو، مجنون اور نابالغ نہ ہو،

⑪ آمر نے جس قسم کے حج کا حکم دیا ہو وہی کرے ⑫ اجرت یا ٹھیکہ پر حج نہ کرائے، بلکہ یوں کہے کہ یہ تمھارا سفر خرچ ہے، اگر کم پڑ جائے تو اور دیدوں گا، اور اگر بچ رہے تو میری طرف سے ہبہ ہے،

حج بدل کے کچھ ضروری مسائل

حج بدل کے مسائل سے پہلے یہ یاد رکھئے کہ جو شخص حج بدل کو بھیجے اس کو آمر کہتے ہیں، اور حج پر جانے والے کو مامور کہتے ہیں، اس تشریح کے بعد مسائل ملاحظہ فرمائیں،

مسئلہ: کسی شخص نے اپنے اوپر حج فرض ہونے سے پہلے کسی کو حج کرادیا اس کے بعد مالدار ہوا تو دوبارہ حج کرانا فرض ہی، پہلا حج نفل ہوگا،

مسئلہ: حج بدل کرنے والا نیت کرتے وقت آمر (یعنی حج کرانیوالے) کی طرف سے نیت کرے، نیت چاہے دل سے کرے یا زبان سے دونوں طرح درست ہے، مثلاً یوں نیت کرے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ عَنْ فُلَانٍ وَ اَحْرَمْتُ بِهٖ لِلّٰهِ تَعَالٰی عَنْهُ لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ عَنْهُ، فلاں کی جگہ جس کی طرف سے حج کررہا ہے نام لے یا تصوّر کرلے،

مسئلہ: نیت کرتے وقت اگر آمر (حج کرانے والے) کا نام بھول گیا تو اس کی طرف سے صرف نیت بغیر نام کے بھی کافی ہے،

مسئلہ: کسی نے ابھی اپنا حج فرض ادا نہیں کیا اگر وہ کسی کی طرف سے حج کرے تو حج ہو جائے گا، مگر مکروہ ہے،

مسئلہ: حج بدل ایسے شخص سے کرانا افضل ہے جو عالم باعمل اور

مسائل سے خوب واقف ہو،

مسئلہ: حجِ بدل کرنے والے کو آمر اتنا سفرِ خرچ دے کہ آمر کے وطن مامور (حج کرنے والا) پہونچ جائے،

مسئلہ: حج بدل کرنے والے کو آمر کے مال میں سے کسی کی دعوت کرنا یا کھانا کھاتے وقت اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنا یا آمر کے مال میں سے خیرخیرات کرنا یا کسی کو قرض دینا بلا آمر کی اجازت کے جائز نہیں،

مسئلہ: مامور حج سے فراغت کے بعد اپنی طرف سے اگر عمرہ کرے تو جائز ہے، لیکن عمرہ میں خرچ اپنی جیب سے کرے،

مسئلہ: ذی الحجہ کے مہینہ سے پہلے اگر مامور مکہ پہونچ جائے تو آمر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے خرچ کرنا جائز نہیں، ؎

مسئلہ: مرد کی طرف سے عورت ـــــ اور عورت کی طرف سے مرد حجِ بدل کرسکتا ہے،

حجِ بدل کا ایک ضروری مسئلہ

آمر کے وطن سے جو میقات پڑتی ہے وہیں سے حج کا احرام باندھے،

؎ مگر چونکہ آجکل حج پر جانا اختیار میں نہیں ہوتا، حکومت کی مرضی پر ہے جب چاہی بھیجدی اس لئے احتیاط کی بات یہ ہے کہ آمر سے اجازت لیلے ۱۲ اشش

اور آمر کے حکم کی مخالفت نہ کرے، چنانچہ اگر آمر نے حج کے لئے کہا تھا اور مامور نے تمتّع کا احرام باندھ لیا تو ضمان دینا ہوگا، اور حج مامور کا ہوگا، آمر کا نہ ہوگا، اسی طرح افراد کی جگہ قِران کرلیا تو اس میں بھی مخالفت ہوگئی، لہٰذا آمر کا روپیہ واپس کرنا ہوگا، البتہ اگر آمر نے اجازت دی ہو تو درست ہے، مگر پھر بھی دمِ قِران خود اپنے مال سے دینا ہوگا، آمر کے مال سے دینا درست نہیں ہے، اور حجِ بدل میں تمتّع کرنا کسی حال میں درست نہیں ہے، خواہ آمر نے اجازت ہی کیوں نہ دیدی ہو، اس لئے کہ تمتّع کی صورت میں آمر کی میقات سے حج نہ ہوگا، البتہ اگر تمتّع آمر کی اجازت سے کیا ہے تو ضمان سے بچ جائے گا، مگر حج پھر بھی آمر کی طرف سے ادا نہ ہوگا (زبدہ)

ضروری نصیحت

حجِ بدل کو مشغلہ نہ بنایا جائے

حجِ بدل کے اس بیان کو ہم ایک نصیحت پر ختم کرتے ہیں وہ یہ کہ ویسے تو ہر نیک کام میں نیت خالص رکھنی چاہئے، لیکن حج میں اس کا اور بھی زیادہ اہتمام رکھنا چاہئے، اس سفر سے مقصد صرف حج و زیارت اور رضائے مولیٰ ہو، سیر و سیاحت یا دنیوی شہرت و منفعت مقصود نہ ہو، امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اجرت لے کر حجِ بدل کرتا ہے وہ دین کے عمل سے دنیا کما رہا ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو

مستقل مشغلہ اور تجارت نہ بنالے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ دین کے طفیل دنیا تو عطا فرما دیتے ہیں لیکن دنیا کے بدلے دین عطا نہیں فرماتے،

بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سائلوں کی طرح کبھی کسی کے پاس کبھی کسی کے پاس چکّر لگاتے ہیں کہ ہمیں حجِ بدل کو بھیج دیں، اس لئے اس میں احتیاط کی ضرورت ہی،

یہ مسائل اس حجِ بدل کے ہیں جو آدمی اپنے اوپر فرض ہو جانے کے بعد حج پر کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے نہ جاسکے، اور اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص کو بھیج دے،

دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں حج نہیں کرا سکا، تو اپنی طرف سے مرنے سے پہلے حجِ بدّل کی وصیّت کر دے، اس کے متعلق بھی چند ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں،

حج کی وصیت کے مسائل

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو گیا اور اس کو ادا کرنے کا وقت نہ ملا، یا وقت ملنے کے باوجود ادا نہیں کر سکا، تو ایسی صورت میں اس پر حج کرانے کی وصیّت واجب ہے، اگر بلا وصیت کئے مر جائے گا تو گنہگار ہوگا،

لیکن اگر حج فرض ہونے کے بعد اسی سال حج کو چلا اور راستہ میں موت آگئی تو اس صورت میں وصیت واجب نہیں،

مسئلہ: وصیت صرف تہائی مال میں نافذ ہوتی ہے، اس لئے تہائی مال سے حج کرایا جائے گا، چاہے وصیت کرنے والے نے تہائی کی قید لگائی ہو یا نہ لگائی ہو،

البتہ ورثاء اگر بالغ ہوں اور وہ تہائی سے زیادہ دیں تو دے سکتے ہیں

مسئلہ: اگر تہائی ترکہ مصارفِ حج سے زیادہ ہو یا حج کے بعد کچھ روپیہ بچ گیا ہے تو ورثاء کو واپس کرنا واجب ہے، ورثاء کی اجازت کے بغیر حج کرنے والے کو اپنے پاس رکھنا جائز نہیں،

مسئلہ: جو شرائط حجِ بدل کے ہیں وہ وصیت کے مطابق حج کرنے والے کے لئے بھی ضروری ہیں،

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل ہیں، مگر چونکہ ان کی ضرورت کم پڑتی ہے، اس لئے ہم ان چند مسائل پر ہی اکتفاء کرتے ہیں، وقت ضرورت علمائے کرام سے معلومات کرلیں،

(۲)

طوافِ وداع کا بیان

حج سے فارغ ہوجانے کے بعد جب تک مکہ معظمہ میں قیام رہے طواف اور عمرے اور دوسرے نیک کام کثرت سے کرتے رہیں جب مدینہ منورہ یا اپنے وطن واپس ہونے کا وقت آئے تو طوافِ وداع کرکے رخصت ہوں،

یہ طواف آفاقی (مکہ سے باہر رہنے والے) حاجی پر واجب ہے، اگر کوئی شخص بغیر طواف کئے چل دے اور ابھی وہ میقات کے اندر ہو تو واپس آکر طواف کرے، اور اگر میقات سے باہر نکل گیا ہے تو اس کو چاہئے کہ دم دے یا عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے، اس کے بعد طوافِ وداع کرکے چلا جائے، اس صورت میں دَم کا وجوب ساقط ہوگیا،

طوافِ وداع کا طریقہ

اس طواف کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں رمل نہ کرے، اور نہ اس کے بعد سعی کرے، طواف کے بعد نمازِ طواف پڑھے، اس کے بعد قبلہ رُو کھڑا ہوکر خوب پیٹ بھر کر آبِ زمزم پیئے اور کئی سانس میں پیئے،

ہر سانس میں بیت اللہ شریف کی طرف دیکھے، اور اپنے چہرے اور سر اور بدن پر زمزم ملے، زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ ؕ

اس کے بعد ملتزم کے پاس آئے اور داہنا رخسارہ اور سینہ دیوارِ کعبہ پر رکھے اور داہنا ہاتھ بابِ کعبہ کی چوکھٹ کی طرف اوپر کو اس طرح بڑھائے جس طرح ایک غلام اپنے مالک کا دامن پکڑ کر اپنا قصور اور خطائیں معاف کراتا ہے،

غرض یہ کہ اس طرح کعبہ کا پردہ پکڑ کر خوب روئے، گڑگڑائے رونا نہ آئے تو رونے والوں کی صورت بنائے، خوب دُعائیں کرے، پھر کعبہ کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے (کہ یہ مقدس دربار ہم سے چھوٹ رہا ہے، خدا جانے دوبارہ حاضری نصیب ہو یا نہ ہو) اُلٹے پاؤں کسی بھی دروازہ سے باہر آجائے، اور دروازے پر کھڑے ہو کر دعا مانگے، اور یہ دعا پڑھے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِى الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّةَ بَعْدَ الْمَرَّةِ اِلٰى بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمَقْبُوْلِيْنَ عِنْدَكَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ

الْحَرَامِ وَاِنْ جَعَلْتَهٗ اٰخِرَ الْعَهْدِ فَعَوِّضْنِیْ عَنْهُ الْجَنَّةَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

ترجمہ:- "ساری پاکیزہ بابرکت کفایت کرنے والی تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں، یا اللہ مجھے (حج سے) واپسی کے بعد پھر اپنے گھر (بیت اللہ) کی طرف بار بار آنے کی توفیق عطا فرما، اور اے ذوالجلال والاکرام مجھے اپنے مقبول بندوں میں سے بنا لے، اے اللہ تو بیت اللہ کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ بنا، اور اگر یہ آخری زیارت ہے تو مجھے اس کے بدلہ میں جنت عطا فرما، اور رحمت کاملہ نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل و اصحاب پر۔"

طوافِ وداع کے مسائل

یہ طواف مکہ معظمہ سے رخصت کے وقت کیا جاتا ہے،

مسئلہ: طوافِ وداع میقات سے باہر رہنے والے حاجی پر واجب ہے خواہ حج کرنے والا مفرد ہو یا متمتع یا قارن،

مسئلہ: یہ طواف حدِ حرم میں رہنے والے، حیض و نفاس والی عورت اور مجنون و نابالغ پر واجب نہیں، اور صرف عمرہ کرنے والے پر بھی واجب نہیں،

مسئلہ: عورت حیض کی وجہ سے طوافِ وداع (رخصتی طواف) نہ کر سکی، اگر مکہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو واپس آکر طوافِ وداع کرنا واجب ہے، اور آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو پھر واجب نہیں،

مسئلہ: حیض ونفاس والی عورت اگر رخصت کے وقت پاک نہ ہو تو اس سے طوافِ وداع معاف ہو جاتا ہے، ایسی عورت کو چاہئے کہ باب الوداع یا کسی بھی دروازہ پر مسجد سے باہر کھڑی ہو کر دعاء مانگ لے مسجد میں داخل نہ ہو،

۳

عمرہ کا بیان

- عمرہ کی تعریف و فضائل،
- رمضان میں عمرہ کی فضیلت
- عمرہ کا طریقہ
- فرائض و واجباتِ عمرہ
- عمرہ کن دنوں میں مکروہ ہے
- حج اور عمرہ میں فرق،

عمرہ کا بیان

عمرہ کی تعریف عمرہ لغت میں زیارت کے معنی میں آتا ہے، اور شریعت میں میقات یا حِلّ سے احرام باندھ کر طوافِ زیارت اور سعی بین الصّفا والمروہ کرنے کو کہتے ہیں،

عمرہ کے فضائل قرآن مجید اور حدیث شریف میں عمرہ کے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں، اس کو چھوٹا حج کہتے ہیں، اور یہ تمام عمر میں بشرط استطاعت ایک مرتبہ واجب یا سنتِ مؤکدہ ہے، قرآن مجید میں ہے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (پ۲، ع ۸) "اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کیا کرو"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے بڑے فضائل بیان فرمائے ہیں، چند حدیثیں ملاحظہ ہوں،

رمضان میں عمرہ کی فضیلت

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً، (بخاری، مسلم)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کی برابر ہے"

اور مسلم شریف کی روایت میں حَجَّةً مَعِيْ کے الفاظ ہیں یعنی رمضان

میں عمرہ کا ثواب ایسے حج کے برابر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو،

۲ اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا،
(بخاری، مسلم)

"ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان دونوں عمروں کے بیچ میں سرزد ہو جائیں"

ان حدیثوں سے عمرہ کی فضیلت کا اندازہ ہر شخص بخوبی کر سکتا ہے، ان کے علاوہ بعض حدیثوں میں عمرہ اور حج دونوں کی مشترکہ طور پر فضیلت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے اندازہ ہوتا ہے،

۳ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ اِنْ دَعَوْهُ اَجَابَهُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ،
(ابن ماجہ)

"حجاج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگیں تو اس کو قبول فرماتے ہیں اور اگر خطا کی معافی کے لئے دعاء کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف فرما دیتے ہیں"

۴ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالْفِضَّةِ
(ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ)

"عمرہ اور حج ایک ساتھ کیا کرو، کیونکہ وہ دونوں فقر اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو اور سونے چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے"

حدیث نمبر ۴ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ سے نہ صرف یہ

کہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، بلکہ ان دونوں کی برکت سے فقر و فاقہ اور تنگدستی بھی دور ہو جاتی ہے،

۵ مَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ الْمُعْتَمِرِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

"جو شخص عمرہ کی نیت کر کے گھر سے نکلے اور راستہ میں اس کو موت آجائے قیامت تک اس کو عمرہ کا ثواب ملتا رہیگا"

ان احادیث سے عمرہ کی فضیلت اور اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے، اس اہمیت کو واضح کرنے کے لئے ہم ایک واقعہ بیان کر دینا ہی مناسب سمجھتے ہیں:۔

اُم سلمہ رضؓ سے ایک تابعی عورت اُم حکیم رضؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سُنا کہ جو شخص بیت المقدس سے عمرہ باندھ کر آئے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، تو وہ بیت المقدس جا کر احرام باندھ کر آئیں،

اس سے اندازہ کریں کہ پہلے زمانہ میں جبکہ ہمارے زمانہ سے زیادہ نیکی کا چرچا تھا اُس زمانہ میں عورتوں کے اندر دین کا اتنا جذبہ تھا کہ اِس زمانہ کے بڑے سے بڑے مرد میں بھی نہیں پایا جاتا،

دعا ہے حق تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے دین کی محبت اور عمل کی توفیق سے نوازے، آمین،

فضیلت و اہمیت کے بیان کے بعد عمرہ کا طریقہ و مسائل بیان کئے جاتے ہیں:۔

عمرہ کا طریقہ عمرہ کا احرام میقات سے باندھے، اس کی نیت کے الفاظ یہ ہیں:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ، احرام باندھنے کے بعد ممنوعاتِ احرام سے بچتا رہے، تلبیہ پڑھتا رہے، مسجدِ حرام میں بابُ العمرہ یا باب السلام سے داخل ہو کر طواف کرے، جب طواف شروع کرے تو تلبیہ پڑھنا بند کر دے، طواف میں رمل اور اضطباع بھی کرے،

طواف کے بعد دو رکعت نمازِ طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کر کے بابُ الصّفا سے نکل کر حج کی طرح صفا مروہ کی سعی کرے، سعی کر کے حجامت بنوا کر حلال ہو جائے اور سلے ہوئے کپڑے پہن لے سعی کے بعد مسجدِ حرام میں آ کر مطاف کے کنارے دو رکعت نماز نفل پڑھے، نفل کے بعد عمرہ مکمل ہو گیا،

فرائضِ عمرہ عمرہ میں دو فرض ہیں، احرام، طواف، پھر احرام میں تلبیہ اور نیت دونوں فرض ہیں، اور طواف میں صرف نیت فرض ہے،

واجباتِ عمرہ اسی طرح واجب بھی دو ہیں، سعی بین الصّفا والمروہ، سعی سے فراغت کے بعد سر کے بال منڈوانا یا کتروانا،

عمرہ کن دنوں میں مکروہ ہے

سال کے اِن پانچ دنوں میں عمرہ مکروہ ہے: (۱) نو (۲) دس (۳) گیارہ (۴) بارہ (۵) تیرہ ذی الحجہ، ان دنوں کے علاوہ سال کے تمام دنوں میں عمرہ جائز ہے، لیکن ان پانچ دنوں میں عمرہ کا احرام باندھنا حرام ہے

حج اور عمرہ میں فرق

حج اور عمرہ میں مندرجہ ذیل باتوں میں فرق ہے،

(۱) حج کا وقت اور جگہ متعین ہے، نہ اس سے پہلے ہو سکتا ہے نہ بعد میں، لیکن عمرہ کا کوئی وقت معیّن نہیں، سوائے پانچ دنوں کے ہر دن بلا کراہت جائز ہے،

(۲) حج فرض ہے عمرہ فرض نہیں،

(۳) حج میں وقوفِ عرفات اور وقوفِ مزدلفہ ہے اور نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کا حکم ہے، عمرہ میں نہ وقوفِ عرفات ہے نہ وقوفِ مزدلفہ، نہ نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا، نہ منیٰ کی رمی،

(۴) حج میں طوافِ قدوم اور طوافِ وداع ہوتا ہے عمرہ میں نہیں ہوتا

(۵) عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لئے حِل ہے، بخلاف حج کے کہ اہلِ مکہ کو حج کا احرام حرم سے باندھنا ہوتا ہے، البتہ آفاقی شخص جب باہر سے آئے اور عمرہ کا ارادہ ہو تو اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھکر

آئے،

⑥ عمرہ فاسد کرنے سے یا جنابت کی حالت میں طواف کر لینے سے بکری ذبح کر دینا کافی ہے، مگر حج میں کافی نہیں،

⑦ عمرہ کا تلبیہ طواف کی ابتداء کرتے ہی موقوف ہو جاتا ہے، اور حج کا دسٰ ذی الحجہ کو جمرۂ اُخریٰ کی رمی کے وقت بند ہوتا ہے،

عمرہ کے ضروری مسائل

مسئلہ؛ ۹ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے، اگر کسی نے ان تاریخوں میں عمرہ کا احرام باندھ لیا تو احرام باندھ لینے کی وجہ سے اس پر عمرہ کرنا لازم ہو گیا، مگر چونکہ ان ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے،...... اس لئے گناہ سے بچنے کے لئے اس وقت عمرہ کا احرام کھول دے، اور یہ پانچ دن گذر جانے کے بعد اس عمرہ کی قضا کرے اور ایک دم بھی دے،

مسئلہ؛ مکہ میں رہ کر جو شخص عمرہ کرنا چاہے تو اس کو حدِ حرم سے باہر حلؔ میں جا کر احرام باندھنا واجب ہے،

آجکل لوگوں نے یہ نیا مسئلہ نکالا ہے کہ عمرہ کا احرام بھی حج کے احرام کی طرح حدِ حرم یعنی مکہ ہی سے باندھ لیتے ہیں، اور باہر نکل کر حِل میں جانا ضروری نہیں سمجھتے، یہ قول سب اماموں کے خلاف ہے، ان لوگوں کے قول پر عمل نہیں کرنا چاہئے (عمدۃ المناسک شرح زبدۃ المناسک)

مسئلہ؛ بہت سے عمرہ کرنے والے ایسا کرتے ہیں، کہ ایک عمرہ کر کے سر کا چوتھائی حصہ مُنڈوا دیا، پھر دوسرا عمرہ کر کے دوسرا چوتھا حصہ مُنڈا دیا، اس طرح چار عمرے کر کے چار مرتبہ میں حلق پورا کرتے ہیں، یہ صورت مکروہ ہے، کیونکہ یہ صورت قزع کی ہے، قزع کہتے ہیں سر کا کچھ حصہ مُنڈانے اور کچھ حصہ چھوڑ دینے کو، اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے،

مسئلہ؛ کثرت سے عمرے کرنا مستحب اور ثواب ہے، مکروہ نہیں، لیکن عمرہ زیادہ کرنے کے مقابلہ میں طواف زیادہ کرنے افضل ہیں،

مسئلہ؛ بعض حجاج رمضان میں کثرت سے عمرے کرتے ہیں، اور ایک عمرہ کا احرام کھول کر حلق نہیں کراتے، کہ دوسرے کا باندھ لیتے ہیں، اگر کوئی شخص ایسا کرے تو اس کو دم دینا ہوگا، بلکہ اگر دوسرے عمرے کا احرام باندھ کر اس کو پورا کر کے حلق کرائیگا تو دو دم دینے واجب ہو جائیں گے،

مسئلہ؛ مکہ سے عمرہ کرنے والوں کے لئے احرام باندھنے کی میقات حِل ہے، اس لئے حِل میں جاکر احرام باندھے، احرام باندھنے کے لئے افضل تنعیم اس کے بعد جعرانہ ہے،

تنعیم وجعرانہ کا تعارف صفحہ ۳۵۵ پر ملاحظہ فرمائیں:۔

تنعیم و جعرانہ کا تعارف

تنعیم

وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، اور مکہ معظمہ سے لوگ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے یہیں جاتے ہیں، یہاں مسجد بنی ہوئی ہے، اس کا نام مسجدِ عائشہ رضؓ ہے یہ جگہ مکہ معظمہ سے تین میل ہے،

حرم شریف کے باہر ٹیکسی والے تنعیم کے لئے چھوٹا عمرہ کہہ کر آواز لگاتے ہیں، اور جعرانہ کے لئے بڑا عمرہ کہکر آواز لگاتے ہیں،

جعرانہ

یہ جگہ طائف کے راستہ میں ہی اور مکہ سے اٹھارہ میل ہی، یہاں ایک مسجد ہی جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا، اور ایک کنواں ہے جس کا پانی بڑا لذیذ ہی جس کے متعلق روایت ہے کہ حضور صؐ نے اس کو اپنے دستِ مبارک سے کھودا اور خود پانی پیا اور لوگوں کو پلایا،

ایک روایت یہ بھی ہی کہ آپؐ نے اپنا عصا، زمین میں گاڑا تو پانی نکل آیا، یہاں سے تین سو انبیاء علیہم السلام نے عمرہ کیا ہے،

(عمدۃ المناسک شرح زبدۃ المناسک)

(۴)

حج فوت ہو جانیکے مسائل

- احصار یعنی کسی دشمن یا درندے یا مرض کی وجہ سے حج کے رُک جانے کے مسائل،
- اِحصار کی تعریف،
- اِحصار کے اسباب،
- اسبابِ اِحصار زائل ہونے کے بعد حج یا عمرہ کی قضا کے مسائل،
- ہَدِی بھیجنے کے بعد اگر سببِ اِحصار دور ہو جائے تو کیا کرے؟

حج فوت ہوجانیکے مسائل

حج فوت ہو جانے کے چار سبب ہیں :-

اوّل[۱] :- وقوفِ عرفات فوت ہو جائے ،

دوسرے[۲] :- احصار یعنی کسی مجبوری کی وجہ سے وقوفِ عرفات نہ کرسکے ،

تیسرے[۳] :- جماع سے حج کو فاسد کر دے ،

چوتھے[۴] :- حج کا احرام باندھنے کے بعد احرام توڑ دے ،

اس سلسلہ کے چند ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں :-

مسئلہ[۱] : جس شخص نے حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفہ ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق تک بالکل نہیں کیا ، تو اس کا حج فوت ہو گیا اور اگر ۹ ذی الحجہ کے زوال کے بعد ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے جان کر یا بھول کر ، خوشی سے یا زبردستی ، ہوش میں یا بیہوشی کے عالم میں ، پیدل یا سواری پر ، موٹر یا ہوائی جہاز میں ، ٹہلتے ٹہلتے یا دوڑتے ہوئے غرض یہ کہ کسی بھی صورت میں ایک سیکنڈ کے لئے میدانِ عرفات میں پہونچ گیا یا وہاں سے چلتے چلتے گذر ہو گیا ، تو حج ادا ہو گیا ،

مسئلہ[۲] : جب حج فوت ہو جائے خواہ عذر کی وجہ سے فوت ہو یا بلا عذر تو حج کے باقی افعال ترک کر دے ، اور اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کر کے حجامت بنوا کر احرام کھول دینا واجب ہے ،

مسئلہ ۳ ؛ جس کا حج فوت ہو جائے اس سے طوافِ صدر اور قربانی دونوں ساقط ہو جاتے ہیں ،

مسئلہ ۴ ؛ مفرد کا اگر حج فوت ہو جائے اور عمرہ کر کے حلال ہو جائے تو اس پر صرف حج کی قضا واجب ہے ، عمرہ اور دم یا قربانی واجب نہیں ، اور نہ طوافِ صدر واجب ہے ،

مسئلہ ۵ ؛ قارن حج فوت ہونے سے پہلے عمرہ نہ کر سکا تھا تو اب پہلے عمرہ کا طواف وسعی کرے ، اس کے بعد حج کے فوت ہونے کا طواف وسعی کر کے حجامت کرا کر حلال ہو جائے ، اس پر صرف حج کی قضا ہے ، دمِ قران ساقط ہو جائے گا ، اور قضا میں عمرہ واجب نہ ہوگا ،

مسئلہ ۶ ؛ تمتع کرنے والے سے حج فوت ہو گیا ، تو وہ بھی عمرہ کا طواف و سعی کر کے حلال ہو جائے ، اور اگلے سال حج کی قضا کرے ، اور دمِ تمتع ساقط ہو گیا ، عمرہ کر کے حلال ہو جائے ، آئندہ حج کی قضا کرے ،

مسئلہ ۷ ؛ جس کا حج فوت ہو جائے اس پر طوافِ صدر اور قربانی واجب نہیں رہتی ، حج فرض ہو یا نفل یا نذر ، شروع سے فاسد ہو یا بعد میں فاسد ہوا ہو ، تمام اقسام کے فوت ہونے کا ایک ہی حکم ہے ،

مسئلہ ۸ ؛ اگر مکہ معظمہ میں ہی مُحرِم کو کوئی ایسا عذر پیش آجائے کہ وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت دونوں نہ کر سکے ، تو وہ بھی مُحصِر ہے ، اگر صرف ایک سے رُکا ہے تو مُحصِر نہ ہوگا ، کیونکہ اگر وقوف سے رُکا ہے تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے ، اور اگر طوافِ زیارت سے

رُکا ہے تو یہ طواف ساری عمر میں کر سکتا ہے، البتہ ایامِ نحر گذر جانے کے بعد اگر طوافِ زیارت کرے گا تو دم واجب ہوگا،

(۵)

مُحصَر

یعنی کسی دشمن یا درندہ یا مرض کی وجہ سے حج سے رُک جانے کے

مسائل

اِحصَار کی تعریف اِحصار کے لغوی معنی منع کرنے کے اور قید کر دینے کے ہیں، اور شرعاً حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی دشمن یا درندے یا مرض یا کسی ناگہانی حادثہ کی وجہ سے وقوفِ عرفات اور طوافِ بیت اللہ (دونوں سے) یا صرف عمرہ کے رکن یعنی طواف سے رُک جانا احصار کہلاتا ہے، جس شخص کو روکا جائے اس کو مُحصَر کہتے ہیں، مُحصَر کے معنی ہیں روکا گیا،

اِحصَار کے اسباب اِحصار کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں، ان میں سے اگر کوئی سبب پیش آجائے تو شرعاً وہ مُحصَر سمجھا جائے گا،

(۱) کسی دشمن کا روکنا خواہ روکنے والا مسلمان ہو یا کافر (۲) کوئی ایسا درندہ سفر کرنے میں رُکاوٹ بن جائے جس کے دفع کرنے سے عاجز ہو،

(۳) کسی کی قید میں ہو یا حکومت نقل وحرکت پر پابندی لگادے (۴) اتنا لنگڑا ہو جائے کہ چلنے پر قادر نہ رہے، یا پاؤں کی ہڈی ٹوٹ جائے (۵) سفر کی وجہ سے مرض بڑھنے کا خوف ہو، خواہ اپنے خیال سے یا کسی دیندار ماہر طبیب کی رائے میں (۶) عورت کے مُحرِم یا شوہر کا راستہ میں مکّہ سے مدّتِ سفر کی مسافت پر مر جانا، یا شروع میں ہی احرام باندھنے کے بعد مُحرِم یا شوہر کا موجود نہ ہونا جبکہ مکّہ سے تین دن یا زیادہ کے فاصلہ پر ہو، (۷) سفر خرچ چوری ہو جائے یا راستہ میں کھو یا جائے (۸) سفر کی سواری کا جانور ھلاک ہو جائے، لیکن اگر پیدل چلنے پر قدرت ہے تو پھر وہ مُحصَر نہیں سمجھا جائے گا، یا پیدل چلنے سے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہے تو پھر محصَر کے حکم میں ہے، (۹) پیدل چلنے سے عاجز ہو جانا اور سواری پر سفر کرنے کی قدرت نہ ہونا صرف سفر خرچ پر قدرت ہونا (۱۰) مکہ معظمہ یا عرفات کا راستہ بھُول جانا (۱۱) شوہر کا زوجہ کو حج نفل یا عمرہ سے روکنا، بشرطیکہ شوہر کی اجازت کے بغیر احرام باندھا ہو، (۱۲) احرام باندھنے کے بعد عورت پر عدّت کا وجوب ہو جانا (عدّت خواہ شوہر کے وفات پا جانے کی ہو یا طلاق کی)

کسی مرد یا عورت کو ان امور میں سے کوئی امر احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے پیش آجائے تو شرعاً وہ محصر ہو جائے گا، اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد کوئی امر پیش آئے تو وہ محصر نہ ہوگا،

اِحصار کے مسائل

محصر کا حکم؛

مسئلہ ۱؛ جب کوئی شخص شرعاً محصر ہو جائے تو یا تو اس امر کے زوال اور ختم ہونے کا انتظار کرے اور مانع دور ہونے کے بعد اگر حج مل سکے تو حج کرے، اور اگر حج کا وقت گذر چکا ہو تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے

مسئلہ ۲؛ اگر مانع دور ہونے کے انتظار میں دِقّت ہو اور جلد حلال ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے اگر اس نے صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو کسی شخص کو ایک دَم یا اس کی قیمت دے کر حرم میں بھیجے، تاکہ وہ اس کی طرف سے دَم حرم میں جا کر ذبح کر دے اور وقت ذبح کا متعین کر دے،

مسئلہ ۳؛ محصر کے لئے احرام کھولنے کے لئے بال کٹوانے یا منڈانے کی شرط نہیں، جس روز ذبح کا وقت مقرر کیا ہے اس روز وقت مقررہ پر ذبح کرنے سے حلال ہو جائے گا، پھر بھی سر منڈا لینا اچھا اور بہتر ہے،

مسئلہ ۴؛ محصر کا اگر قران کا احرام ہے تو اس کو دو دم ذبح کرانے واجب ہیں، ایک عمرہ کے احرام کے بدلے میں، دوسرا حج کے احرام کے بدلے میں،

مسئلہ ۵؛ اگر قارن نے صرف ایک دم ذبح کرایا تو اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک کہ دوسرا دَم ذبح نہ کرائے، کیونکہ قارن دونوں احراموں سے ایک ہی ساتھ حلال ہوتا ہے،

مسئلہ ۶؛ اگر مقررکردہ وقت سے پہلے حلال ہو گیا، یعنی کوئی موجب جنایت

فعل کرلیا یا یہ معلوم ہوا کہ ذبح حرم میں نہیں ہوا بلکہ حِل میں ہوا ہے، تو اس جنایت کا کفارہ واجب ہوگا، اگر جنایت مکرر کرلی تو کفارہ بھی مکرر دینا پڑے گا،

مسئلہ ۷؛ ذبح کرنے والے سے جو وقت ذبح کرنے کا طے ہوا تھا اگر اس نے اس سے ایک دو روز پہلے ذبح کردیا تو محصر کا اس دم سے حلال ہونا جائز ہے،

اور وقت مقررہ کے بعد ذبح کیا خواہ وہ تھوڑی دیر بعد ہی ہو تو حلال ہونا جائز نہ ہوگا،

مسئلہ ۸؛ دمِ احصار کے لئے ایامِ نحر میں ذبح کرنا شرط نہیں، حدِ حرم میں ذبح ہونا شرط ہے، اگر ذبح کے بعد یہ معلوم ہوا کہ حرم میں ذبح نہیں ہوا بلکہ حِل میں ہوا ہے، تو اس کے بدلہ میں دوسرا دم حدِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے،

البتّہ

اگر کسی ایسی جگہ محصور ہو جائے جہاں سے حرم تک دم پہونچانا ممکن نہ ہو، جیسا جہاز میں حکّام نے جہاز روک کر واپس کردیا، ایسی مجبوری کی حالت میں حرم سے باہر بھی ہدی ذبح کرکے حلال ہونے کی اجازت بدرجۂ مجبوری اہلِ علم مناسب سمجھ کر دے سکتے ہیں،

(معلم الحجاج)

اسبابِ احصار زائل ہونیکے بعد حج یا عمرہ کی قضا کے مسائل

مسئلہ؛ محصر جب حدِ حرم میں دَم ذبح کرا کر حلال ہو جائے تو جس چیز کے احرام سے حلال ہو جائے احصار کا سبب دور ہونے کے بعد اس کی قضا واجب ہے، اور اگر احرامِ حج سے حلال ہوا ہے تو قضا میں ایک حج اور ایک عمرہ کرنا واجب ہے، بشرطیکہ حج کا وقت نکل گیا ہو، اور اگر ابھی اس سال کا حج نہیں ہوا اور اسی سال دوبارہ احرام باندھ کر حج کر لیا، تو قضا کی نیت کی ضرورت نہیں، اور عمرہ کرنا بھی واجب نہیں،

اور اگر قران کے احرام سے حلال ہوا ہے تو اس پر قضا میں ایک حج اور دو عمرے واجب ہوں گے، اور اس کو اختیار ہوگا کہ قران کر کے ایک عمرہ بعد میں کر لے، یا حج علیحدہ اور دو عمرے الگ الگ کرے، یہ اُس وقت ہے جب احصار کے سال قران نہ کر سکے، اور اگر اُسی سال کر لیا تو عمرۂ قران واجب ہوگا،

اور اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہوا ہے تو صرف عمرہ ہی کرنا ہوگا، یہ عمرہ بھی جب چاہے کر سکتا ہے،

مسئلہ؛ وجوبِ قضا ہر محصر پر ہوتا ہے، خواہ حج فرض ہو یا نفل،

اپنا حج ہو یا حجِ بدل،

ان کے علاوہ احصار کے اور بہت سے مسائل ہیں، مگر چونکہ ایسا موقع شاذ و نادر ہی پیش آتا ہے، اس لئے ہم اسی سلسلہ کے چند ضروری مسائل کے بیان پر یہ سلسلہ ختم کرتے ہیں،

ہدی بھیجنے کے بعد اگر سبب دور ہوجائے تو کیا کرے

اس سلسلہ میں چند صورتیں ہیں :۔

(۱) اگر دمِ احصار (یعنی ہدی) بھیجنے سے پہلے ہی احصار ختم ہوگیا، اور حج مل سکتا ہے، تو حج پر جانا واجب ہے،

(۲) اگر دمِ احصار بھیجنے کے بعد احصار زائل ہوا، اور اتنا وقت ہے کہ دم اور حج دونوں مل سکتے ہیں تب بھی حج کو جانا واجب ہی، اور دم کا جو چاہے کرے اس کا ذبح کرنا واجب نہیں،

(۳) حج اور ہدی دونوں نہیں مل سکتے، یا صرف ہدی مل سکتی ہے حج نہیں مل سکتا، تو جانا ضروری نہیں،

(۴) ہدی تو نہیں مل سکتی لیکن حج مل سکتا ہے، تو حلال ہو سکتا ہی، لیکن حج کو جانا افضل ہے،

ھدی پر قادر نہ ہونے کا بدل

مسئلہ: محصر کے پاس نہ ہدی کا جانور ہے نہ اتنا روپیہ ہے کہ اس سے

جانور خریدا جاسکے، یا جانور اور روپیہ تو موجود ہے، لیکن کوئی ایسا آدمی موجود نہیں جس کے ذریعہ جانور یا قیمت بھیجکر ذبح کرائے تو وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک کہ حرم میں ذبح نہ کرائے، یا مکہ جاکر عمرہ نہ کرلے، جب تک ان دونوں کاموں میں سے ایک کام نہ کرلے گا ہمیشہ مُحرِم رہے گا،

مسئلہ؛ دمِ اِحصار کے بدلے میں روزہ رکھنے یا صدقہ دینے میں اختلاف ہے، اگر ہَدی ہی نہ ملے تو ایسی مجبوری کے عالم میں یہ صورت کرسکتا ہے کہ ہَدی کی قیمت کا اندازہ لگاکر ہر مسکین کو نصف صاع صدقہ دیدے، اگر صدقہ دینے کی بھی گنجائش نہ ہو تو ہر نصف صاع کے بدلہ میں ایک روزہ رکھے، اس کے بعد حلال ہو جائے، ضرورت کے وقت اس پر عمل کی گنجائش ہے (معلم الحجاج)

الحمد للہ

نواں باب ختم ہوا

دسواں باب

اس باب میں مندرجہ ذیل مضامین بیان کئے گئے ہیں

جنایات کا بیان

- جنایت کی تعریف اور اجزاء،
- جنایت کے سلسلہ میں ضروری تنبیہات،
- جنایت کی جزاء میں بولے جانے والے محاورات کی تشریح،
- ارتکابِ جنایت کی صورتیں،
- جنایاتِ احرام و حرم کے مسائل،
- احرام کی حالت میں خوشبو یا تیل استعمال کرنے کے مسائل،
- سلا ہوا کپڑا پہننے کے مسائل،
- جوتہ اور موزہ پہننے کا مسئلہ،
- احرام کی حالت میں ہار پہننا،
- سر اور چہرہ ڈھکنے کے مسائل
- بال منڈوانے یا کٹوانے کے مسائل،
- ناخن کاٹنے کے ضروری مسائل،

باب ۱۰

جنایات

یعنی ممنوعاتِ احرام کے بیان میں

جنایت کی تعریف اور جزا؛؛

جنایت کے معنی خطا اور قصور کے ہیں، اور عمرہ یا حج کے احرام کی حالت میں جو کام کرنا منع ہے اس کا کرلینا جنایت کہلاتا ہے، اور جس چیز سے اس غلطی اور گناہ کی تلافی ہو اس کو جزا کہتے ہیں،

جنایت کے مسائل چونکہ مشکل اور نازک ہیں، اس لئے ان کے متعلق کچھ ضروری باتیں سمجھ لینا مفید اور کارآمد ہوگا، اس لئے پہلے اُن کو بیان کیا جاتا ہے؛

جنایات کے سلسلے میں ضروری تنبیہات؛

(۱) جنایت کا ارتکاب مُحرِم خواہ جان بوجھ کر کرے یا بھُولے سے یا مسئلہ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی خوشی سے کرے یا کسی کے جبر سے سوتے میں ہوجائے یا بیداری میں، نشہ کی حالت میں ہو یا بیہوشی کے عالم میں.... مالدار کرے یا غریب، معذور ہو یا غیر معذور، سب کو جزا

دینی لازم و واجب ہی، جزا کی مختلف صورتیں ہیں جو آئندہ صفحات میں اپنے اپنے مقام پر بیان ہوں گی،

(۲) قصداً کوئی جنایت کا کام کرنا گناہ کی بات ہے، اور جزا دیدینے کے بعد بھی وہ گناہ معاف نہیں ہوتا، اس گناہ کی معافی کے لئے سچی توبہ کرنا لازمی اور ضروری ہے، جزا صرف دنیا کے کئے کی سزا ہے، ارتکابِ جنایت کی وجہ سے اس کو حج مبرور بھی نہیں کہہ سکتے،

بہت سے متموّل اور متکبّر لوگ یہ سمجھ کر جنایت کر لیتے ہیں کہ کیا ہے، جزا دیدیں گے، یاد رکھئے یہ دوہرا گناہ ہے، ایک تو گناہ کرنا، دوسرے گناہ پر اصرار کرنا جو بڑا گناہ ہے،

جنایت کی جزائیں بولے جانیوالے محاورات کی تشریح

احرام کی حالت میں جب ممنوعاتِ احرام میں سے کوئی بات ہو جائے تو اس کو جنایت کہتے ہیں، اس جنایت کے کفارہ کو جزا کہتے ہیں، اس میں کچھ مخصوص الفاظ بولے جاتے ہیں، ان کی تشریح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے،

کفارہ یہ ایک عام لفظ ہے، صدقہ کے لئے بھی بولتے ہیں، اور دم کے لئے بھی، جب کوئی جنایت پورے دن کرلے تو اس وقت کفارہ کا لفظ بول کر دم مراد لیا جائے گا، اور ایک دن سے کم جنایت

کرنے پر اگر کفارہ بولا جائے تو اس وقت اس سے صدقہ مراد لیا جائیگا (زبدہ)

دَمْ جب کسی جنایت کی جزاء کے مسائل میں کسی جگہ دَم کا لفظ بولا جائے تو اس سے ایک بکری یا بھیڑ یا دُنبہ مراد ہوتا ہے،

اور گائے، بھینس، اونٹ کا ساتواں حصہ بھی ان بیان کردہ چھوٹے جانوروں کے قائم مقام ہو سکتا ہے، دم جنایت کے جانوروں کے وہی شرائط ہیں جو قربانی کے جانور کے (یعنی عمر اور عیوب سے پاک ہونے کے سب وہی شرائط ہیں جو عید الاضحیٰ کی قربانی کے)۔

صَدقہ جس جگہ صدقہ کا لفظ بولا جائے تو اس سے صدقۃ الفطر کی مقدار یعنی پونے دو سیر گیہوں یا ایک صاع جو مراد ہوتے ہیں، ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے، جبکہ انشی تولہ کا سیر ہو، بعض جگہ کچھ صدقہ کردے، اس سے مٹھی بھر غلہ یا اس کی قیمت مراد ہوتی ہے،

ارتکابِ جنایت کی صورتیں

اگر احرام کی حالت میں کسی جنایت کا ارتکاب ہو جائے تو اس کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں:-

(۱) ارتکابِ جنایت کسی عذر کی وجہ سے ہو جائے اور جنایت پوری پوری ہو،

(۲) ارتکاب جنایت کسی عذر کی وجہ سے ناقص اور نامکمل طریقہ پر ہو

(۳) ارتکابِ جنایت بلا عذر پورا پورا ہو جائے،

(۴) ارتکابِ جنایت بلا عذر ناقص طریقہ پر ہو جائے،

ان چاروں کے احکامات و مسائل علیحدہ علیحدہ ہیں ان کو اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں،

وجوبِ جزا کے شرائط وجوبِ جزا کی مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:۔ ① مسلمان ہونا ② عاقل ہونا ③ بالغ ہونا،

کافر، نابالغ، اور مجنون پر جزاء واجب نہیں ہوتی، اور نہ اُن کی طرف سے ان کے ولی پر واجب ہوتی ہے،

البتہ اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی مجنون ہو گیا اور پھر بعد میں جنون جاتا رہا خواہ چند سال بعد ہی زائل ہو تو ممنوعاتِ احرام کی جزاء واجب ہوگی،

جنایات سے متعلق چند مفید اور ضروری قاعدے

قاعدہ ۱ اگر عذر کی وجہ سے ارتکابِ جنایت پورا پورا کر لیا، اور اس کے بدلے میں دَم واجب ہوا تو اختیار ہے چاہے دَم دیدے، یا تین صاع گیہوں چھ مسکینوں کو دیدے، یا تین روزے رکھ لے، خواہ مالدار ہی کیوں نہ ہو، (معلم الحجاج)

قاعدہ ۲ اگر کسی جنایت کی وجہ سے صدقہ واجب ہو تو اس کے بدلے میں روزہ بھی رکھ سکتا ہے، اختیار ہے چاہے

صدقہ دیدے یا روزہ رکھ لے،

قاعدہ ۳ اگر کسی جنایت کا ارتکاب بغیر کسی عذر کے ہو جائے تو اس صورت میں جس جگہ جو واجب ہوا وہی دینا ہوگا، دَم کی جگہ دَم، صدقہ کی جگہ صدقہ، اس میں روزہ رکھنے کا اختیار نہیں (معلم الحجاج)

قاعدہ ۴ جس جنایت میں متعین طور سے دم واجب ہو اس جگہ دم دینا ہی لازم اور واجب ہے (معلم الحجاج)

قاعدہ ۵ دو جنایتیں ایسی ہیں کہ ان کے ارتکاب سے حاجی پر پوری گائے یا پورا اونٹ واجب ہو جاتا ہے، اس کو بُدْنہ کہا جاتا ہے، وہ دو جنایتیں یہ ہیں؛

(۱) جنابت (ناپاکی) یا حیض ونفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کرلینا

(۲) وقوفِ عرفہ کے بعد حجامت بنوانے سے پہلے بیوی سے ہمبستر ہو جانا، ان دونوں صورتوں میں بُدنہ واجب ہوگا، (معلم الحجاج)

قاعدہ ۶ اگر قارن نے عمرہ کے طواف اور وقوفِ عرفات سے پہلے جماع کرلیا تو حج اور عمرہ دونوں فاسد ہو گئے، اور دو دمِ جنایت اس کے اوپر واجب ہوں گے، کیونکہ اس کا عمرہ اور حج دو چیزوں کا احرام ہے، (معلم الحجاج)

چونکہ ان قواعد میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے اگر کسی جنایت کا ارتکاب ہو جائے تو ممکن ہے ناظرین کو یہ خیال ہو کہ وہ عذر کیا ہیں اس لئے ان اعذار کو بیان کر دینا بھی مفید اور مناسب رہے گا،

بحالتِ احرام شرعی عُذر کیا کیا ہیں

جنایات کے بیان کے سلسلہ میں یہ بات بتلادینا بھی ضروری ہے کہ احرام کی حالت میں جو باتیں شرعاً عذر شمار کی گئی ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) کسی قسم کا بخار ہو جانا،
(۲) سخت سردی پڑ جانا،
(۳) ناقابلِ برداشت گرمی ہونا،
(۴) جسم پر زخم ہونا، خواہ پھنسی پھوڑے کا ہو یا کسی ہتھیار کا،
(۵) درد سر ہونا، آدھا سیسی کا ہو یا پورے سر میں،
(۶) سر میں جوئیں بکثرت پڑ جانا،
(۷) پچھنے لگوانا،
(۸) مرض کی وجہ سے ہلاک ہونے کا غالب گمان ہو جانا،
(۹) دورانِ جنگ یا کسی اور خطرہ کے پیشِ نظر ہتھیار لگانا،

بھول چوک یا ناواقفی اسی طرح بیہوشی اور نشہ یا نیند شرعی عذر شمار نہیں ہوں گے،

جنایاتِ احرام وحرم کے مسائل

جنایاتِ احرام آٹھ ہیں :۔

(۱) خوشبو کا استعمال کرنا، (۲) مرد کو سِلا ہوا کپڑا پہننا، (۳) سَر اور چہرہ کا ڈھکنا، (۴) بال مُنڈوانا یا کٹوانا یا کسی دوسرے طریقہ سے زائل کرنا، (۵) ناخن کاٹنا (۶) جماع کرنا (۷) واجباتِ حج میں سے کوئی واجب چھوڑ دینا (۸) خشکی کے جانور کا شکار کرنا،

حرم کی جنایات

حرم کی جنایات ۲ دو ہیں :۔

(۱) حرم کے جانور کو چھیڑنا یا ان کو تکلیف پہونچانا، یا ان کا شکار کرنا،

(۲) حرم کی گھاس یا درخت کاٹنا،

اس کے بعد ان جنایات کے مسائل تحریر کئے جاتے ہیں،

(۱)

خوشبو یا تیل استعمال کرنے کے مسائل

خوشبو سے ہر وہ چیز مراد ہے جس میں اچھی بُو آتی ہو اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو، اور عرف میں اس کو خوشبو شمار کیا جاتا ہو، جیسے مشک، عنبر، زعفران، صندل، کافور، گلاب، حنا، لوبان،

چنبیلی، بیلا، نرگس، تِلوں کا تیل، زیتون کا تیل، خطمی، عود، الیسنس، اور ہر قسم کے عطریات اور دیگر خوشبودار چیزیں،

خوشبو لگانے سے مراد یہ ہے کہ بدن یا کپڑے پر اس طرح خوشبو لگ جائے کہ بدن اور بدن کے پہنے ہوئے احرام کے کپڑوں سے خوشبو آنے لگے، اگرچہ خوشبو کا کوئی جز بھی نہ لگے، ارادہ سے خوشبو لگائے یا بھول کر، زبردستی لگائے یا خوشی سے، ہر صورت میں جزا واجب ہوگی،

اس کے بعد چند ضروری مسائل خوشبو سے متعلق ملاحظہ فرمائیں،

مسئلہ: خوشبو کا استعمال بدن، تہبند، چادر سونے کے بستر تکیہ اور سب کپڑوں میں منع ہے، اسی طرح خوشبودار خضاب یا دوا یا تیل لگانا یا کسی خوشبودار چیز سے بدن اور بالوں کا دھونا منع ہے

مسئلہ: احرام کی حالت میں خوشبو کا استعمال عورت اور مرد دونوں کے لئے منع ہے،

مسئلہ: احرام کی حالت میں کسی عاقل و بالغ شخص نے کسی سارے بڑے عضو پر خوشبو لگالی، جیسے سر، پنڈلی، چہرہ، ڈاڑھی، ران، ہاتھ، ہتھیلی وغیرہ تو دم واجب ہوگیا، خواہ خوشبو لگاتے ہی فوراً اُتار دی ہو، یا دھو دی ہو،

مسئلہ: اگر کسی نے ناک، کان، آنکھ، انگلی، ہاتھ کے پہنچے پر خوشبو لگالی تو صدقہ دینا واجب ہوگا، (یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو)۔

مسئلہ؛ بدن کے مختلف حصّوں پر خوشبو لگائی، اگر وہ سب جمع کر کے ایک بڑے عضو کی برابر ہو جائے تو دَم واجب ہو گا، اور کم ہو تو صدقہ واجب ہو گا،

مسئلہ؛ عورت اگر احرام کی حالت میں ہتھیلی پر منہدی لگالے تو دم واجب ہو گا،

مسئلہ؛ اگر خوشبو لگا ہوا کپڑا ایسا سلا ہوا ہے، جس کا محرم کو پہننا منع ہے، اور اس کو پہن لیا تو دو جنایت شمار ہوں گی، ایک خوشبو کی، دوسرا سلا ہوا کپڑا پہننے کی، اُس لئے جزا بھی دو دینی واجب ہوں گی،

مسئلہ؛ احرام کی چادر یا تہبند کے پلّہ میں کافور یا عنبر و مشک وغیرہ یا اور کوئی خوشبو کی چیز باندھ لی اور خوشبو زیادہ مقدار میں تھی، اگر ایک رات دن باندھے رکھی تو دم واجب ہے،

اور اگر کم مقدار میں تھی اور ایک رات یا پورے دن نہیں باندھی تو صدقہ دینا واجب ہے،

مسئلہ؛ پینے کی چیز مثلاً شربت، چائے وغیرہ میں خوشبو ملائی، اور خوشبو غالب ہے تو اس کو پی لینے کی وجہ سے دم واجب ہو گا اور اگر خوشبو غالب نہیں تو صدقہ لازم ہو گا، اور اگر کم خوشبو والی چیز کئی دفعہ پی لی تو دم واجب ہو جائے گا،

مسئلہ؛ خوشبودار صابن سے اگر نہالے تو صدقہ واجب ہو گا،

مسئلہ؛ احرام کی حالت میں بغیر خوشبو کا سرمہ لگانا جائز ہے، اگر خوشبودار لگایا تو صدقہ ہے، اور اگر خوشبودار تین مرتبہ سے زیادہ لگایا تو دم واجب ہے،

(۲)

سِلا ہوا کپڑا پہن لینے کے مسائل

مسئلہ؛ اگر کوئی مُحرِم احرام کے کپڑے وقت سے پہلے اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لے، اور ایک دن ایک رات برابر پہنے رہے تو اس صورت میں دم واجب ہوگا،

سلے ہوئے کپڑے سے مراد یہ ہے کہ ایسا کپڑا پہن لے جو بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو، جیسے کُرتہ، موزہ، بنیان، پائجامہ، صدری وغیرہ،

مسئلہ؛ اگر کوئی مُحرِم ایک دن رات سے کم سِلے ہوئے کپڑے پہنے رہے تو پونے دو سیر گیہوں یا ان کی قیمت صدقہ میں دینی ہوگی،

مسئلہ؛ اگر کسی نے سِلا ہوا لباس پہن لیا، اور رات کو اس نیت سے نکال دیا کہ صبح نہ پہنوں گا، اور صبح کو پھر پہن لیا، تو دو دَم دینے پڑیں گے،

مسئلہ؛ اگر کسی مُحرِم کو بخار ہوگیا اور اس نے سلے ہوئے کپڑے پہن لئے، اور بخار اُتر جانے کے باوجود نہیں اُتارے، دوبارہ پھر بخار ہوگیا، یا اور کوئی بیماری ہوگئی، تو دو کفارے دینے پڑیں گے،

اور یہ دو علٰحدہ علٰحدہ بیماری سمجھی جائیں گی،

مسئلہ: اگر کوئی سارے دن سلے ہوئے کپڑے پہنے رہا اور کفارہ دیدیا کفارہ دینے کے بعد بھی کپڑے نہیں اتارے تو دوسرا کفارہ اور دینا ہوگا،

مسئلہ: اگر کُرتہ بدن پر چادر کی طرح لپیٹ لیا یا لُنگی کی طرح باندھ لیا یا شلوار کو لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہ ہوگا کیونکہ ایسے پہننے میں شمار نہیں ہوتا، کپڑا پہننے کا جو طریقہ ہے اس کے خلاف پہننے سے جزا واجب نہیں ہوتی،

جوتہ اور موزہ پہننے کا مسئلہ

مسئلہ: مُحرِم کو موزے پہننا، یا ایسا جوتہ پہننا جس سے پاؤں کے اوپر کی اُبھری ہوئی ہڈی چھپ جائے، حرام ہے، البتہ اُبھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے کاٹ کر پہننا جائز ہے، اگر بغیر کاٹے ایسا جوتہ پہنا جس سے بیچ قدم کی اٹھی ہوئی ہڈی ڈھک گئی، اور ایک دن یا ایک رات پہنے رہا تو دَم واجب ہوگا، اور اس سے کم وقت پہنا تو صدقہ واجب ہوگا،

احرام کی حالت میں پھولوں کا ہار پہننا

مسئلہ: جب کوئی حاجی حج کو جاتا ہے تو اس کے دوست احباب یا رشتہ دار گلے میں پھولوں کے ہار ڈال دیتے ہیں، سو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مُحرِم کو پھول سونگھنے یا گلے میں

ڈالنا منع ہے، اس لیئے اس میں احتیاط رکھنی چاہیئے، دوسرے ہار ڈالنا زینت میں شامل ہے، اور زینت حاجی کو احرام کی حالت میں منع ہے، اس لئے یہ فعل بھی مکروہ ہے،

(عمدۃ المناسک شرح زبدۃ المناسک)

③

سر اور چہرہ ڈھکنے کے مسائل

مسئلہ؛ احرام کی حالت میں مرد کو سر اور چہرہ دونوں ڈھکنے منع ہیں، اور عورت کو سر ڈھکے رہنا چاہیئے، اور چہرہ پر کپڑا اس طرح رکھے کہ منہ سے نہ لگے،

مسئلہ؛ اگر کسی محرم نے سلے ہوئے یا بغیر سلے کپڑے سے سارا منہ یا سر کا چوتھائی حصہ ایک رات یا ایک دن یا اس مدت سے زیادہ ڈھکے رکھا تو دم لازم ہوگا،

ایک دن یا ایک رات سے مراد ایک دن یا رات کی مقدار وقت ہے، چاہے ویسے پورا دن اور پوری رات نہ ہو، مثلاً کسی نے آدھے دن سے آدھی رات تک یا آدھی رات سے آدھے دن تک کپڑا پہنا، تو دم واجب ہوگا،

اور اس سے کم وقت ڈھانکا تو پونے دو سیر گیہوں یا ان کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے،

مسئلہ، مُحرِم نے سر کو ایسی چیز سے چھپایا کہ عادۃً اس سے چھپایا نہیں جاتا جیسے پیالہ، ٹوکرا، پتھر وغیرہ تو اس سے کچھ واجب نہیں ہوگا،

مسئلہ؛ اگر سارے یا چوتھائی سر پر پتلی پتلی مہندی لگائی تو ایک دم واجب ہے، اور اگر گاڑھی گاڑھی لگائی تو دو دم دینے ہوں گے، ایک مہندی لگانے کا، دوسرے سر کو مہندی سے ڈھکنے کا،

مسئلہ؛ ساری ڈاڑھی پر اگر مہندی لگالی تو دَم واجب ہے،

④

بال مُنڈوانے یا کتروانیکے مسائل

مسئلہ؛ اگر کسی مُحرِم نے چوتھائی سر یا ڈاڑھی کے بال احرام کھولنے کے وقت سے پہلے کٹوائے یا مُنڈوالئے تو دَم واجب ہوگا، اور اس مقدار سے کم ہو تو صدقہ دینا ہوگا،

مسئلہ؛ تمام گردن یا ایک پوری بغل یا زیر ناف کے بال دور کرلئے تو دَم واجب ہوگا، اور اس سے کم مقدار میں صدقہ،

مسئلہ؛ تمام سینہ یا تمام ران یا ساری پنڈلی کے بال مونڈنے یا لبیں کتروانے سے صدقہ واجب ہوگا،

مسئلہ؛ اگر ایک مجلس میں سر، ڈاڑھی بغلوں کے یا تمام بدن کے بال مُنڈوائے تو ایک ہی دَم واجب ہوگا،

مسئلہ، کھانا پکاتے ہوئے بال جل گئے، تو صدقہ واجب ہوگا

اور سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں،

مسئلہ؛ اگر وضو کرنے میں سر یا ڈاڑھی کے تین بال اکھڑ گئے تو ایک مٹھی گیہوں صدقہ کرے، اور اگر قصداً اکھاڑے تو ہر بال کے عوض ایک مٹھی گیہوں دے، اور تین سے زائد ہو جائیں تو صدقہ، فطر کی مقدار میں گیہوں دے،

مسئلہ؛ ایک مُحرِم نے دوسرے مُحرِم کا چوتھائی سر مونڈ دیا، تو مونڈنے والے پر دم لازم ہے، (لیکن جو حاجی رمی اور قربانی کر چکا ہو صرف حجامت باقی ہے تو وہ اپنے جیسے حاجی کی حجامت کر سکتا ہے)۔

مسئلہ؛ عورت نے اگر حلال ہونے کے وقت سے پہلے ایک اُنگل کی برابر یا چوتھائی سر یا اس سے زیادہ کے بال کتروائے تو دَم واجب ہے، اور چوتھائی سر سے کم ہو تو صدقہ ہے،

مسئلہ؛ بال مونڈنا، کترنا، اکھاڑنا، یا بال صفا پاؤڈر سے دُور کرنا سب کا ایک ہی حکم ہے،

(۵)

ناخن کاٹنے کے ضروری مسائل

مسئلہ؛ اگر کسی مُحرِم نے ایک ہاتھ یا ایک پاؤں یا دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹے، تو ایک دَم واجب ہوگا، اور اگر چاروں اعضاء کے الگ الگ چار مجلسوں میں کاٹے تو

چار دم واجب ہوں گے، اسی طرح اگر ایک مجلس میں ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے اور دوسری مجلس میں دوسرے ہاتھ کے کاٹے تو دو دم لازم ہوں گے،

مسئلہ؛ اگر کسی مُحرم نے پانچ ناخن متفرق طریقہ پر کاٹے مثلاً دو ناخن ایک ہاتھ کے اور تین دوسرے ہاتھ کے کاٹے یا چار چار ناخن ہر ہاتھ پاؤں کے یعنی کُل ۱۶ سولہ ناخن کاٹے، تو ان سب صورتوں میں ہر ناخن کے بدلہ میں صدقہ واجب ہوگا،

یعنی ہر ناخن کاٹنے کے بدلہ میں صدقۂ فطر کی مقدار میں گیہوں یا ان کی قیمت دینی ہوگی، گویا ۱۶ سولہ صدقۂ فطر کی مقدار صدقہ دینا ہوگا اب یہاں دیکھنا چاہئے کہ ان سب (سولہ) کی مقدار قیمت میں ایک دَم کی برابر تو نہیں ہوگئی، اگر برابر ہو جائے تو پھر اس مقدار میں کچھ پیسے کم کر دے، تاکہ قلیل اور کثیر برابر نہ ہو جائیں،

(۶)

جماع اور اُس کے متعلقہ مسائل

اس عنوان کے ضمن میں جو مسائل بیان کئے جائیں گے اگرچہ اُن کا بیان کرنا شرعاً کوئی گناہ کی بات نہیں، لیکن بعض ایسے بھی اللہ کے بندے ہوتے ہیں جن کو مسئلہ معلوم نہیں ہوتا، اور وہ جنایت کر لیتے ہیں، ایک مرتبہ مجھ سے رمضان المبارک کے مہینہ میں یہ مسئلہ دریافت کیا کہ

کہ اگر روزہ کی حالت میں کوئی اپنی زوجہ سے قربت کرلے تو اس کا کیا مسئلہ ہے؟ اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ رمضان کے روزے تو ہر سال آتے رہتے ہیں جب ان کے متعلق مسئلہ معلوم نہ ہونے کی غلطی ہوسکتی ہے تو حج تو ایسا فرض ہے جو عمر میں صرف ایک مرتبہ مالدار پر فرض ہوتا ہے، اور ان میں کچھ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی بیوی کو ساتھ لے جاتے ہیں اس لئے اس سلسلے میں چند ضروری مسائل کا بیان ضروری معلوم ہوا، تاکہ آدمی بالکل اندھیرے میں نہ رہے، اور نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق نہ بنے

مسئلہ: حج کا احرام باندھ لینے کے بعد طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اپنی زوجہ سے صحبت کرنا ناجائز ہے،

مسئلہ: اگر وقوفِ عرفات کے بعد سر مُنڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے زوجہ سے صحبت کرلی تو بُدنہ یعنی ایک اونٹ یا سالم گائے کی قربانی دینی ہوگی،

مسئلہ: اگر سر مُنڈانے کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کرلیا، تو دم میں بکری دینی واجب ہے،

مسئلہ: سر مُنڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے جماع کرلیا، اس کے بعد دوبارہ کرلیا، اور دوسرے جماع سے احرام سے حلال ہونے کی نیت تھی تو اگر یہ جماع ایک ہی مجلس میں کیا ہے تو ایک بُدنہ (یعنی سالم اونٹ یا سالم گائے) واجب ہوگا،

اور اگر دو مجلسوں میں کیا ہے تو پہلے جماع کی وجہ سے ایک بُدنہ

اور دوسرے کی ایک بکری واجب ہوگی،
اور اگر دوسرا جماع احرام سے نکلنے کے لئے کیا تھا تو صرف ایک بُدنہ واجب ہوگا،

مسئلہ؛ اگر میاں بیوی مُحرِم ہیں تو بیان کردہ جنایات میں دونوں پر کفارہ لازم ہوگا، جتنا مرد پر آئے گا اتنا ہی عورت پر بھی آئے گا،

مسئلہ؛ وقوفِ عرفہ سے پہلے صحبت کر لینے سے دونوں کا حج فاسد ہو جائے گا، اور دونوں پر دم بھی واجب ہوگا، اس کے بعد حج کے باقی افعال پورے کرنے ہوں گے، اور ممنوعاتِ احرام سے بھی بچنا ہوگا، اس دَوران اگر کوئی جنایت ہوگئی تو اس کا کفارہ دینا واجب ہوگا، اس کے بعد آئندہ سال اس فاسد حج کی قضا کرنی ہوگی، حج خواہ فرض ہو یا نفل بلا افعالِ حج پورا کئے احرام سے نہیں نکلے گا،

مسئلہ؛ قارن نے طوافِ عمرہ کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے صحبت کرلی تو عمرہ تو صحیح ہوگیا، لیکن حج فاسد ہوگیا، حج کی قضا اور کفارہ میں دو بکری واجب ہوگئیں، ایک حج فاسد ہونے کی وجہ سے اور ایک عمرہ کے احرام میں جماع کی وجہ سے اور دَمِ قران ساقط ہوگیا،

مسئلہ؛ قارن نے اگر طوافِ عمرہ اور وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے جماع کر لیا تو حج اور عمرہ دونوں فاسد نہیں ہوئے، لیکن ایک بُدنہ اور ایک بکری واجب ہوگئی،

اور دمِ قران بھی لازم رہا،

مسئلہ؛ قارن نے سر منڈانے کے بعد پورا یا اکثر طوافِ زیارت کرنے سے پہلے جماع کرلیا، تو دو بکری لازم ہوں گی اور بعض علماء کے نزدیک حج کے لئے بُدنہ ہوگا، اور عمرہ کے لئے کچھ نہ ہوگا،

مسئلہ؛ مفرد کا حج اگر فاسد ہوجائے تو اس پر صرف حج کی قضا ہے عمرہ کی نہیں،

مسئلہ؛ عمرہ کرنے والے نے طواف کے بعد اور سعی سے پہلے یا طواف اور سعی سے فارغ ہو کر حجامت سے پہلے جماع کرلیا، تو عمرہ فاسد نہیں ہوا، لیکن کفارہ میں ایک بکری واجب ہوگئی،

ان کے علاوہ اور بہت سے مسائل ہیں، تفصیل سے کتاب طویل ہونے کا بھی فکر ہے، اس لئے بقدر ضرورت انہی مسائل پر اکتفا کیا جاتا ہے، عقلمند کے لئے تو اشارہ بھی کافی ہے،

(۷)

واجبات حج میں سے کوئی واجب ترک ہو جانیکے ضروری مسائل؛

مسئلہ ؛ اگر کسی نے بلا وضو طوافِ زیارت کر لیا تو دم دے ،

اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل بغیر وضو کر لیا تو ہر پھیرے کے بدلے نصف صاع گیہوں دینا واجب ہے ،

لیکن اگر کسی نے وضو کرنیکے دوبارہ یہ طواف کر لئے تو دم اور صدقہ معاف ہو جائے گا ،

مسئلہ ؛ کسی نے اگر پورا طوافِ زیارت یا اس کے اکثر پھیرے جنابت (ناپاکی) کی حالت میں یا عورت نے حیض ونفاس کی حالت میں کر لئے تو بدنہ (ایک اونٹ سالم یا ایک گائے) واجب ہوگا ،

اور اگر طوافِ قدوم یا طوافِ وداع یا طوافِ نفل ان حالتوں میں کیا تو ان سب صورتوں میں ہر طواف کے بدلے ایک بکری واجب ہو گی ،

لیکن ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ طواف کا اعادہ کر لینے سے کفارہ معاف ہو جائے گا ،

مسئلہ ؛ جو طواف حیض ونفاس کی حالت میں کیا جائے اس کا اعادہ واجب ہے ،

اور جو طواف بغیر وضو کیا ہو اس کا اعادہ مستحب ہے ،

اور اگر ایسے طوافوں کے بعد سعی بھی کی ہو تو اس کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں،

مسئلہ: کسی نے طوافِ زیارت جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں کیا، اور طوافِ وداع طہارت کی حالت میں کیا تو اگر طوافِ وداع ایامِ نحر (یعنی دس ذی الحجہ سے بارہ تک) کیا ہے تو یہ طوافِ زیارت کے قائم مقام ہو جائے گا، اور طوافِ وداع کے کفارہ میں ایک دم دینا واجب ہوگا،

مسئلہ: اگر کسی نے طوافِ زیارت ناپاکی کی حالت میں کیا اور ایامِ نحر گذرنے کے بعد طوافِ وداع کیا، تو یہ طوافِ وداع بھی طوافِ زیارت کے قائم مقام ہو جائے گا، مگر اس صورت میں دو دم واجب ہوں گے،

ایک طوافِ زیارت کی تاخیر کے کفارہ میں، دوسرا طوافِ وداع کے چھوڑنے کے کفارہ میں،

لیکن اگر کسی نے اس کے بعد ایک اور طواف کر لیا تو یہ طوافِ وداع ہو جائے گا، اور جو دم طوافِ وداع چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوا تھا وہ معاف ہو جائے گا،

مسئلہ: کسی نے طوافِ زیارت ایامِ نحر میں بے وضو کیا، اور اس کے بعد ایامِ نحر میں طوافِ وداع باوضو کر لیا تو یہ طوافِ زیارت ہو جائے گا، اور اگر ایامِ نحر گذرنے کے بعد طواف کیا تو طوافِ زیارت کے

قائم مقام نہ ہوگا، بلکہ دم واجب ہوگا،

مسئلہ: طوافِ زیارت پورا یا اس کے چار چکر چھوڑ دیئے اور صرف تین کئے، تو اس پر ساری عمر اپنی زوجہ سے صحبت حلال نہ ہوگی، اور عورت کے حق میں احرام باقی رہے گا، اور اسی احرام سے آکر طواف کرنا ہوگا، بدل دینا کافی نہ ہوگا، جب تک کہ طواف نہ کرلے، طواف کرنے کے بعد حلال ہوگی، اگر اس دوران زوجہ سے ہمبستر ہوا تو جتنی مرتبہ جگہ اور مجلس بدل کر یہ فعل کرے گا، اتنے ہی دم واجب ہوں گے

مسئلہ: طوافِ قدوم یا طوافِ وداع کا ایک چکر یا دو تین چکر چھوڑ دی تو ہر چکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہوگا،

اور اگر چار یا چار سے زیادہ چکر چھوڑ دے تو دم واجب ہوگا،

مسئلہ: عمرہ کا پورا طواف یا اکثر پھیرے یا ایک ہی پھیرا اگر کسی نے بغیر وضو کیا تو دم واجب ہوگا،

ایسے ہی اگر جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کرلیا تب بھی دم واجب ہوگا،

مسئلہ: عمرہ کے کسی واجب کو ترک کرنے سے بُدنہ یا صدقہ واجب نہیں ہوتا، بلکہ صرف دَم (یعنی ایک بکرا یا گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ) واجب ہوتا ہے،

مسئلہ: اگر کسی نے منیٰ میں جمرات کی رمی ایک دن بھی نہیں کی، یعنی سب دنوں کی چھوڑ دی، یا ایک دن کی چھوڑ دی خواہ وہ دسِن

تاریخ کی جمرۂ عقبہ کی ہی رمی ہو،

یا اکثر کنکریاں ایک روز کی رمی کی ترک کردیں، مثلاً دسویں کی رمی کی سات کنکریوں میں سے چار چھوڑ دیں،

یا گیارہ کنکریاں اور دنوں کی رمی سے ترک کردیں تو ان سب صورتوں میں دم واجب ہوگا،

اور اگر ایک دن کی رمی سے تھوڑی کنکریاں ترک کردے، مثلاً تین یا اس سے کم دسویں کو اور دس یا اس سے کم اور دنوں میں تو ہر کنکری ترک کرنے کے بدلہ میں پورا صدقہ واجب ہوگا،

البتہ ان سب کے ترک کرنے کے کفارہ (یعنی صدقہ) کا مجموعہ اگر ایک دم کے برابر ہوجائے تو پھر اس میں کچھ کمی کردے تاکہ دم کے برابر نہ ہو،

مسئلہ: اگر عمرہ یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حدِ حرم سے باہر حجامت بنوائی تو دم واجب ہوگا،

اور اگر ایامِ نحر گذرنے کے بعد حرم سے باہر حجامت کرائی تو اس صورت میں دو دم واجب ہوں گے، ایک حرم سے باہر حجامت کا دوسرا تاخیر کا،

(۸)

خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا اُس کو ایذا پہنچانا

شکار کے بہت سے مسائل ہیں، چونکہ اکثر حاجی احرام باندھنے کے بعد خود بھی محتاط رہتے ہیں، اور ان کو طوافِ بیت اللہ وغیرہ سے اتنی فرصت بھی نہیں ملتی کہ کہیں شکار وغیرہ کرنے جائیں، حتیٰ کہ جدّہ سے مکہ معظمہ اور مکہ سے مدینہ منورہ زیارت کے لئے بھی حکومت کی اجازت سے جانا ہوتا ہے ایسی صورت میں شکار کرنا یا احرام کی حالت میں شکار کے لئے کہیں جانا بہت بڑی بات ہے،

پھر بھی اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ احرام کی حالت میں مُحرِم کے لئے حِلّ اور حَرَم دونوں جگہ شکار کرنا ناجائز ہے،

اگر جانور کو قتل کر دیا یا اس کی طرف اشارہ کیا یا کسی قسم کی اعانت کی تب بھی جزاء واجب ہوتی ہے، بلکہ جانور کا قتل حالتِ اختیاری میں ہو یا بحالتِ اضطراری دونوں صورتوں میں جزاء واجب ہے، خواہ یہ جانور ایسا ہو جس کا کھانا شرعاً حرام ہے،

شکار کی جزاء

اور جزاء اس کی یہ ہے کہ ایک یا دو نیک اور عادل آدمی اس شکار کی قیمت متعین کر دیں، اس کے بعد شکاری اور قاتل کو اختیار رہے کہ

متعین کردہ قیمت سے ہدی خرید کر حرم میں ذبح کر دے،

یا اس قیمت کا گیہوں خرید کر صدقۂ فطر کی مقدار میں مساکین پر تقسیم کر دے، تقسیم کے وقت یہ احتیاط بھی رکھے کہ ایک مسکین کو ایک صدقۂ فطر کی مقدار سے کم نہ دے،

یا مساکین کو غلہ دینے کے بجائے مساکین کی تعداد کے برابر روزے رکھے، اگر غلہ کی مقدار فطرہ سے کم بچے یا مقدار ہی اتنی کم ہو کہ ایک فطرہ کی مقدار سے کم ہو تو وہ ایک مسکین کو دیدے یا اس کے بدلہ میں ایک روزہ رکھ لے،

اس جزاء کا اپنے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی، اور اپنی اولاد کو دینا جائز نہیں،

مسئلہ: ہدی یا غلہ دونوں کے ادا کرنے پر قدرت ہے پھر بھی اگر کوئی ان کے بدلہ میں روزہ رکھنا چاہے تو جائز ہے،

مسئلہ: ایک شکار کی جزاء میں ہدی، غلہ اور روزہ تینوں کو جمع کرنا بھی جائز ہے، مثلاً ایک شکار کی اتنی قیمت ہو کہ اس میں تین ہدی خریدی جا سکتی ہیں، تو ایک ہدی خرید کر ذبح کر دے، اور ایک ہدی کے بدلہ میں مساکین کو گیہوں خرید کر دیدے، اور ایک کے بدلہ میں روزہ رکھ لے،

اسی طرح اگر کسی شکار کی قیمت دو ہدی کے برابر ہے تو اختیار ہے چاہے دو ہدی ذبح کرے یا دونوں کے بدلہ میں دو روزے

رکھ لے یا ایک ھدی ذبح کردے اور ایک کے بدلہ میں روزہ رکھ لے، یا غلہ تقسیم کردے، یا تینوں کو جمع کرے یا قیمت دیدے،

مسئلہ؛ مُحرم کے ہاتھ کا ذبح کردہ شکار (خواہ وہ حلال جانور ہی ہو) حرام اور مُردار ہو جاتا ہے، نہ وہ خود کھا سکتا ہے نہ دوسرا مُحرم، نہ کوئی حلال شخص، یہی حکم حرم کے شکار کا ہے،

مسئلہ؛ اگر غیر مُحرِم آدمی نے شکار کیا اور ذبح مُحرِم نے کیا یا محرم نے شکار کیا اور ذبح غیر مُحرِم نے کیا، تو اس صورت میں بھی وہ شکار مردار اور حرام ہے،

حَرَمْ کی جنایات

ہم پہلے بتلاچکے ہیں کہ حرم کی جنایات ۲ دو ہیں:۔

(۱) حرم کے جانور کو چھیڑنا یا ان کو تکلیف پہنچانا یا ان کا شکار کرنا،

(۲) حرم کی گھاس کاٹنا،

حرم کے شکار اور درخت وغیرہ کاٹنے کے بہت سے مسائل ہیں، احتیاط کرتے کرتے بھی کتاب اندازہ سے زیادہ طویل ہوگئی ہے، پھر اس کی نوبت شاید ہی آتی ہو کہ حاجی اس قسم کی جنایات کا مرتکب ہوتا ہو، اس لئے ہم صرف ایک مسئلہ پر اکتفاء کرتے ہیں،

مسئلہ؛ حرم کے جانور کا شکار مُحرم اور غیر مُحرم دونوں پر حرام ہے، البتہ ان جانوروں کا مارنا جائز ہے جن کی شریعت نے اجازت

دی ہے ان کا بیان اسی کتاب کے صفحہ ۱۷۳ پر کیا جاچکا ہے،

حرم کی گھاس یا درخت کاٹنا

حرم کے درخت اور گھاس بلحاظِ جنایت چار قسم پر ہیں،

اوّل[۱]؛ جن کو عام طور پر لوگ بوتے ہیں اور کسی شخص نے اس کو حدِ حرم میں بویا یا لگایا ہو، جیسے گیہوں، جَو، چنا وغیرہ،

دوسرے[۲]؛ عام طور پر جس کو کوئی بوتا نہیں، مگر کسی نے اس کو لگا دیا، جیسے پیلو وغیرہ،

تیسرے[۳]؛ وہ خودرو درخت جو خود اُگ آئے اور عام طور سے لوگ اس کو بوتے ہوں،

چوتھے؛ وہ درخت جو خود پیدا ہو گیا ہو، اور عام طور سے لوگ اس کو بوتے نہ ہوں، جیسے کیکر،

ان کا حکم یہ ہے:

اوّل تینوں قسم کے درخت کاٹنے سے کوئی جزا واجب نہیں ہوتی، ان کا کاٹنا، اکھاڑنا اور استعمال میں لانا جائز ہے، بشرطیکہ کسی کی مِلک نہ ہو، اور اگر مِلک ہو تو اس کی قیمت مالک کو دینی واجب ہوگی،

چوتھی قسم کے درختوں کا کاٹنا، اکھاڑنا، مُحرِم اور غیر مُحرِم دونوں کے لئے حرام ہے، خواہ اس قسم کے درخت کسی کی مملوکہ زمین میں ہوں... یا غیر مملوکہ میں ہوں،

البتہ؛ خشک درخت کاٹنا جائز ہے، اور اذخر گھاس کا کاٹنا بھی جائز ہے، یہ ایک قسم کی خوشبودار گھاس ہوتی ہے جو قبر اور چھت کے پٹاؤ میں کام آتی ہے،

مسئلہ؛ حرم کے تر درخت کی شاخ توڑنا اور اس کی مسواک بنانا دونوں باتیں جائز نہیں،

مسئلہ؛ حرم کی گھاس یا درخت اکھاڑنا مُحرِم اور حلال دونوں کے لئے یکساں حرام ہے،

مسئلہ؛ حرم کی گھاس کاٹنے سے اس کی جزا واجب ہوگی، اور اس کی قیمت سے غلہ خرید کر صدقہ کردے، اور مسکین کو نصف صاع جہاں چاہے دیدے، یا اگر اس قیمت سے ہدی آسکتی ہو تو ہدی خرید کر ذبح کردے،

مسئلہ؛ درخت وغیرہ کاٹنے کی جزا میں روزہ رکھنا جائز نہیں،

جنایات کے بیان کے بعد اب ہم اخیر میں بغرض حصولِ برکت و ثواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے تاریخی خطبہ پر کتاب کے دوسرے حصہ کو ختم کرتے ہیں:

تتمّہ

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع کے موقع پر رخصتی اور تاریخی

خطبہ

۹ھ ہجری میں حج فرض ہوا، اور ۱۰ھ میں جنابؐ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ حج ادا فرمایا جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے،

اس بابرکت موقع پر حق تعالیٰ کی طرف سے میدانِ عرفات میں نو ذی الحجہ کو جمعہ کے دن دینِ اسلام کی تکمیل و تتمیم کا مژدہ اور بشارت ان الفاظ میں سنائی گئی؛

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط

اس تاریخی اور مبارک دن پر آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کے سامنے میدانِ عرفات کے جبلِ رحمت پر ایک اہم خطبہ اس انداز میں ارشاد

فرمایا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اُمّت کے والی اور نگہبان اپنے رخصت ہونے سے پہلے الوداعی خطبہ دے رہے ہیں،

اور آپؐ نے صحابۂ کرام کے سامنے اشارۃً یہ بات بار بار فرمائی بھی، چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

خُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّيْ لَآ اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَآ اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ (مسلم)	"کہ تم مجھ سے مناسک (حج) سیکھ لو: مجھے معلوم نہیں، شاید اس حج کے بعد میں کوئی اور حج نہ کرسکوں"!

چنانچہ حج سے فراغت کے بعد آپؐ صرف تین ماہ اس دنیائے فانی میں رہے، اور بارہ[۱۲] ربیع الاوّل بروز پیر اس دنیا سے پردہ فرما گئے، چونکہ آپؐ نے اس موقع پر حق تعالیٰ کے دین کی تبلیغ فرماتے ہوئے امّت کو ایسی زرّیں نصیحتیں ارشاد فرمائیں کہ اُن پر عمل کرنے میں ہماری دین و دنیا کی فلاح اور کامیابی کا راز مضمر اور پوشیدہ ہے،

اس لئے اس کتاب کی مناسبت سے حصولِ برکت کے لئے اُن نصائح اور خطبہ پر ہم اس کتاب کو ختم کرتے ہیں،

ویسے تو اس خطبہ کا ہر لفظ تشریح طلب ہے، اگر ہمیں کتاب کے طویل ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس کی پوری تشریح کرتے، اب بھی کتاب ہمارے اندازہ سے بہت بڑھ گئی ہے، اس لئے ہم عربی اور اس کے اردو ترجمہ کے ساتھ حسبِ ضرورت تشریح پر اکتفاء کریں گے،

آپؐ نے یہ خطبہ ۹ ذی الحجہ کو بعد از زوال قبل از جمع صلوٰتین ارشاد فرمایا تھا،

حدیث میں ہے جب آفتاب ڈھل گیا یعنی زوال کا وقت ختم ہوگیا تو آپؐ نے اپنی ناقہ (اونٹنی) قصوا پر کجاوا کسنے کا حکم دیا، اس کے بعد اس پر سوار ہوکر وادیِ عُرنہ کے درمیان تشریف لائے، اور اونٹنی کی پشت پر بیٹھے بیٹھے ہی اوپر سے خطبہ دیا، تاکہ دور دور تک صحابۂ کرامؓ دیکھ اور سُن لیں، جس میں ارشاد فرمایا:۔

(۱) اِنَّ دِمَآءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا،

"لوگو! تمھارے خون، تمھارے مال ایک دوسرے پر بالکل اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج عرفہ کے دن کی ذی الحجہ کے مہینہ کی اور اس مقدس شہر (مکہ) کی حرمت"۔

یعنی جس طرح آج عرفہ کے دن اور اس مہینہ اور اس شہر (مکہ) میں کسی کا ناحق خون (قتل) کرنا یا کسی کا ناحق اور ناجائز طریقہ پر مال کھانا اور مال لے لینا حرام سمجھتے ہو ایسے ہی آئندہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہر جگہ یہ افعال مسلمانوں کے لئے حرام کردیئے گئے ہیں،

پھر فرمایا:۔

(۲) اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ تَحْتَ قَدَمَیَّ مَوْضُوْعٌ،

"لوگو! خوب غور سے سُن لو! آج سے زمانۂ جاہلیت کی ساری رسوم میرے قدموں کے نیچے دفن کردی گئیں"۔

یعنی آج سے زمانۂ جاہلیت اور اسلام کی روشنی سے پہلے کی تمام کفریہ باتیں منسوخ اور ختم کردی گئیں،

پھر فرمایا

③ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ، وَكَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ۔

"اور زمانۂ جاہلیت کے تمام خون بھی معاف ہیں (یعنی میں ان کی منسوخی اور خاتمہ کا اعلان کرتا ہوں) اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے ربیعہ بن الحارث کے خون (کے بدلہ) کو ختم اور معاف کرتا ہوں جو قبیلۂ بنی سعد کے ایک گھر میں دودھ پیتے تھے"

یعنی ربیعہ بن الحارث جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے، اُن کا ایک شیرخوار بچہ قبیلۂ بنی سعد کی ایک عورت نے دودھ پلانے کے لئے اپنے گھر میں رکھ لیا تھا، جو ہذیل اور بنی سعد کے گھریلو جھگڑے میں قتل کر دیا گیا تھا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کو اس کا بدلہ لینے کا (اس زمانہ کے رواج کے مطابق) حق تھا، لیکن آپؐ نے اپنے اس خطبہ میں سب سے پہلے اس سے دستبرداری اور معافی کا اعلان فرمایا،

تاکہ دوسرے لوگ اس کی تقلید کرتے ہوئے اپنے اپنے حق سے دستبردار ہو کر آپس میں شیر و شکر ہو کر رہنا سیکھیں، جنابؐ کے اس اعلان میں مبلغین اور حضرات علماء کے لئے بڑا سبق ہے کہ کسی کام کی تبلیغ کرنے سے پہلے خود عامل ہونا چاہئے،

آجکل کے مسلمان آپؐ کے اس فرمان پر غور کریں جو ذرا ذرا سی بات

پر آپس میں دست وگریباں ہو جاتے ہیں اور اپنے اسلامی بھائیوں کا بیدریغ خون بہانا شروع کر دیتے ہیں، ہماری جو طاقت کافر کے مقابلہ پر خرچ ہونی چاہیئے تھی وہ مسلمان پر ہوتی ہے، اور غیر قومیں ہماری حالت پر ہنستی ہیں قرآن پاک میں اسی کو فرمایا گیا وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ،

پھر فرمایا

④ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ،

"اور زمانہ جاہلیت کا سودی لین دین ملیامیٹ کر دیا گیا اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے سودی کاروبار کے خاتمہ کا اعلان کرتا ہوں جو عباس بن عبد المطلب کا ہے"

یعنی سودی کاروبار جو زمانہ جاہلیت میں نہ معلوم کب سے چلا آرہا تھا اس کے خاتمہ کی ابتدا بھی آپؐ نے اپنے گھر (یعنی چچا) کے سودی مطالبات کی منسوخی اور دستبرداری کا اعلان فرما کر کی،

آج کا مسلمان ذرا غور کرے کہ جس فعل کو قرآن پاک اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا تھا وہی معاشرہ میں ایسے داخل ہو گیا ہے کہ انسان لاکھ بچنا چاہے تو ناممکن ہے، بلکہ جو اللہ کے بندے اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو آجکل بیوقوف سمجھا جاتا ہے، اور سود کو جائز وحلال کرنے کے لئے کیا کیا حیلے بہانے تراشتے ہیں یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں،

اللہ کے برحق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے پیشینگوئی فرمائی تھی، آج ہم اس کی صداقت کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں، آپؐ نے فرمایا:-

یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِیْ الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ مِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ ط (بخاری)	"یعنی لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ کسی کو اس سے سروکار نہ ہوگا کہ جو مال وہ لے رہا ہے حلال ہے یا حرام"

اگر غور کیا جائے تو سود کو حلال کرنے کی یہ سب تاویلیں، حیلے اور بہانے مال کی محبت کی وجہ سے کئے جاتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر یقین نہ ہونے کی بیّن دلیل ہے، ورنہ قرآن پاک کا صاف اعلان ہے:-

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (پ ۳ ع ۶)	"اور حلال کر دیا ہے اللہ نے سوداگری (تجارت) کو اور حرام کر دیا ہے سود کو"

اس صاف اور صریح حکم کے بعد بھی جو لوگ سود لیتے دیتے ہیں ان کو دنیا اور دین دونوں جگہ کے انجام کا بھی سن لینا چاہئے، دنیا کے انجام کے متعلق فرمایا گیا:-

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ط،	"مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ سود کے مال کو اور بڑھاتا ہے خیرات کے مال کو"

یعنی اللہ تعالیٰ سود کے مال کو مٹاتا ہے اور اس میں برکت نہیں

ہوتی، بلکہ اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے،

چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے انجام اس کا افلاس ہے، اور خیرات کرنے سے مال میں خیر و برکت ہوتی ہے اور ثواب میں بھی اضافہ ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا:۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط (پ ۳ ع ۴)	"مثال اُن لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال راہِ خدا میں، ایسی ہے جیسے ایک دانہ اس سے اُگیں سات بالیں ہر ہر بال میں سو دانے"

یعنی راہ خدا میں تھوڑا مال خرچ کرنے کا بھی بہت ثواب ہے، اور اس کو ایسے بڑھاتا ہے جیسے گیہوں کے ایک دانہ سے سات بالیں پیدا ہوں پھر ہر بال میں سو دانے گویا ایک دانہ سے سات سو دانے ہو گئے اسی طرح صدقہ خیرات کرنے کا اجر و ثواب سمجھ لینا چاہئے،

اس کے بعد مرنے کے بعد انجام پر بھی غور کر لیجیے، ارشاد خداوندی ہے

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا (پ ۳ ع ۶)	"جو لوگ سود کھاتے ہیں (یعنی لیتے ہیں) نہیں اٹھیں گے قیامت کے دن مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیئے ہوں جن نے لپٹ کر، یہ حالت اُنکی اس لئے ہوگی کہ انھوں نے (دنیا میں) کہا کہ سوداگری بھی ایسی ہی ہے جیسے سود لینا"

آجکل بہت سے سود خور یہ کہہ دیتے ہیں کہ میاں سود بھی تو (معاذ اللہ) ایک طرح کی تجارت ہی ہے، ایسے لوگوں کو اس آیت کریمہ کے الفاظ پر غور کرنا چاہیئے،

اخیر میں مزید توضیح و تشریح کے لئے ایک حدیث بھی ملاحظہ ہو، حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں:۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ ط (مسلم)

"لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور دینے والے اور اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر، اور فرمایا گنہگار ہونے میں یہ سب برابر ہیں"

ان معروضات سے بھی اگر کسی کے سود کی قباحت اور برائی سمجھ میں نہ آئے تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے تیار رہنا چاہیئے،

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ

"پھر اگر نہیں چھوڑتے (سودی لین دین) تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول سے"

آج ہم غور سے دیکھیں کہ سود کی لعنت میں ہمارا ملک اور قوم کی اکثریت کس طرح گرفتار ہے، کیا ان حالات میں ہم اللہ کی رحمتوں کے مستحق بننے کے اہل ہو سکتے ہیں؟

کیا ہماری حکومت اور قوم کی پریشانیاں اپنی خود پیدا کردہ بیماریوں کا نتیجہ تو نہیں ؟

اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا

⑤ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ، وَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُوْشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ،

"اے لوگو! اپنی بیویوں کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ ان کو تم نے اللہ کی امانت بطور بیوی بنایا ہے، اور خدا کے حکم سے ان کا جسم تمہارے لئے حلال ہوا ہے، اور ان عورتوں پر تمہارا خاص حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں، اور جن کا بستر پر بیٹھنا (شرعاً) تم کو پسند نہ ہو وہ ان کو نہ بیٹھنے دیں اور اگر وہ ایسا کریں تو پھر ان کو ایسی مار مارو جو ظاہرا نظر نہ آئے"۔

⑥ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ،

"اور عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کو اچھی طرح کھلاؤ اور پہناؤ"۔

اس نمبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے حقوق بتلائے اور آپس میں میل جل کر رہنے کا طریقہ کس بہترین انداز میں تعلیم فرمایا، دوسرے معنی میں آپؐ نے بیوی کے حقوق دلا کر گھر کی ملکہ بنا دیا، جبکہ زمانۂ جاہلیت اور کفر میں عورت کی کوئی وقعت نہ تھی، اور اس کا

کوئی مقام نہ تھا، اس پر بھی یہ کہنا کہ اسلام عورتوں کو آزادی سے روکتا ہے، اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کی دلیل ہے یا تجاہلِ عارفانہ،

پھر ارشاد فرمایا

⑦ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابُ اللهِ،

"اور میں تمھاری رہنمائی کے لئے تم میں اپنے بعد وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر اسے مضبوطی سے پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب اللہ یعنی قرآن ہے"

یعنی میں اپنے انتقال کے بعد مسلمانوں کی رشد و ہدایت کے لئے روشنی کا ایسا مینار چھوڑ رہا ہوں کہ اگر اس پر عمل کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہونگے، افسوس مسلمان آج اس کتاب پر عمل چھوڑ کر دنیا کی تباہی اور آخرت کی بربادی خود خرید رہے ہیں، آپؐ نے سچ فرمایا،

إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ (مسلم)

"اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ کسی قوم کو ترقی عطا فرمائیگا اور کسی قوم کو تنزّل"

گویا اس مبارک حدیث میں یہ بتلادیا گیا کہ قوموں کے عروج و زوال کا راز قرآنی تعلیمات پر عمل میں پوشیدہ ہے،

ان نصائح کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا:۔

⑧ وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟

"اے لوگو! قیامت کے دن تم سے میرے متعلق دریافت کیا جائے گا تو بتاؤ تم اُس وقت کیا جواب دو گے؟"

یعنی تم سے یہ پوچھا جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے احکامات تم لوگوں تک دنیا میں پہونچائے تھے یا نہیں؟

میدانِ عرفات میں جمع تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک زبان ہو کر جواب دیا:

قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ،	سب حاضرین نے جواب دیا ہم گواہ ہیں کہ آپؐ نے اللہ کے احکامات ہم کو

پہنچا دیئے، اور رہنمائی و تبلیغ کا حق ادا کر دیا،

یعنی آپؐ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا، اور نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، جس طرح ہم یہاں گواہی دے رہے ہیں قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح گواہی دیں گے،

آپؐ نے صحابۂ کرامؓ سے یہ الفاظ سن کر اپنی انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھا کر مسرّت بھرے جذبات میں تین مرتبہ فرمایا:-

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ،

اے اللہ تو گواہ رہ ، اے اللہ تو گواہ رہ ، اے اللہ تو گواہ رہ ،

یعنی اے اللہ سُن لیجئے آپ کے بندے میرے متعلق کیا گواہی دے رہے ہیں کہ میں نے آپ کا پیغام اور احکامات اُن تک پہنچا دیئے،

آپؐ نے یہ کلمے تین مرتبہ فرمائے اور تینوں مرتبہ انگشتِ شہادت بھی آسمان کی طرف اٹھائی،

احکاماتِ حج کا سب سے بڑا عمل اور رکنِ اعظم وقوفِ عرفہ ہے

یعنی نو ذی الحجہ کو بعد از زوال ظہر اور عصر کی نماز امام کے ساتھ پڑھ کر میدانِ عرفات میں کھڑا ہونا، جیساکہ اس حدیث سے معلوم ہوا، اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا طویل وقوف فرمایا تھا، ظہر اور عصر کی نماز آپؐ نے ظہر کے ابتدائی وقت میں پڑھ لی تھی اس کے بعد غروب آفتاب تک وقوف فرمایا،

غروب آفتاب کے فوراً بعد عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوگئے، مزدلفہ پہونچ کر مغرب اور عشاء ایک ساتھ ادا فرمائیں، آج بھی حجاج کے لئے یہی حکم ہے کہ مزدلفہ پہونچ کر مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھیں، مزدلفہ میں رات بھر آپؐ نے قیام فرمایا، اور صبح صادق کے بعد اذان و اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا فرمائی، اس کے بعد مشعرِ حرام کے پاس تشریف لائے، وہاں آپؐ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، تسبیح وتقدیس اور دعاء میں مشغول رہے، جب خوب اُجالا ہوگیا تو طلوع آفتاب سے ذرا پہلے منیٰ کے لئے روانہ ہوگئے، منیٰ پہونچ کر جمرۂ عقبہ کی رمی فرمائی، رمی سے فارغ ہوکر اپنے دستِ مبارک سے تریسٹھ ۶۳ اونٹ ذبح فرمائے، جس سے علماء نے یہ نکتہ نکالا کہ اس فعل سے اس بات کی طرف لطیف اشارہ تھا کہ آپؐ کی عمر مبارک تریسٹھ ۶۳ سال ہوگی،

چنانچہ حج سے فارغ ہوکر آپؐ اس دنیائے فانی میں تقریباً تین ماہ حیات رہ کر بارہ ۱۲ ربیع الاوّل یوم دوشنبہ (پیر) کو تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں پردہ فرماگئے،

قربانی سے فارغ ہو کر آپؐ نے حجام کو بلا کر حجامت کرائی، اس دن ذی الحجہ کی دسویں تاریخ تھی، اس تاریخ کو بھی آپؐ نے منیٰ میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں ایک اہم بات یہ ارشاد فرمائی:

وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْئَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا، فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ،

"اور عنقریب (مرنے کے بعد آخرت میں) تمھاری اپنے رب کے سامنے پیشی ہوگی، اور (تم سے تمھارے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے گا، دیکھو خبردار تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا، اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنا"،

یعنی قتل وخوں ریزی نہ کرنا، یہ کام مسلمانوں کا نہیں، بلکہ یہ گمراہی اور کفر کا راستہ ہے،

اس کے بعد آپؐ نے مسلمانوں سے دریافت کیا:-

أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ، بتاؤ میں نے تمھیں خدا کا پیغام پہونچا دیا؟

سب نے یک زبان ہو کر کہا نَعَمْ بیشک آپؐ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا، اور خدائی پیغام لوگوں تک پہونچا دیا،

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا:-

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَىٰ مِنْ سَامِعٍ (بخاری، مسلم)

اے اللہ تو گواہ رہ؛ پھر آپؐ نے حاضرین سے فرمایا:-

"جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ میری بات ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں، کیونکہ بہت سے وہ لوگ جن کو کسی سننے والے سے کوئی بات پہنچے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں"۔

مسلمان آپؐ کی اس نصیحت پر اپنے گریبانوں میں مُنہ ڈال کر سوچیں اور غور کریں کہ آپؐ نے جس بات سے آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل روکا اور منع فرمایا تھا وہی بات اور مرض ہمیں آج گُھن کی طرح کھائے جا رہا ہے، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے مسلمان مسلمان کا دشمن ہے، قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو ارشاد فرمایا:-

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ط | "مُسلمان تو سب بھائی ہیں"۔

حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ ط (مسلم)

"تمام مؤمن ایک آدمی کے (جسم کی) مانند ہیں، اگر آدمی کی ایک آنکھ میں تکلیف ہو تو سارے بدن کو تکلیف پہنچتی ہے، اور اگر سر میں تکلیف ہو تب بھی سارے بدن کو تکلیف ہوتی ہے"۔

یعنی جیسے ایک انسان کا پورا جسم ہوتا ہے، اگر اس جسم کے کسی حصہ میں کوئی زخم یا تکلیف ہو تو اس سے سارا جسم متاثر ہوتا ہے اسی طرح مسلمانوں کی مثال ہونی چاہیے کہ دنیا کے کسی خطّہ میں مسلمان

رہتا ہو اگر اس کو کوئی تکلیف پہونچے تو دوسرے مُلک اور خطہ کے رہنے والے مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ تکلیف میری اپنی تکلیف ہے،

غور کیجئے کہ کتنی بہترین تعلیم ہے جس سے انسان کے دل میں الفت و محبّت پیدا ہوتی ہے، حج میں جہاں اور بہت سی حکمتیں ہیں ان میں ایک اہم حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا کے مسلمانوں میں الفت و محبت پیدا ہو، اور اخوت کے جذبات اُبھریں، ایک دوسرے کے دُکھ درد کو اپنا دُکھ درد سمجھیں، عرفات کے میدان میں سب حجاج کا ایک ہی قسم کا لباس پہنکر جمع ہونا بھی اسی مقصد کی ایک کڑی ہے،

بنی آدم اعضائے یک دیگر ند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

افسوس! آج کے مسلمان نے اسلام اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روشن تعلیم کو فراموش کر دیا جس کا نتیجہ اور انجامِ بد ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، خداوند کریم مسلمانوں کو اپنے دین پر چلنے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ

الحمد للہ

خطبۂ حجۃ الوداع مع مختصر ضروری تشریح کے بخیر وخوبی پورا ہوا
اب ہم بھی اپنی اس کتاب کے دوسرے حصہ کو یہیں پر ختم کرتے ہیں،
حق تعالیٰ سے دُعاء ہے کہ
یہ کتاب ناظرین کے لئے مفید اور نافع ثابت ہو، اور میرے
اور ناشر کے لئے توشۂ نجات بنائے، آمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصّٰلِحٰتُ ۝
اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ وَرَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ
وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ
اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ ۝

تمت بالخیر

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ

(مشکوٰۃ و بیہقی)

جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی!!

عکسی

مُعین الحجاج

حصّہ ۳ سوم

از جناب قاری شریف احمد صاحب خطیب جامع مسجد ریلوے سٹی اسٹیشن کراچی

جس میں

فضائل مدینہ منوّرہ

اور مسجد نبوی، ریاض الجنّۃ، ستونہائے رحمت، منبر نبوی اور مدینہ طیبہ کے دیگر تاریخی اور مقدّس مقامات کی تاریخ و فضائل اور دعاؤں کا مفصّل بیان ہے،

ناشر

مکتبہ رشیدیہ قاری منزل مرار اسٹریٹ متصل پاکستان چوک کراچی

سفر مدینۂ منوّرہ

زَادَهَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِيمًا

مدینہ منوّرہ مکہ معظمہ سے عین شمال میں واقع ہے، اور تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہیں، پہلے جدّہ کے راستہ سے حجاج مدینہ جایا کرتے تھے، لیکن اب وادی فاطمہ کی طرف سے قریب کا راستہ نکال دیا گیا ہے، اور اب زیادہ تر حجاج مکہ سے اسی راستے مدینہ جاتے ہیں، اب سے تقریباً ۳۵ سال پہلے اونٹوں پر سفر ہوا کرتا تھا، جس میں ایک ایک ہفتہ بلکہ بعض مرتبہ اس سے بھی زیادہ وقت لگ جایا کرتا تھا اور راستہ میں لوٹ مار روزمرہ کا کھیل تھا، لیکن اب یہ خواب وخیال کی باتیں ہوگئی ہیں، سڑکیں بڑی شاندار اور پختہ بن گئی ہیں، اونٹوں کی جگہ بسوں اور ٹیکسیوں نے لے لی ہے، جو رات دن ان سڑکوں پر رواں دواں رہتی ہیں، فجر کی نماز حرم شریف میں پڑھ کر اگر اچھی اور نئی ٹیکسی سے سفر کیا جائے تو ظہر کی نماز مدینہ منورہ پہونچ کر بآسانی جماعت سے پڑھ سکتے ہیں،

جو شخص حج کو جائے اس کو چاہئے مدینہ منورہ پہونچ کر حضور سرورِ عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مسجد اور روضۂ اطہر کی زیارت بھی ضرور کرے،

قبل از اسلام مدینہ کا نام یَثْرِب تھا، قرآن پاک میں بھی یہ نام آیا ہے:-

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا،	"اور جب کہنے لگی ایک جماعت ان میں سے، اے اہلِ یثرب تمہارے لئے ٹھکانا نہیں، سو لوٹ کر واپس چلو"

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مدینہ کے نام سے بدل دیا قرآن مجید میں اسی نام سے ذکر آیا ہے، مثلاً وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا

جب مدینہ روانگی ہو تو کوشش کرکے رستہ بھر باوضو رہے اور درود وسلام کا ورد رکھے، جب سواری مقامِ بدر پر پہونچے تو یہاں اسلام کی سب سے پہلی جنگِ بدر کا تصور کرے، کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے جاں نثار صحابہؓ نے کس بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ سے نوّے میل کے فاصلہ پر کفار اور اعدائے اسلام سے صرف اللہ کی رضا اور اس کے دین کی بقاء کے لئے جنگ کی تھی، اور حق تعالیٰ نے کیسی عظیم الشان فتح ونصرت عطا فرمائی تھی،

ممکن ہو تو شہدائے بدر کے مزارات (جو سڑک سے کچھ فاصلہ پر ہیں) پر پہونچ کر ایصالِ ثواب کریں، اور بار بار گردن جھکا کر تصور کریں کہ اسلام کے ان فرزندوں نے کتنی بڑی قربانی اللہ کے حضور میں پیش کی تھی جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گی، قرآن پاک میں اس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا گیا ہے:- وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ

اٰذِلَّۃٌ ط اور ان الفاظ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرے،

ہدیۂ عقیدت بر شہدائے بدر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءُ وَیَا سُعَدَآءُ		
سلام ہو تم پر اے شہیدو اور اے اللہ کے نیک بندو!		
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ		
سلام ہو تم پر بدلے میں اس کے کہ تم نے صبر کیا پس کیا ہی اچھا ہے		
	عُقْبَى الدَّارِ ۵	
	آخرت کا گھر،	
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءَ بَدْرٍ کَآفَّۃً عَامَّۃً		
سلام ہو تم پر اے بدر کے شہداء سب کے سب پر		
	وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط	
	اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں،	

شہداء کے مزارات ایک احاطہ میں ہیں، اور مزارات سے کچھ فاصلہ پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے، اس کا نام مسجدِ بدر ہے، اس کے قریب سے پانی کی نہر بہتی ہے، یہاں سے روانہ ہو کر اب سواری بابِ عنبریہ پر رکے گی، جو مدینہ کا دروازہ ہے، راستہ میں غسل اور وضو کرنے کی سہولت نہیں ہو گی، حالات اگر اجازت دیں تو نہر میں غسل کر کے سوار ہوں، غسل کا موقع

نہ ہو تو وضو ہی کرلیں، مدینہ کے جتنے قریب پہونچتے جائیں درود وسلام میں اور اضافہ کرتے جائیں، اور جتنی تعظیم وادب کرسکتے ہوں اس میں کوتاہی نہ کریں، کپڑے صاف ستھرے پہن کر خوشبو لگاکر نہایت ہی ادب سے مدینہ میں داخل ہوا،

مدینہ منورّہ میں داخلہ کے آداب

مدینہ طیبہ کے چاروں طرف پہلے شہر پناہ یعنی فصیل تھی، اور شہر میں داخل ہونے کے لئے مختلف اطراف سے آنے والوں کے لئے آٹھ دروازے تھے، مگر اب وہ فصیل اور دروازے معدوم ہو چکے ہیں، اور آبادی بڑھ کر ان حدود سے باہر تک پھیل گئی ہے،

مکہ معظمہ سے آنے والوں کے لئے جو سڑک ہے اس پر ایک دروازہ ہے جس کا نام بَابِ عَنْبَرِیَّہ ہے، یہاں سے مدینہ منورہ شروع ہوجاتا ہے، حرم مدینہ پر نظر پڑتے ہی یہ دعاء پڑھیں، دعاء یاد نہ ہو تو درود شریف ہی پڑھتے رہیں،

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْهُ لِیْ وِقَایَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ ۝	"یا اللہ! یہ آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حرم محترم ہے، اس کو میرے لئے جہنم سے نجات کا ذریعہ اور امن کا سبب بنادیں برے حساب سے"،

سواری سے اگر اتر کر چلنا ہو ممکن ہو تو پیدل چلئے، اور خشوع خضوع

اور تواضع کے ساتھ مدینہ میں یہ دعا پڑھتے ہوئے داخل ہو،

بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِكَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَآئَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَاخَیْرَ مَسْئُوْلٍ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَّنَا فِیْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔

اللہ کا نام لیکر داخل ہوتا ہوں، جو اللہ چاہے وہ ہوگا، بغیر اللہ کی مدد کے کچھ نہ ہوگا، اے میرے رب مجھ کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ داخل فرما اور خیریت سے واپسی ہو، اور مجھے اپنے رسول کی زیارت سے مشرف فرما، جیسا کہ تونے اپنے خاص فرمانبردار بندوں کو سرفراز فرماتا ہے اور مجھ کو دوزخ کی آگ سے بچا اور میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اے سب سے بہتر اور اچھا دینے والے

اے اللہ مجھے یہاں کے زمانۂ قیام میں سکون اور عمدہ و پاکیزہ روزی عطا فرما۔

مدینہ طیبہ میں داخل ہوجانے کے بعد جب تک بھی قیام رہے، بڑے ادب کے ساتھ ڈرتے ہوئے رہیں، اور چلے پھریں اور یہ تصور رکھیں کہ اس سرزمین پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) اور صحابۂ کرام رضی کے خدا جانے کہاں کہاں قدم پڑے ہوں گے،

مدینہ میں داخل ہوتے ہی سامنے آپ کو مسجد نبوی ؐ کے فلک بوس مینار اور روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کش گنبدِ خضرا نظر آئے گا، اسی کا عشق و محبت آپ کو یہاں کھینچ کر لایا ہے، اس مناسبت کے

پیشِ نظر پہلے مدینہ منوّرہ اور اسی کے ساتھ مسجد نبوی کی فضیلت کا بیان کیا جاتا ہے،

فضائل مدینۂ منوّرہ

کریں کچھ یونہی شوقِ دل اپنا پورا ؛ کریں آؤ ذکرِ دیارِ مدینہ

فضیلت مدینہ منورہ کے سلسلہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ سَمّٰى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ ، (مسلم)

"جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے"۔

طابہ کے معنی ہیں پاکیزہ اور خوشگوار، یہ واقعہ ہے کہ ایک مسلمان کو مدینہ پہونچ کر کتنی فرحت اور سرور محسوس ہوتا ہے، اور اپنے اندر کتنی خوشگوار تبدیلی محسوس کرتا ہے، اس کو ہر مسلمان زیارتِ مدینہ کے وقت محسوس کر سکتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے اس کیفیت کا نقشہ کھینچا جائے،

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں جب کسی درخت پر نیا پھل آتا تو لوگ توڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے آپؐ اس کو قبول فرما کر ان الفاظ میں دعاء کرتے :-

اسی حدیث میں ہے آپؐ نے یہ ... دعاء فرمائی :-

"یا اللہ ابراہیم (علیہ السلام) آپ کے خاص بندے، خلیل اور نبی تھے، اور میں بھی آپ کا بندہ اور نبی ہوں، انھوں نے آپ سے مکہ کے لئے (خیر و برکت کی) دعاء مانگی تھی، اور میں مدینہ کے لئے آپ سے ویسی ہی (خیر و برکت کی) دعاء کرتا ہوں"

اس کے بعد آپ کسی چھوٹے بچّے کو بلاکر وہ نیا پھل اس کو دیدیتے،

ہمارا مقصد یہاں مدینہ کے فضائل سے متعلق زیادہ تفصیل کرنا نہیں، اس کی فضیلت بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے، اس لئے ایک دو حدیث یہاں اور درج کر کے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں :-

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَةِ مَلٰٓئِکَةٌ لَا یَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ، (بخاری، مسلم)	"مدینہ کے راستوں پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) فرشتے مقرر ہیں، اس میں طاعون اور دجّال داخل نہیں ہو سکتا"

ایک حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا :-

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ بِهَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ	"جو اس کی کوشش کر سکتا ہو کہ مدینہ میں اس کی موت آئے تو اس کو چاہیے اس کی کوشش کرے اور (مدینہ میں مرے

بھا، (احمد وترمذی) | میں ان لوگوں (جو مدینہ میں مریں اور دفن ہوں قیامت کے دن)، کی ضرور شفاعت کروں گا"،

امام مالک رحمہ اللہ جو امام مدینہ کے نام سے بھی مشہور ہیں ان کے عشقِ رسول ؐ کی یہ کیفیت تھی کہ مدینہ سے باہر اس خوف سے نہیں نکلتے تھے کہ کبھی میری موت وہیں آجائے اور میں مدینہ کی موت سے محروم ہوجاؤں، صرف ایک مرتبہ حجِ فرض ادا کرنے کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے،

اور ادب کا یہ حال تھا کہ اندرونِ مدینہ سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے جس شہر میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے پھرے ہوں اس میں میں سوار ہو کر گھوڑوں سے روندوں،

اللہ اکبر! یہ ہے حبِّ رسول ؐ کی مثال جس کی آجکل کے عاشقِ رسول کہلانے والے ایک مثال بھی پیش نہیں کرسکتے،

مدینہ کے فضائل کو ہم امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس دعا پر ختم کرتے ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ ط (بخاری)	"اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور میری موت بھی آپ کے رسولِ پاک ؐ کے شہر میں ہو"،

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمائیں، موت بھی مدینہ میں آئی اور درجۂ شہادت پاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہیں،

مدینہ کو یہ فضیلت اور مقام صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی برکت سے حاصل ہوا، ورنہ آپؐ کے تشریف لے جانے سے پہلے بھی مدینہ موجود تھا، اس زمانہ میں یہ بات کہاں تھی،

فضائلِ مدینہ منورہ کی زیادہ تفصیل دیکھنے کا اگر کسی کو شوق ہو تو کتاب "جذبُ القلوب" مصنفہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحؒ کا مطالعہ کریں،

فضائلِ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو مسجدِ نبویؐ کہا جاتا ہے، اور یہ اُن تین مساجد میں سے ایک ہے جس کی زیارت کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے،

اس کی بنیاد آپؐ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھی، تعمیر کے وقت جب صحابۂ کرامؓ اینٹیں اپنے کندھوں پر اٹھا کر لانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کام میں صحابہؓ کے ساتھ شریکِ کار رہے، آپؐ جذبۂ شوق میں یہ رجزیہ کلمات پڑھتے جاتے تھے

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ ؞ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ

یہی مقدس مسجد آپؐ کی ساری دینی و روحانی سرگرمیوں اور تعلیم و تربیت و تزکیۂ ہدایت و ارشاد، دعوتِ جہاد کا مرکز رہی ہے،

اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے مقدس گھر یعنی بیت اللہ شریف

کے سوا دنیا کے تمام عبادت خانوں سے زیادہ شرف اور اعزاز بخشتا، آپ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ، مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا، (بخاری، مسلم)	"دنیا کی کسی جگہ کے لئے (ثواب سمجھکر) سامانِ سفر نہ باندھا جائے سوائے ان تین مساجد کے؛ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد (مسجد نبویؐ)"۔

اسی اہمیت کو آپؐ نے ایک دوسری حدیث میں ان الفاظ میں واضح فرمایا:

صَلوٰۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلوٰۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،	"میری اس مسجد میں ایک نماز (ثواب میں)، دوسری تمام مساجد کی ھزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے"۔

(بخاری و مسلم)

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں مسجد نبویؐ کی ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر آیا ہے،

مسجدِ نبویؐ میں چالیس نمازیں پڑھنے کا ثواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد میں چالیس نمازوں کے پڑھنے کی فضیلت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:-

مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ	"جس شخص نے میری مسجد میں چالیس

صَلوٰةً لَا تَفُوْتُهٗ صَلوٰةٌ كُتِبَ لَهٗ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَآءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَآءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ، (مسند احمد، طبرانی)

نمازیں (جماعت سے) مسلسل اس طرح پڑھیں کہ ان میں سے ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی تو اس کے لئے لکھ دی جائے گی نجات اور برارت دوزخ سے اور نجات اور برارت عذاب سے اور اسی طرح برارت (نجات) نفاق سے"

لوگوں کو چاہئے مدینہ منوّرہ پہونچ کر مسجد نبویؐ میں جماعت کی نماز وں کا اہتمام رکھیں، بہت سے لوگ لاپرواہی کرتے ہیں، بہت سے حاضری دے کر اپنے وطن بھاگنے کی سوچتے ہیں، ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ بار بار آنا ایسی مقدّس جگہ نصیب سے ہی ہوتا ہے، نہ معلوم آئندہ نصیب میں حاضری ہے یا نہیں،

فضائلِ زیارت روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے ساتھ آپؐ کے روضۂ اطہر کی زیارت کی بھی حدیثوں میں بڑی فضیلت اور تاکید آئی ہے، چند حدیثیں ملاحظہ ہوں؛

(۱) مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ، (مشکوٰۃ)

"جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میری موت کے بعد تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔"

مَنْ زَارَنِيْ كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (مشکوٰۃ)

(۲) "جو شخص میری (قبر کی) زیارت کریگا قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔"

(۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ۔ (شرح لباب)

"ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری (یعنی میرے روضہ کی) زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

(۴) مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ، (دارقطنی، فتح القدیر)

"جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت کرنی مجھ پر واجب ہوگئی۔"

ان مبارک احادیث کی روشنی میں ہر شخص زیارتِ مدینہ اور روضۂ نبویؐ کے فضائل کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے، کون ایسا بدبخت مسلمان ہوگا جو کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور پڑوس کا طلبگار نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس دن ہر مسلمان کو اس دولت سے نوازے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم،

ایک مسلمان کے سچا امتی ہونے کی پہچان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد سب سے زیادہ محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو، آپؐ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک

اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ط (بخاری، مسلم)	مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کو میری محبت اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔"

مسجدِ نبوی کی مختصر تاریخ تعمیر؛

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کا تقریباً سات ماہ حضرت ابوایوب انصاری رض کے مکان پر قیام رہا، اسی زمانہ میں آپ نے دو یتیم بچوں سہل اور سہیل سے مسجد نبوی کے لئے یہ قطعہ خرید فرمایا تھا، جہاں اب مسجد مبارک بنی ہوئی ہے، ابوایوب انصاری رض کے مکان پر قیام کے دوران آپ نے مسجد نبوی تعمیر فرمائی، جو شمالاً ۱۱۵ فٹ اور شرقاً غرباً ۹۸ فٹ تھی، سادگی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ستون کھجور کے تنوں کے تھے اور شاخوں کی چھت تھی، مسجد کے کچھ حصہ پر چھت پڑی ہوئی تھی، باقی کھلا صحن تھا فرش کچا تھا، بارش کے وقت چھت سے پانی ٹپک کر کیچڑ ہو جاتا تھا، ایک دفعہ بارش سے جب کیچڑ ہو گئی تو صحابہ کرام نے فرش پر کنکریاں بچھا دیں، آپ نے اس کو پسند فرمایا، اس کے بعد سارے فرش پر سنگریزے بچھوا دیئے، چنانچہ اب بھی خانۂ کعبہ اور مسجد نبوی کے صحن میں سنگریزے بچھے ہوئے رہتے ہیں، ان کو حصوہ کہتے ہیں،

پھر سنہ ۱۷ھ میں سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

مسجدِ نبوی میں اضافہ فرمایا،
پھر ۲۹ھ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے، اس کے بعد مختلف امراء وسلاطین کے ہاتھوں تعمیر و توسیع ہوتی رہی، موجودہ قدیم حصہ سلطان عبدالحمید خاں کی تعمیر کی یادگار ہے اور مسجد نبوی اور روضہ مبارک کا قدیم حصہ آگے پیچھے بارہ دالانوں پر مشتمل ہے، اور سب کی چھتیں قبوں (گنبد) کی ہیں، ستون کھڑے کر کے اُن پر چاروں طرف محراب دار ڈاٹیں لگا کر ہر چہار ستونوں پر قبہ بنا دیا گیا ہے، ان قبوں میں جگہ جگہ رنگ برنگ کے شیشے لگے ہوئے ہیں، جب سورج نکلتا ہے تو اس کی دھوپ طرح طرح کے رنگ لیتے ہوئے دیواروں پر پڑتی ہے، ہر قبہ ایک باغیچہ معلوم ہوتا ہے، یہ قدیم تعمیر سلطان عبدالحمید خاں مرحوم اور ترکی حکومت کے دورِ اقتدار کی زندہ جیتی جاگتی اور مُنہ بولتی تصویر ہے، جس میں ۳۲۷ ستون ہیں ان میں سے ۱۳ ستونوں پر نصف حصہ تک سنگِ مرمر کے ٹکڑے چڑھے ہوئے ہیں، جس سے اس بات کی نشاں دہی کی گئی ہے کہ خیر القرون میں مسجد کی حد اتنی تھی، اور جو ستون قدیم مسجد نبوی میں قائم ہیں اُن پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے، اور ان میں جو مخصوص ستون ہیں اُن پر ایک پھول کی شکل کا دائرہ بنا کر نام لکھ دیا گیا ہے، جس جگہ اصل مسجدِ نبوی قدیم کی حد ہے اُن ستونوں کی پوری لائن پر سبز زمین پر سنہرے حروف میں "مسجد نبوی علیہ السلام" کندہ ہے، باقی سب ستونوں اور دیواروں پر سنگِ سُرخ کی ہمشکل روغن چڑھا دیا ہے، اس تعمیر میں ترکوں نے

اپنے فن کا کمال دکھلایا ہے، قدیم مسجد باب السلام کی طرف سے کھڑے ہو کر دیکھیں تو صاف نظر آئے گا کہ روضۂ جنت کے ستون ایک سیدھ میں نہیں ہیں، اور باب السلام سے چل کر دالان میں کھلی تین صفوں کی جگہ ہے، مگر آگے محراب نبوی کے قریب تنگی کے ساتھ دو صفیں کھڑی ہو سکتی ہیں، لیکن سرسری طور پر دیکھنے والے کو یہ فرق محسوس بھی نہیں ہوتا، یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ اہلِ مدینہ نے حکومتِ ترکی سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ ستون اپنی اصل جگہ سے نہ ہٹیں ورنہ ہم اپنے سر کٹوا دیں گے، اور خون کی ندیاں بہہ جائیں گی، سلطنتِ عثمانیہ نے اہلِ مدینہ کی اس خواہش اور عشق و محبت کا احترام کرتے ہوئے ستون اصلی جگہ پر رکھے، یہ تعمیر ۱۲۶۵ھ میں شروع ہو کر ۱۲۷۷ھ یعنی بارہ سال میں مکمل ہوئی، اس تعمیر کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر یہ مصرع آجاتا ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است ؎ ہمین است و ہمین است و ہمین است

ترکی تعمیر باب الرحمۃ سے باب النساء تک ہے، اس تعمیر پر ساڑھے سات لاکھ گنی عثمانی یعنی تقریباً ایک کروڑ ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے،

اس کے پیچھے کے دالان باب مجیدی تک سعودی حکومت کا شاہکار ہے، اس اضافہ کے بعد مسجد کا کل رقبہ ۱۶۳۲۷ سولہ ہزار تین سو ستائیس مربع میٹر ہے، جبکہ اس اضافہ سے پہلے ۱۰۳۰۳ دس ہزار تین سو تین مربع میٹر تھا،

قدیم مسجد نبوی کے بعد شرقاً غرباً اصل مسجد سے اونچے اونچے جو دالان باب مجیدی تک بنے ہوئے ہیں ان کے درمیان دو صحن بھی ہیں، ان میں پہلے والا حصہ جو قدیم تعمیر سے ملا ہوا ہے، ترکوں کے زمانہ کا تھا، اس کو توڑ کر نیا بنایا گیا ہے، بعد والا دوسرا صحن اور اس کے سہ طرفہ دالان جدید اضافہ کے وقت سعودی حکومت نے بڑھائے ہیں، رات کو جب روشنی ہوتی ہے تو اس حصہ کے ستونوں پر جلنے والی ٹیوب لائٹ کی روشنی عجیب پُرکشش ہوتی ہے، اس حصہ کی چھتیں اونچی ہونے کی وجہ سے اس کی شان کے مطابق بجلی کے پنکھے لگانے میں اب تک کامیابی نہیں ہوئی، کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ حصہ بھی قدیم تعمیر کے مساوی رہتا، اور دیکھنے والا کوئی فرق محسوس نہ کر سکتا،

مسجدِ نبویؐ کے دروازے

مسجد نبویؐ کا قبلہ جنوبی سمت ہے، اس طرف آجکل کوئی دروازہ نہیں ہے، شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تحویلِ قبلہ کا حکم نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبرئیل امینؑ تشریف لائے، اور مسجد نبویؐ اور بیت اللہ شریف کے درمیان پہاڑوں وغیرہ کے جتنے حجابات تھے ان سب کو درمیان سے اٹھا دیا، اس کے بعد آپ نے اپنی نظر مبارک سے دیکھ کر مسجد نبویؐ کا قبلہ خانہ کعبہ کے میزابِ رحمت کے بالکل محاذاۃ میں کر دیا،

مسجد النبیؐ کے باقی تین اطراف (مشرقی، مغربی، شمالی) میں کُل دس دروازے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) باب جبرئیل (۲) باب النساء (۳) باب عبدالعزیز،

یہ تینوں دروازے مشرقی جانب ہیں، ان میں باب جبرئیل اور باب النساء قدیم ہیں اور باب عبدالعزیز کا جدید اور سعودی تعمیر کے وقت اضافہ کیا گیا ہے،

(۴) باب السلام (۵) باب ابوبکر صدیقؓ (۶) باب الرحمۃ (۷) باب سعود،

یہ چاروں دروازے مغربی جانب ہیں، ان میں باب السلام اور باب الرحمۃ قدیم ہیں، اور باب ابوبکر صدیق، باب سعود جدید اور سعودی تعمیر کے وقت اضافہ کئے گئے ہیں، جس جگہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مکان تھا، سعودی حکومت نے جدید اضافہ کے وقت یہ بڑا ہی یادگار کارنامہ انجام دیا کہ اس جگہ باب ابوبکر صدیقؓ بنادیا اور اندرونِ مسجد جلی حروف میں لکھا ہوا ہے "هٰذِهٖ خَوْخَةُ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْق"

جس کے متعلق مشہور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات میں ارشاد فرمایا تھا:

"جن لوگوں کے مکانات کے دروازے مسجد کی اندرونی سمت پر ہیں وہ سب بند کر دیئے جائیں، سوائے ابوبکر کے دروازہ کے"

یہ خوخہ اسی جگہ ہے،

اگر اسلام کی تاریخ کسی کے ذہن میں ہو تو اس پر نظر پڑتے ہی

سارا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے،

باب سعود بھی جدید تعمیر کے وقت سعودی حکومت نے بڑھایا ہے،

⑧ بابِ عمرؓ ⑨ بابِ مجیدی ⑩ باب عثمانؓ،

یہ تینوں دروازے شمالی جانب ہیں، ان میں بابِ عمرؓ، بابِ عثمانؓ جدید ہیں، اور باب مجیدی قدیم باب مجیدی کے بدلہ میں بنا دیا گیا ہے،

بابِ جبرئیل پہلے باب عثمان کہلاتا تھا، کیونکہ اس کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کا مکان تھا،

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے جب واپس تشریف لائے تو آپؐ نے جسمِ مبارک سے ہتھیار اتارنے کا ارادہ فرمایا ہی تھا کہ جبرئیل علیہ السلام ادھر ہتھیاروں سے مسلح نظر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ابھی یہود بنی قریظہ سے فیصلہ ہونا باقی ہے، لہٰذا ہتھیار نہ کھولیں، اس واقعہ کے بعد عوام اس کو بابِ جبرئیل کہنے لگے،

بابِ جبرئیل سے داخل ہو کر اگر بائیں ہاتھ کی طرف دیکھیں تو گلی کی شکل میں مسقف دالان نظر آئے گا، ادھر کو اگر چلیں تو داہنے ہاتھ پر سبز رنگ ہوئی جالیاں نظر آئیں گی، ادھر آپؐ کے قدمین شریفین ہیں، قدمین شریفین کے بالمقابل ایک کھڑکی بنی ہوئی ہے، حضرت جبرئیلؑ کے حاضر ہونے کی یہی جگہ ہے، یہاں دروازہ کی بجائے علامت کے لئے کھڑکی لگادی ہے، تاکہ یہ تاریخی جگہ لوگوں کو معلوم رہے،

ابواب کے بیان کے سلسلہ میں ممکن ہے، کسی صاحب کے ذہن

میں یہ وسوسہ آجائے کہ تین خلفاء کے نام پر تو دروازوں کے نام رکھ دیئے لیکن حضرت علیؓ کے نام پر کوئی دروازہ نہیں رکھا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تینوں حضرات اپنی وفات تک مدینہ میں مقیم رہے، اور حضرت علیؓ نے مدینہ چھوڑ کر کوفہ کو دارالخلافہ بنا لیا تھا، وہیں آپ شہید ہوئے، اس لئے ان کے نام پر دروازہ نہیں رکھا، دوسرے یہ کہ آپ کا قیام حضرت فاطمہؓ کے مکان میں رہتا تھا، جو مسجد نبویؐ میں شامل ہے،

مسجدِ نبویؐ میں داخلہ کے آداب

مدینہ منورہ پہونچ کر جگہ اور سامان کا بندوبست کرتے ہی فوراً مسجدِ نبویؐ میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے، بہتر یہ ہے کہ بابِ جبرئیل سے داخل ہو، ویسے دوسرے دروازوں سے بھی داخل ہو سکتا ہے، داخلہ کے وقت پہلے داہنا پاؤں اندر رکھے اور ادب و تعظیم کا لحاظ رکھتے ہوئے داخلہ کے وقت یہ دعاء پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ صَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ط

(ترمذی، مسند احمد)

"یا اللہ صلوٰۃ وسلام نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اصحاب پر، یا اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیں"

مسجد نبویؐ میں داخل ہونے کے بعد منبر اور قبر شریف (ریاض الجنۃ میں)

کے درمیان کھڑا ہو کر (اگر مکروہ وقت نہ ہو تو) دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، پہلی رکعت میں قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے،

اگر یہاں جگہ نہ ملے تو جہاں جگہ ملے وہیں پڑھ لے، اگر مسجد میں داخلہ کے وقت جماعت ہو رہی ہو تو پھر فرض نماز میں شامل ہو جائے اسی فرض نماز میں تحیۃ المسجد کا بھی ثواب مل جائے گا، نماز کے بعد علیحدہ پڑھنے کی ضرورت نہیں،

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران جماعت کی نماز کا بہت اہتمام رکھے، کیونکہ مسجدِ نبویؐ دنیا کی ان تین مقدس مساجد میں سے ایک ہے جس کی فضیلت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں،

ریاض الجنۃ اور ستونہائے رحمت

وہ مسجد وہ روضہ وہ جنت کا ٹکڑا ؛ خوشا منظرِ پُر بہار مدینہ

مسجدِ نبویؐ میں ایک حصّہ ایسا ہے جس کے متعلق حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ، (بخاری ومسلم)	"یعنی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصّہ ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے، اور میرا منبر میرے حوض پر ہے"

یہ حصّہ مسجد نبوی کے باقی تمام حصّوں سے بالکل ہی علیحدہ اور پُر کیف ہے، جس میں ایک امتیاز یہ بھی رکھا گیا ہے کہ اس کے فرش پر سبز قالین بچھے ہوئے ہیں، جو اس پہچان کے لئے بچھائے گئے ہیں، کہ "ریاض الجنۃ" یہ ہے،

اس حصّہ میں وہ آٹھ ستون بھی ہیں جن کو ستونہائے رحمت کہا جاتا ہے، اُن پر سنگِ مرمر چڑھا ہوا اور طلائی کام ہے،

پہلی قطار کے چار ستون سنگِ سُرخ کے ہیں اور ان پر ان کا نام لکھا ہوا ہے، ان ستونوں کے نام یہ ہیں:۔

اسطوانۂ حنّانہ یہ ستون کھجور کے اس تنہ کی جگہ پر ہے جس سے سہارا لگا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے، اس کے بعد آپ کے لئے منبر بنایا گیا، جب آپؐ منبر پر منتقل ہوئے تو یہ تنہ زور زور سے رونے لگا، اس کے بعد آپؐ منبر سے اتر کر اس کے پاس تشریف لائے اور دستِ شفقت پھیرا، تب چُپ ہوا،

حسن بصری رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ جب یہ حدیث پاک سنتے تو آپ پر گریہ طاری ہو جاتا اور فرماتے اے اللہ کے بندو! جب ایک لکڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رو سکتی ہے تو تمھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں اس سے زیادہ رونا چاہیئے،

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس لکڑی کے رونے کی حدیث بہت مشہور بلکہ تواتر کے درجہ کو پہونچی ہوئی ہے، دنس

صحابۂ کرام رضؓ سے یہ واقعہ منقول ہے، ایک روایت میں ہے کہ یہ تنہ اتنے زور سے رویا کہ ساری مسجد گونجنے لگی، اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے رونے کی آواز سے متاثر ہوکر بہت سے صحابہؓ بھی رونے لگے،

یہ لکڑی جس جگہ نصب تھی اسی جگہ اس کو دفن کردیا گیا، اسی جگہ یہ اسطوانۂ حنّانہ قائم ہے،

۲۔ اسطوانۂ عائشہ رضؓ یہ اسطوانہ منبر شریف اور حجرۂ مبارک دونوں کی طرف سے تیسرا ہے، اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کا ثواب معلوم ہوجائے تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آئے، اس وقت سے صحابۂ کرامؓ کو یہ جگہ معلوم کرنے کا بڑا فکر تھا، بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ جگہ بتلائی، جہاں اسطوانہ عائشہ ہے، اس کو اسطوانہ مہاجرین بھی کہتے ہیں،

۳۔ اسطوانہ ابی لبابہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ سے بہ تقاضائے بشریت یہ غلطی ہوگئی کہ یہودیوں کے سامنے راز نبوّت (جو ملکی حفاظت سے متعلق تھا) ظاہر کردیا، احساس ہونے پر اس کی سزا میں انھوں نے خود اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ دیا، اور یہ عہد کرلیا کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دستِ مبارک سے نہ کھولیں گے اسی طرح بندھا رہوں گا، آخر وحی نازل ہونے پر

آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے کھولا، یہ اسطوانہ اسطوانہ عائشہؓ کے بائیں طرف ہے، اور روضۂ اطہر سے بیس گز کے فاصلہ پر ہے اس کو اسطوانۂ توبہ بھی کہتے ہیں،

۴ اسطوانۂ سریر اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں آپؐ کے لیٹنے، بیٹھنے کے لئے کھجور کا بوریا بچھادیا جاتا تھا،

اسطوانۂ سریر، اسطوانۂ حرس اور اسطوانۂ وفود یہ تینوں ستون مقصورہ شریف میں نصب شدہ جالیوں کی وجہ سے نصف اندر اور نصف مسجد میں رہ گئے ہیں،

۵ اسطوانۂ حرس یہ ستون اس دروازہ کے مقابل ہے جس سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے مسجد مبارک میں داخل ہوا کرتے تھے، اس کو اسطوانہ علیؓ بھی کہتے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ اکثر اسی جگہ نماز پڑھا کرتے تھے، اور راتوں کے اندھیرے میں بیٹھ کر حضور سرور کائناتؐ کی پاسبانی کا شرف حاصل کرتے تھے اکثر صحابۂ کرام بھی یہ شرف حاصل کرنے کے لئے پہرہ دینے کے لئے بیٹھ جاتے تھے،

۶ اسطوانۂ وفود باہر سے آنے والے وفود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ بیٹھ کر شرفِ گفتگو بخشتے تھے یا مشرف بہ اسلام فرمایا کرتے تھے صحابۂ کرام بھی اس جگہ بیٹھ کر آپؐ کی زیارت اور ارشادات

سے مستفید ہوا کرتے تھے،

اسطوانۂ تہجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ نمازِ تہجد ادا فرمایا کرتے تھے، حدیث میں ہے آپؐ اس جگہ بوریا بچھا کر نمازِ تہجد ادا کیا کرتے تھے، صحابۂ کرام نے آپ کو دیکھ کر جمع ہونا شروع کر دیا، اور آپ کی اقتدار میں تہجد پڑھنے لگے تو آپؐ نے بوریا اٹھوا دیا اور فرمایا اپنے اپنے گھروں میں جا کر تہجد پڑھا کریں، صبح کو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ روزانہ یہاں نمازِ تہجد ادا فرمایا کرتے تھے، ہم بھی اس میں شریک ہو جایا کرتے تھے، آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے ڈر لگتا ہے کہ تمھاری اس پابندی کی وجہ سے کبھی نمازِ تہجد تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اس کو پورا نہ کر سکو،

اسطوانۂ جبرئیلؑ جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر بعض مرتبہ بشکل حضرت دحیہ کلبی صحابیؓ تشریف لاتے تو یہاں بیٹھے نظر آتے تھے، یہیں رمضان شریف میں دَور بھی فرمایا کرتے تھے، مگر اب اسطوانۂ تہجد و جبریل روضۂ مبارک کے اندر کے حصہ میں چھپ گئے ہیں، اس لئے نظر نہیں آتے،

یہ وہ اسطوانات ہیں جو ساری مسجد نبویؐ کے باقی اسطوانات سے زیادہ فضیلت و خصوصیت رکھتے ہیں، ویسے یہ مسجد پوری کی پوری اور اس کے سارے اسطوانات ہی متبرک ہیں، اور کوئی ایسا اسطوانہ نہیں جہاں کسی نہ کسی صحابی نے نماز نہ پڑھی ہو، حضرت انس بن مالک

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا کرتا تھا کہ مغرب کی نماز کے بعد کسی نہ کسی اسطوانہ کی طرف لپک کر چلے جاتے تھے، اس لئے مدینہ منورہ کے زمانۂ قیام میں ان ستونوں کے سامنے کوشش کر کے نوافل پڑھتے رہنا چاہئے اور دعاء کا بھی اہتمام رکھے،

محرابِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری محرابیں

ریاض الجنۃ کے بیان میں اگر محراب النبیؐ کا ذکر نہ کیا جائے تو وہ نامکمل رہیگا اس لئے اس کا ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ ناظرین کو اس کی عظمت اور تاریخ سے بھی واقفیت حاصل ہو جائے،

ریاض الجنۃ میں مقدس محراب نبوی بھی ہے جو ۹ فٹ سنگِ مرمر کے ایک ٹکڑے کی بنی ہوئی ہے، اور آبِ زر سے بڑی میناکاری کی گئی ہے جس کو زائرین چشم حیرت سے بار بار نگاہیں اٹھا کر دیکھتے ہیں، اس کے اندر دونوں جانب اشمدی سُرخ سنگِ مرمر کے بے مثال ستون بنے ہوئے ہیں، پیشانی پر آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۵ لکھی ہوئی ہے،

داہنی طرف مِحْرَابُ النَّبِیِّ اور بائیں طرف صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لکھا ہوا ہے، غربی جانب ھٰذَا مُصَلّٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لکھا ہوا ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے، بہت سے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ ان کو حج کو

جاتے ہوئے سالوں گذر گئے لیکن وہ یہی سمجھتے رہے کہ آپؐ کے نماز پڑھانے کی جگہ وسط محراب ہی، ترکی حکومت نے آپؐ کی امامت کے قیام کی جگہ کو اس طرح بنایا ہے کہ سجدہ کے وقت ہماری پیشانی اس جگہ ہو جہاں آپؐ کے قدم شریف رہتے تھے، کیونکہ ہم گنہگاروں کے ایسے قدم کہاں کہ ایسی پاک جگہ رکھے جائیں،

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ "جذب القلوب" میں لکھتے ہیں:

"محراب کی علامت جو آجکل مسجدوں میں عام طور پر بنائی جاتی ہے یہ ولید بن عبدالملک کی ایجاد ہے، اس سے قبل مساجد میں محراب نہیں ہوتی تھی،

مسجد نبویؐ قدیم کی پشت پر قبلہ رُخ تین فٹ اونچا پیتل کا کٹہرا بنا ہوا ہے، مسجد نبویؐ کے دائیں بائیں پیتل ہی کے دو دروازے بنے ہوئے ہیں، ان دو دروازوں اور کٹہرے سے آگے کا حصّہ زیادتِ فاروقی ہے، یعنی یہ حصّہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اضافہ فرمایا تھا

۲۔ محرابِ عثمانی مسجد کی جنوبی دیوار میں حضرت عثمان غنی رضؓ کا مصلّٰی ہی، مسجد میں اضافہ کے بعد حضرت ذی النّورین رضؓ اس جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھایا کرتے تھے، یہ محراب سنگِ مرمر کی بنی ہوئی ہے، اور سنگِ موسیٰ کی میناکاری کی گئی ہے،

۳۔ محرابِ سلیمانی یہ محراب منبر مبارک کے غربی جانب مسجد عہد نبویؐ کی محاذی سمت میں پیتل کے کٹہرے سے ملی ہوئی ہے،

اس کو محراب حنفی بھی کہتے ہیں، اس محراب پر آیت قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ تا شَطْرَهٗ اور قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ تا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ آبِ زر سے لکھی ہوئی ہیں،

۹۳۸ھ میں سلطان سلیمان نے یہ محراب سنگِ موسوی سے تعمیر کرائی، اس لئے اس کا نام "محراب سلیمانی" پڑ گیا،

محرابِ تہجد اور بیتِ فاطمہؓ

یہ محرابِ مقصورہ شریف کی شمالی دیوار سے ملی ہوئی ایک چبوترہ پر بنی ہوئی ہے، اس کے اردگرد کٹہرا لگا ہوا ہے، اور یہاں دو بلوری ٹیبل کے شاندار فانوس رکھے ہوئے ہیں، رات کو جب ان میں بجلی کے بلب جلتے ہیں تو بڑا خوش نما اور پُر کیف منظر ہوتا ہے، اس محراب پر آیت وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ تا مَّحْمُوْدًا لکھی ہوئی ہے، یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اس کو کیوں محرابِ تہجد کہا جاتا ہے، حالانکہ تہجد کی نماز آپ اندر گھر میں پڑھا کرتے تھے، اس محراب کے سامنے والا حصہ "بیتِ فاطمۃ الزہرا" کہلاتا ہے،

محرابِ فاطمہؓ

یہ محراب مقصورہ شریف میں بیتِ فاطمہ کے اندر بنی ہوئی ہے، جو جالیوں میں جھانک کر دیکھنے سے نظر آتی ہے، غالباً یہ بی بی فاطمہؓ کے نماز پڑھنے کی جگہ پر بنی ہوئی ہے،

منبرِ مبارک

اسطوانہ حنانہ کے بیان میں یہ بات بتلائی جا چکی ہے کہ شروع میں آپؐ کھجور کے تنہ سے سہارا لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے،

ایک مرتبہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرا غلام نجاری کے کام میں ماہر ہے، اگر اجازت ہو تو ایک منبر تیار کرا دوں، آپ نے اجازت دیدی، اس کے بعد جھاؤ کی لکڑی کا ایک منبر تیار کیا گیا جو دو ہاتھ اونچا اور ایک ہاتھ چوڑا تھا۔ اور اس میں تین سیڑھیاں تھیں، آپؐ تیسری سیڑھی پر خطبہ دیا کرتے تھے اور دوسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھ کر بیٹھا کرتے تھے،

آپؐ کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ دوسری سیڑھی پر (جہاں آپؐ قدم مبارک رکھ کر بیٹھتے تھے) خطبہ دیتے اور پہلی سیڑھی پر قدم رکھ کر بیٹھتے، حضرت فاروق اعظمؓ پہلی سیڑھی پر خطبہ دیتے اور زمین پر پاؤں رکھ کر بیٹھتے، اس کے بعد حضرت ذی النورینؓ چھ سال تک پہلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے رہے اور زمین پر پاؤں رکھ کر بیٹھتے رہے، چھ سال کے بعد فرمایا کہ پہلی اور دوسری سیڑھی کے انتخاب میں کوئی شبہ کر سکتا ہے کہ یہ شیخین کی برابری دعویٰ کر رہا ہے، لیکن ذاتِ محمدی دعوائے مساوات اور برابری سے ارفع و اعلیٰ ہے، لہٰذا میں آپؐ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو اختیار کرتا ہوں،

اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں یہ منبر تبرکاً اپنے پاس شام منگوانا چاہا، تو جس وقت اس کو ہٹانا شروع کیا اس وقت ایسا سورج گرہن ہوا کہ دن میں تارے نظر آنے لگے، اس لئے یہ ارادہ بدل دیا گیا، اس کے بعد اس منبر کو دیمک لگنے کے خطرے سے بچاؤ کے لئے چھ سیڑھیوں کا جدید منبر بنا کر منبرِ نبوی کی تینوں سیڑھیاں اوپر رکھ دی گئیں، جو مجموعہ میں نو ہو گئیں، اس کے بعد مختلف امراء اور سلاطینِ اسلام اپنی عقیدت کے اظہار کے طور پر تبدیلیاں کرتے رہے،

اب جو بے مثال منبر ہے یہ ۹۹۸ھ میں سلطان مراد عثمانی نے تیار کرا کر لگوایا ہے، جو صنعت کاری کا بہترین نمونہ ہے، یہ ٹھیک اسی جگہ ہے جہاں منبر نبوی تھا، اس منبر کی بارہ سیڑھیاں ہیں جن میں سے تین دروازۂ منبر سے باہر نکلی ہوئی ہیں نو دروازہ کے اندر ہیں، چار خوب صورت اور نازک ستونوں پر قبہ بنا ہوا ہے، یہاں ریاض الجنۃ کی حد ختم ہوتی ہے،

اس منبر کے سامنے ۸ فٹ اونچا مکبّرہ یعنی اذان و تکبیر کی جگہ بنی ہوئی ہے، کہا جاتا ہے خطبہ کے وقت حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ یہیں کھڑے ہو کر اذان پڑھا کرتے تھے،

واللہ اعلم بالصواب

مقامِ صُفّہ کا بیان

محرابِ تہجّد کے سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا ہے، اس کے تین طرف خوب صورت کٹہرا لگا ہوا ہے، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت سے غربار ومساکین علمِ دین سیکھنے کے لئے آتے تھے، وہ یہاں رہ کر علمِ دین حاصل کیا کرتے تھے، ان کو "اصحابِ صُفّہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور اس چبوترہ کو صُفّہ کہا جاتا ہے،

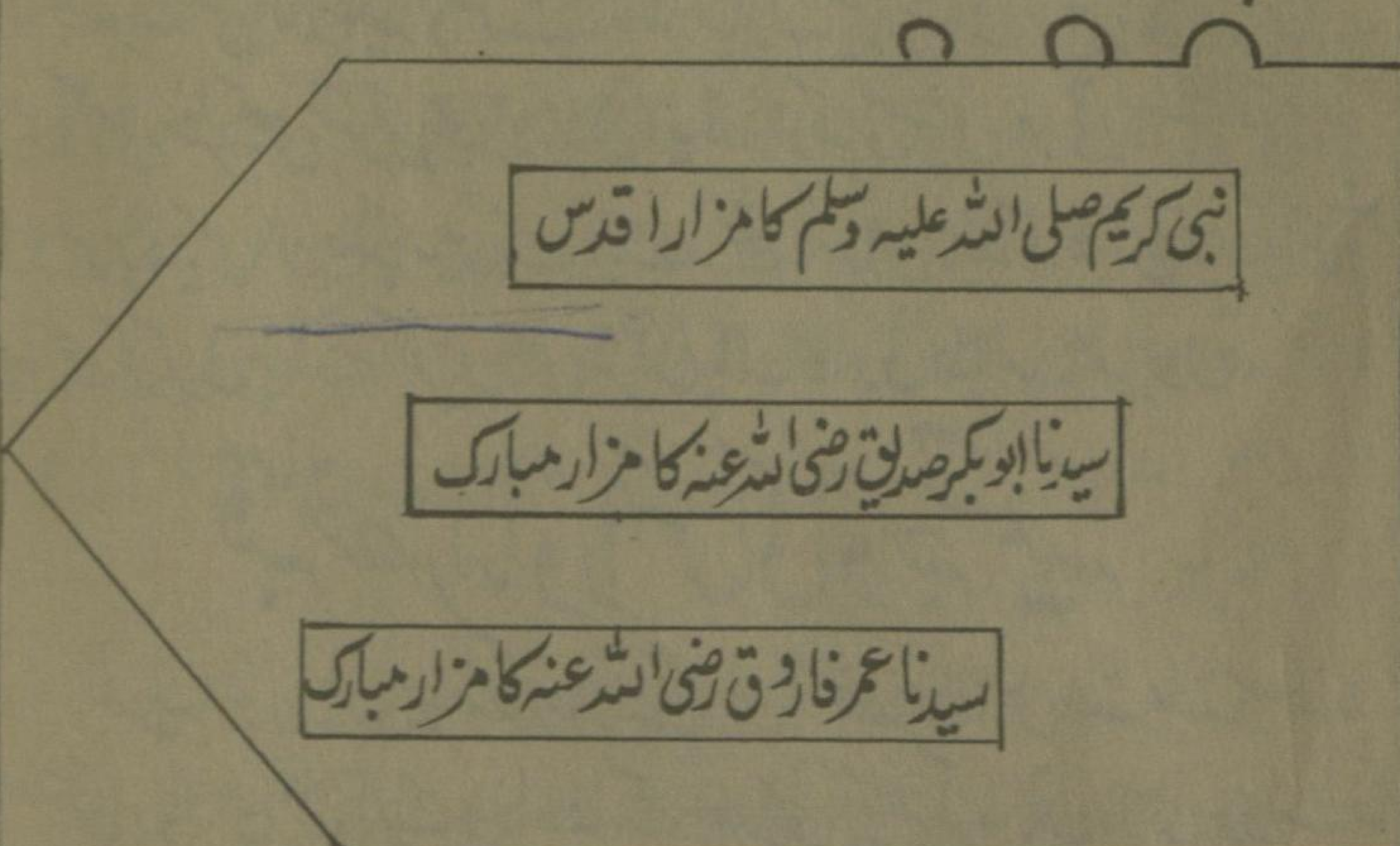
یہ ۴۰ فٹ چوڑا، ۴۰ فٹ لمبا اور زمین سے دو فٹ اونچا ہے، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں یہاں دینی مدرسہ تھا جس میں کبھی ستّر کبھی سَو کی تعداد ہوتی، یہ تعداد کم وبیش ہوتی رہتی تھی حضرت ابو ہریرہؓ بھی ان طلبار میں سے ایک تھے، یہاں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت یہ سمجھ کر کرنی چاہیے کہ میں بھی قرآن پاک کا ادنیٰ طالب علم ہوں،

قبّہ خضرار اور اُس کی وجہ تسمیہ

مدینہ منوّرہ میں جو مکان زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن رہا اسی میں آپؐ وفات کے بعد بھی آرام فرما ہیں، اسی دولت خانہ کو "قبہ خضرار" کہتے ہیں، آپؐ نے ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱۱ھ کو پیر کے دن حجرۂ عائشہؓ میں وصال فرمایا، اور اُسی جگہ آپؐ کے جسمِ اطہر کو لٹایا گیا، زمین کے جس حصہ سے آپ کا جسمِ مبارک ملا ہوا ہے وہ کعبۃ اللہ اور عرش سے

بھی افضل ہے، حتیٰ کہ زمین و آسمان کی ہر جگہ سے افضل ہے (فضائلِ حج)
اسی قبہ میں آپؐ کے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد وفات آپؐ کے پہلو میں دفن کئے گئے، آپ کی وفات ۲۲ جمادی الاوّل ۱۳ھ کو ہوئی، پھر ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو بدھ کے دن خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، آپ کو صدیق اکبرؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا، قبۂ خضراء میں مزارات کی شکل کا نقشہ اس طرح پر بیان کیا جاتا ہے،

یہاں کھڑے ہو کر سلام کا نذرانہ پیش کیا جاتا ہے،



اس شکل کے علاوہ دوسری شکل بھی بیان کی گئی ہے، مگر میرے نزدیک یہ طریقہ اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے، اس لئے میں نے وہی شکل درج کی ہے، واللہ اعلم بالصواب،

تدفین کی شکل یہ ہے کہ حضورؐ کی پشت کی جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ دفن ہیں، اور آپؐ کے شانۂ مبارک کے مقابل یعنی تقریباً آپؐ سے ایک فٹ نیچے صدیق اکبرؓ کا سر ہے، اور عمر فاروقؓ ابوبکرؓ کے برابر آرام فرما ہیں، ان کا سر ابوبکرؓ کے شانہ کے برابر ہے،

جس حجرۂ مبارک میں یہ ہستیاں آرام فرما ہیں یہ مخمس ہے، اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے زمانۂ گورنری میں تعمیر کرایا ہے، اس کو مخمس اس لئے رکھا کہ بیت اللہ کے ساتھ مشابہت نہ ہو،

صاحب "جذب القلوب" میں لکھا ہے کہ حجرۂ شریف کی بنیادیں کھودتے وقت ایک قدم ظاہر ہوا جو جگہ کی تنگی کی وجہ سے حجرۂ شریف کی بنیاد میں آگیا تھا، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ قدم امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ کا تھا، پچھلے صفحہ پر دیئے گئے نقشہ کو اگر دیکھیں تو اس شکل میں آپ کا قدم بنیاد میں آجانا ممکن ہے،

اس حجرۂ شریفہ میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے چھوٹی ہوئی ہے، جو غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے ہے،

حجرۂ شریف کی مختلف امراء وسلاطین نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر وقتِ ضرورت تعمیر و مرمت میں حصہ لیا، حتیٰ کہ سلطان محمود بن عبدالعزیز ثانی کے زمانہ میں اس قبہ میں شگاف پڑ گئے تو ۱۲۳۳ھ میں اس کی تجدید ہوئی، اور اوپر کا حصہ اتار کر از سر نو پختہ بنایا گیا اور اس پر گہرا سبز روغن

کیا گیا، اسی وقت سے اس کا نام قبۂ خضرا (گنبدِ خضرا) ہو گیا،

مقصورہ شریف

مخمس دیوار سے ملا ہوا ایک برآمدہ ہے، اس میں ایک قبر سی بنی ہوئی نظر آتی ہے، اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کا مزار ہے، مگر اس کے متعلق اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ یہ فرضی ہے، اصل قبر جنت البقیع میں ہے، البتہ یہ بات صحیح ہے کہ یہاں حضرت سیدہ رضؓ کا مکان تھا، اس ساری عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں،

قبۂ خضرا میں آرام فرما ہستیوں کے خلاف دشمنانِ اسلام کی سازشیں

یہود و نصاریٰ ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہیں، قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ

"اور ہرگز راضی نہ ہوں گے آپؐ سے یہود اور نہ نصاریٰ جب تک کہ آپ ان کا دین اختیار نہ کرلیں"

اسی لئے مسلمانوں کو ہدایت کی گئی،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؕ

"اے ایمان والو مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست"

ان اقوام کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ مسلمان ہمارے سامنے سر نہ اٹھائیں اور یہ آپس میں ہی دست و گریبان رہیں، ان کو معلوم ہے کہ اگر مسلمان آپس میں متفق و متحد ہو گئے تو پھر ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے، ان اقوام نے مسلمانوں کے لئے ایسے مسائل پیدا کر دیئے کہ انہی میں اُلجھے رہیں، مشرق وسطیٰ میں مسلمان حکومتوں کے لئے اسرائیل ایک ناسور لگا دیا ہے، پاکستان کو کشمیر کا مسئلہ پیدا کر کے ہندوستان سے اُلجھا دیا ہے،

انہی سازشوں کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ دو مغربی شخص حاجیوں کے بھیس میں مدینہ بھیجے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی بیحرمتی کی جائے (معاذ اللہ) چنانچہ ۵۵۷ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ سلطان نور الدین زنگی شہید رحمہ اللہ نے ایک رات میں تین مرتبہ یہ بھیانک خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو کیری آنکھوں والے آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں "مجھے ان کے شر سے بچاؤ" بادشاہ نیند سے چونک کر فوراً اٹھ بیٹھا، اور اپنی خداداد فہم و فراست سے سمجھ گیا کہ مدینہ منورہ میں کسی حادثہ کی طرف اشارہ ہے، فوراً روانگی کا انتظام کر کے تیز رفتار اونٹوں پر سوار رواں دواں مصر سے مدینہ سولہ دن میں پہنچ گیا، مدینہ پہونچ کر جتنے بیرونی باشندے مقیم تھے سب کی دعوت کی، اور خود دروازہ پر بیٹھے ہوئے تجسس کی نگاہ ڈالتا رہا، مگر وہ دونوں شخص جن کو خواب میں دکھلایا گیا تھا نظر نہ آئے، حیرت سے دریافت کیا، کیا ابھی اور کوئی باقی ہے؟

لوگوں نے بتلایا دو مغربی گوشہ نشین پاک دامن شخص رہ گئے ہیں، جو اہل مدینہ پر بہت داد و دہش کرتے رہتے ہیں، اور حرصِ مال اور دنیوی مشاغل سے بالکل لاپرواہ اور لاتعلق رہتے ہوئے شب و روز یادِ خدا میں مصروف رہتے ہیں،

سلطان نے ان کو بھی بلوالیا، چہرے پر نظر پڑتے ہی پہچان لیا کہ یہی وہ دونوں شخص ہیں جن کی طرف حضورؐ نے خواب میں اشارہ فرمایا تھا، یہ دونوں مسجدِ نبویؐ کے بابِ جبرئیل کے قریب رُباطِ عثمان میں مقیم تھے، بادشاہ نے وہاں جاکر دیکھا تو ایک طاقچہ میں قرآن پاک رکھا ہوا ہے، اور ایک طرف کو چند کتابیں رکھی ہوئی نظر آئیں، اور زمین پر ایک معمولی سے ٹاٹ پر ایک مصلّٰی بچھا ہوا ہے،

بادشاہ حیرت کے عالم میں کھڑا سوچنے لگا، کہ خواب کا مطلب اور تعبیر کیا ہے؟ یکایک حق تعالیٰ نے اس کے دل میں ڈالا کہ مصلّٰی اٹھاکر تو دیکھوں، دیکھا تو نیچے ایک گڑھا سرنگ کی شکل میں بنا ہوا ہے، جو اندر ہی اندر جسمِ اطہر کے قریب پہنچ چکا ہے، اور سرنگ سے قدمین شریفین نظر آنے لگے ہیں، سلطان نے قدمین شریفین کو بوسہ دیا، جس شب میں یہ لوگ سُرنگ کھودتے ہوئے جسمِ مبارک کے قریب پہنچے ہیں تو اسی وقت سخت گرج چمک کے ساتھ بارش ہوئی، آندھی کا طوفان آیا اور ایک زلزلہ سا محسوس ہوا جس سے سارے اہلِ مدینہ سہم گئے،

بادشاہ یہ منظر دیکھ کر غصّہ سے تھر تھر کانپنے لگا، اور آنکھوں سے

آنسوؤں کی لڑی جاری ہوگئی، راز افشا ہو جانے کے بعد بادشاہ نے پوچھ گچھ کی، معلوم ہوا یہ دونوں یہودی ہیں، جن کو یہودیوں نے بے شمار مال و دولت دے کر حاجیوں کے بھیس میں مدینہ اس لئے بھیجا تھا کہ آپؐ کے جسم اطہر کے ساتھ گستاخی اور بے حرمتی کریں،

جس جگہ جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی جگہ کھڑکی بنی ہوئی ہے اس کے باہر ایک پتھر اس پہچان کے لئے لگا ہوا ہے جس کا مدینہ منوّرہ میں مقیم کسی شخص سے پتہ لگایا جا سکتا ہے،

واقعہ کے افشاء ہو جانے کے بعد بادشاہ نے اسی وقت ان کو قتل کرا دیا اس کے بعد مخمس دیوار کے گرد پانی تک گہری خندق کھدوا کر لاکھوں من سیسہ بھروا کر سیسہ کی زمین دوز دیوار بنوا دی، تاکہ جسمِ مطہر تک کوئی دشمن پہونچ ہی نہ سکے،

دوسرا عبرتناک واقعہ جذب القلوب، فضائلِ حج اور دوسری بہت سی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے، کہ شیخ شمس الدین صواب حرم نبویؐ کے خدام کے رئیس تھے، ان کے ایک مخلص رفیق کا امیر مدینہ کے ہاں بہت آنا جانا تھا، انھوں نے آکر رئیس کو بتلایا کہ حلب کے باشندوں کا ایک وفد امیرِ مدینہ کے پاس بہت سا مال و دولت اس لئے لیکر آیا ہے کہ وہ حضرت شیخین یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مبارک اجسام یہاں سے لے جانے میں ان کی مدد کرے، امیر نے وہ رشوت قبول کر کے مدد کا وعدہ کر لیا ہے،

شیخ صوابؒ کہتے ہیں یہ خبر سُن کر میرے صدمہ کی کوئی انتہا، نہ رہی، ابھی میں اس خبر کے صدمہ میں بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ امیر کا قاصد مجھے بلانے آگیا، میں امیر کے پاس گیا، امیر نے مجھ سے کہا کہ آج رات کو کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے وہ جو کچھ کریں ان کو کرنے دینا اور کچھ نہ کہنا،

شیخ صوابؒ اچھا کہہ کر چلے آئے، اس کے بعد اُن کا سارا دن حجرۂ شریفہ کے پاس بیٹھے روتے گذر گیا، عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر جب سب نمازی چلے گئے، اور مسجد بند کر دی گئی تو بابُ السلام کی طرف سے یہ لوگ آئے حسبِ ہدایت دروازہ کھول دیا گیا،

شیخ صواب کہتے ہیں یہ لوگ داخل ہونے شروع ہوئے میں ایک طرف کو چپکے چپکے بیٹھا گنتا رہا تو یہ چالیس آدمی تھے، جو ٹوکرے پھاوڑے اور زمین کھودنے کے دوسرے آلات لیکر حجرۂ شریفہ کی طرف چلنے شروع ہوئے، ابھی یہ لوگ منبر شریف کے سامنے بھی نہ پہونچنے پائے تھے، کہ سب کے سب کو مع ان کے سارے سازوسامان کے زمین نگل گئی، ان لوگوں کے دھنس جلنے کا نشان اب بھی ہے، اہلِ مدینہ سب جانتے ہیں، اور ہر حاجی جاکر معلوم کرسکتا ہے، چونکہ یہ ایسی جگہ ہی جہاں پنجگانہ نماز ہوتی ہے، اس لئے اس پر قالین بچھا رہتا ہے، لوگ اٹھا کر دیکھتے ہیں اور ڈھک دیتے ہیں،

ان واقعات کو پڑھ کر بے ساختہ زبان پر یہ شعر آجاتا ہے ؎

نورِ خدا ہی کفر کی حرکت پہ خندہ زن ؎ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

روضۂ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا طریقہ

ریاض الجنۃ میں تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر روضۂ اقدس کی طرف آئے اور سرہانے کی دیوار کی طرف جو ستون ہے اس سے پیچھے کھڑے ہو کر آپؐ کی طرف اپنا مُنہ اور قبلہ کی طرف پشت کرکے ادب سے نیچی نگاہ کرکے کھڑا ہو، اور یہ خیال رہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں قبلہ کی طرف مُنہ کئے ہوئے آرام فرما ہیں،

یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ آپؐ مزار مبارک میں زندہ اور حیات ہیں، جس طرح آپؐ کی دنیاوی حیات میں آپؐ کے سامنے بلند آواز سے بات کرنا منع تھا اب بھی چیخنے چلّانے، شور مچانے کی ممانعت ہے، اس لئے صلوٰۃ وسلام نہایت ادب سے پست آواز میں پڑھے اور آپؐ کے ادب وہیبت کا تقاضا ہے کہ مختصر الفاظ میں سلام پڑھے

صحیح طریقہ پر سلام پڑھنے کا طریقہ آپ کو مسجد نبویؐ میں پہونچنے کے بعد دیکھ کر معلوم ہوگا، پھر بھی اگلے صفحہ پر نقشہ دیکھ لیں، تاکہ سمجھ میں آسانی سے آجائے،

روضۂ پاک پر پڑھنے کا سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْكَرِيْمُ ط

سلام ہو آپ پر اے نبی اے سردار محترم،

وَالرَّسُوْلُ الْعَظِيْمُ ط اِلرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ ط

اور رسولِ معظم، شفقت و رحمت والے،

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

اور آپ پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ط

صلوٰة و سلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کے رسول،

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ ط

صلوٰة و سلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کے نبی

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ ط

صلوٰة و سلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب،

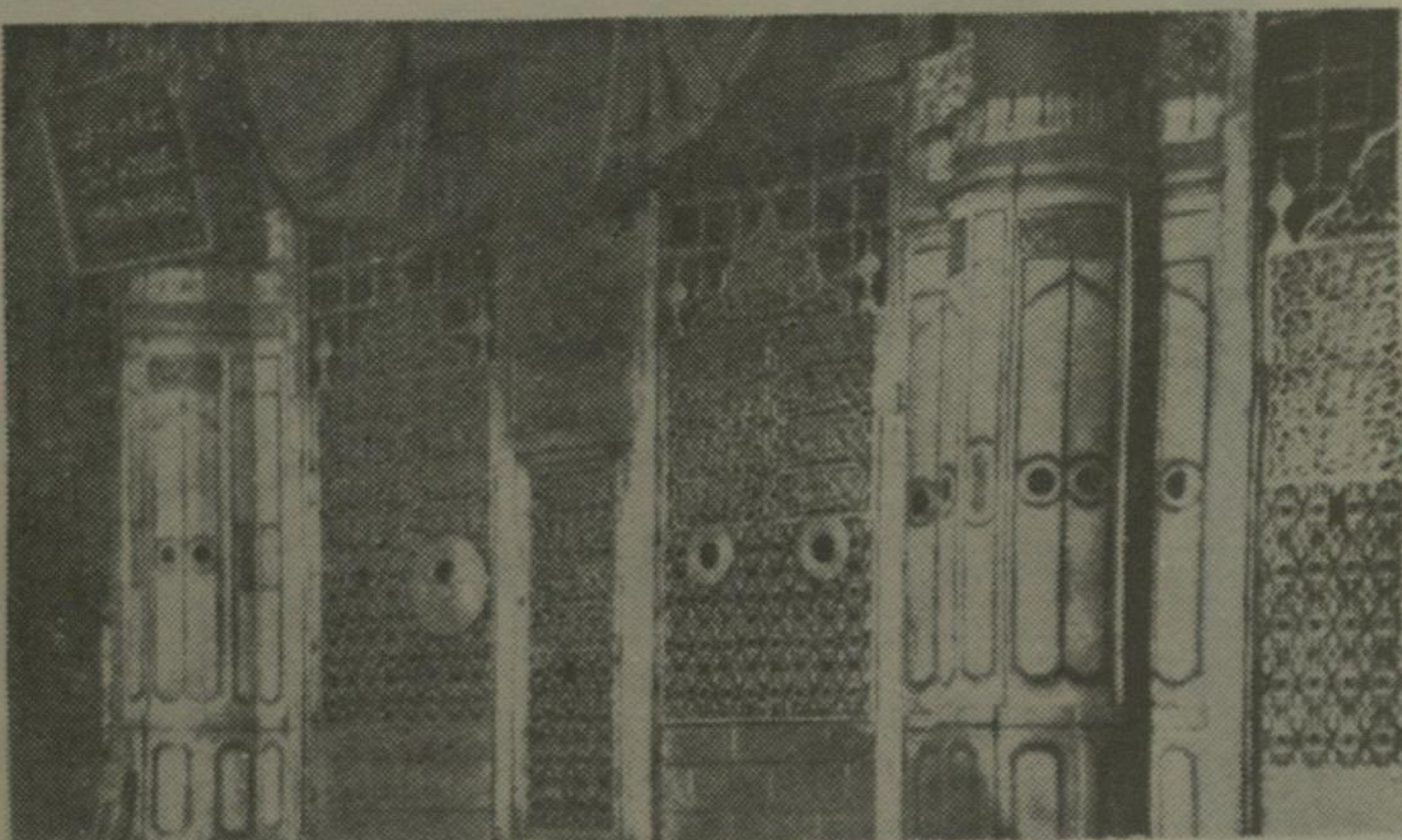
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ ط

صلوٰة و سلام نازل ہو آپ پر اے اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر،

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاشَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ ط

صلوٰة و سلام نازل ہو آپ پر اے گنہگاروں کی شفاعت کرنیوالے اللہ کے یہاں

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ٥



نمبر۳ — نمبر۲ ——— نمبر۱ مواجہہ شریف

یہاں با ادب مواجہہ شریف کی طرف مُنہ کر کے سلام پڑھیئے ،

پہلے نمبر کے اوپر والے روشندان کے مقابل حضورؐ کا چہرۂ انور ہے ،

نمبر۲ کے اوپر روشندان کے مقابل صدیق اکبرؓ کا چہرہ ہے ،

نمبر۳ کے اوپر روشندان کے مقابل فاروق اعظمؓ کا چہرہ ہے ،

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ؛ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مکتبہ رشیدیہ قاری منزل پاکستان چوک کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ
صلوٰۃ وسلام نازل ہوا ے (وہ مقدس ہستی) جن کو اللہ تعالیٰ نے دونوں
تَعَالٰی رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ط اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ
جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، صلوٰۃ وسلام ہو نازل آپ پر
یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ
اے خاتم الانبیاء، صلوٰۃ وسلام نازل ہو آپ پر
یَا سَیِّدِیْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
اے ہمارے سردار محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب
بْنِ هَاشِمٍ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا طٰهٰ،
بن ہاشم، صلوٰۃ وسلام نازل ہو آپ پر اے طٰہٰ،
یَا یٰسٓ، یَا بَشِیْرُ، یَا سِرَاجُ، یَا مُنِیْرُ،
اے یٰسٓ، ای خوش خبری سنانے والے، اے ہدایت کے چراغ، ای منور کرنے والے،
یَا مُقَدَّمَ جَیْشِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ط
اے انبیاء اور رسولوں کے سردار،
اَنْتَ الْحَبِیْبُ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ، اَنْتَ الشَّفِیْعُ
آپ ہمارے محبوب ہیں یا حبیب اللہ، آپ ہی اللہ کے دربار میں ہمارے شفیع
یَا شَفِیْعَ اللّٰهِ ط اَنْتَ الْمُشَفَّعُ، اَنْتَ الَّذِیْ
ہیں ای شفیع اللہ، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، آپ ہی وہ ہیں جنکی

تُرْجَى شَفَاعَتُكَ عِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ

شفاعت کے پُل صراط پر امید دار ہوں گے جب قدم

الْقَدَمُ ط أَشْهَدُ أَنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ

ڈگمگانے لگیں، میں سچے دل سے گواہی دیتا ہوں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں،

بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ،

پہونچا دیا اللہ کا پیغام لوگوں تک، اور رسالت کی امانت کو پورا کر دیا،

وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ، وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ،

اور امت کو (پوری پوری) نصیحت فرمادی، اور اندھیری (کفر) کو روشنی سے بدل دیا

وَجَلَيْتَ الظُّلْمَةَ، وَجَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ

اور باطل کی تاریکی کو روشنی سے بدل دیا، اور کوشش کی راہِ خدا میں جیسا کہ

اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ ط وَعَبَدْتَ رَبَّكَ حَتّٰى

کوشش کا حق ہے، اور اپنے رب کی اتنی عبادت کی یہاں تک کہ

أَتَاكَ الْيَقِينُ ط

(اس کی راہ میں) موت آگئی،

جَزَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَعَنْ وَالِدَيْنَا وَعَنِ

جزائے خیر عطا فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور ہمارے والدین اور جملہ اہل اسلام

الْإِسْلَامِ خَيْرَ الْجَزَاءِ، وَنَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ

کی طرف سے بہتر جزاء، اور ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ کے

اَنْ تَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْعَرْضِ یَوْمَ الْفَزَعِ

دربار میں ہماری شفاعت فرمائیں قیامت کے دن بڑی گھبراہٹ

الْاَکْبَرِ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا

کے دن، جس دن کام نہ آئے گا مال اور اولاد مگر جو

مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اِشْفَعْ لَنَا وَ

حاضر ہوا اللہ کے روبرو قلب سلیم لے کر، (یارسول اللہ) شفاعت فرمائیے

لِوَالِدَیْنَا وَلِجِیْرَانِنَا وَلِمَشَائِخِنَا

ہماری اور ہمارے والدین کی اور ہمارے پڑوسیوں اور ہمارے بزرگوں کی

وَلِاُسْتَاذِنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا وَ قَلَّدَ نَا

اور ہمارے استاذوں کی اور جس نے ہمیں وصیت کی اور پابند بنادیا آپ کی

عِنْدَکَ بِدُعَاءِ الْخَیْرِ عِنْدَ الزِّیَارَۃِ،

زیارت کے وقت دعائے خیر کرنے کا،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سُلْطَانَ الْاَنْبِیَاءِ

صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے انبیاء اور رسولوں کے

وَالْمُرْسَلِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

بادشاہ اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو آپ پر،

سلام پیش کرنے کے بعد آپ کے وسیلہ سے دعاء کرے، اوران الفاظ کے ساتھ شفاعت کی درخواست پیش کرے :-

يَا رَسُوْلَ اللهِ أَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَأَتَوَسَّلُ

یا رسول اللہ میں قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا طلبگار ہوں اور آپ کے وسیلہ

بِكَ إِلَى اللهِ فِيْ أَنْ أَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ

سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے حالتِ اسلام میں آپ کی سنت

وَسُنَّتِكَ ط

پر موت نصیب کرے

مختصر سلام

ھدایت

سلام کے اگر اتنے زیادہ الفاظ یاد نہ ہوں یا نہ پڑھ سکتا ہو تو صرف اتنا کلمہ ہی پڑھتا رہے :-

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ط

کسی دوسرے آدمی کا سلام پہنچانے کا طریقہ

اگر کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں سلام عرض کرنے کی درخواست کی ہو تو اپنا سلام پیش کرنے کے بعد ان الفاظ میں اس کا سلام پہونچاؤ :-

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ

یارسول اللہ آپ کی خدمت میں فلاں بن فلاں کی طرف سے سلام عرض ہے،

یَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ ط،

وہ آپ سے اپنے رب کے پاس شفاعت کرنیکا طلبگار ہے

"فلاں" کی جگہ سلام پہونچانے والے کا نام لے زبان سے نہ ہو دل سے ہی کہہ لے،

بہت سے آدمیوں کی طرف سے سلام پہونچانے کا طریقہ

اگر بہت سے آدمیوں نے سلام پہونچانے کی درخواست کی ہو اور ان کے نام یاد نہ رہے ہوں تو ان کا یوں سلام پیش کرے،

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ مَنْ

اَوْصَانِیْ بِالسَّلَامِ عَلَیْكَ ط



خلیفۂ اوّل سیّدنا ابوبکر صدّیق رضؓ کی زیارت کا طریقہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بائیں طرف مدفون ہیں، اور آپ کا سر حضورؐ کے بائیں شانہ کے برابر ہے، سلام پڑھنے کے بعد اپنے داہنے ہاتھ کی طرف ایک ہاتھ ہٹ کر ان الفاظ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرے :۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ ؕ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار ابو بکر صدیق رضؓ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ ؕ

سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حقیقی خلیفہ،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثَانِىَ

سلام ہو آپ پر اے رسول اللہؐ کے دوسرے ساتھی جبکہ

اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ ؕ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ

وہ دونوں غار میں تھے، سلام ہو آپ پر اے وہ ہستی

اَنْفَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِىْ حُبِّ اللّٰهِ وَحُبِّ رَسُوْلِهٖ

جس نے سارا مال اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں خرچ کر دیا،

حَتّٰى تَخَلَّلَ بِالْعَبَاءِ ؕ

یہاں تک کہ بدن کا جبہ بھی اتار دیا

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا،

اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور راضی کرے آپ کو بہتر راضی کرنا

وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ

اور بنا دے جنت کو آپ کا گھر اور مسکن اور رہنے کی جگہ،

وَمَاْوٰکَ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلَ الْخُلَفَاءِ

اور آرام گاہ، سلام ہو آپ پر اے خلیفۂ اوّل

وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِہْرَ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی؛

اور علماء کے سرتاج اور خسر نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے،

وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط

اور آپ پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو

خلیفۂ دوم سیدنا عمر فاروقؓ کی زیارت کا طریقہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے برابر بائیں طرف مدفون ہیں، آپ کا سر صدیقِ اکبرؓ کے شانہ کے برابر ہے، خلیفۂ اوّل صدیق اکبرؓ کی زیارت کے بعد اپنے داہنے ہاتھ کی طرف ایک ہاتھ ہٹ کر ان الفاظ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرے،

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ط

سلام ہو آپ پر اے عمر بن الخطاب رضؓ،

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ ط

سلام ہو آپ پر اے انصاف کی اور سچی بات کہنے والے،

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَنَفِیَّ الْمِحْرَابِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

سلام ہو آپ پر اے محراب کو زینت بخشنے والے، سلام ہو آپ پر

یَا مُظْہِرَ دِیْنِ الْاِسْلَامِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

اے دین اسلام کو ترقی دینے والے، سلام ہو آپ پر

یَا مُکَسِّرَ الْاَصْنَامِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْفُقَرَاءِ

اے بتوں کو توڑنے والے، سلام ہو آپ پر اے فقیروں اور

وَالضُّعَفَاءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَیْتَامِ ط اَنْتَ الَّذِیْ

ضعیفوں، بیواؤں اور یتامیٰ کی دستگیری اور مدد کرنے والے، آپ وہ ہیں جن کی

قَالَ فِیْ حَقِّکَ سَیِّدُ الْبَشَرِ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا

نسبت سید البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا

لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

تو عمر بن خطابؓ ہوتے، راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور

عَنْکَ وَاَرْضَاکَ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَ

راضی کرے آپ کو بہتر راضی کرنا اور بنا وے جنت کو آپ کا گھر اور

مَحَلَّکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَاْوٰکَ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

رہنے کی جگہ اور آرام گاہ، سلام ہو آپ پر

يَا ثَانِيَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَآءِ وَصِهْرَ النَّبِيِّ

اے خلیفۂ ثانی اور علماء کے سرتاج اور خسر نبی مصطفیٰ

الْمُصْطَفٰی ط وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور آپ پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو،

دونوں خلفاء پر نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے بعد ہر دو حضرات کے مزارات کے بیچوں بیچ کھڑے ہو کر پھر ان الفاظ میں سلام عرض کرے:-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

سلام ہو آپ دونوں پر اے رسول اللہ کے دونوں وزیرو،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا مُعِيْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

سلام ہو آپ دونوں پر اے رسول اللہ کے دونوں مددگارو،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

سلام ہو آپ دونوں پر اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں،

اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں پر سلام

مسجد نبوی کے جنوب مشرقی کونہ کی طرف آ کر ملائکہ مقربین پر ان الفاظ کے ساتھ سلام کا نذرانہ پیش کرے، اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر

جبرئیلؑ وحی لے کر تشریف لایا کرتے تھے،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا جِبْرَئِيلَ ؑ ط

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار جبرئیلؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا مِيكَائِيلَ ؑ ط

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار میکائیلؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِسْرَافِيلَ ؑ ط

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار اسرافیلؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عِزْرَائِيلَ ؑ ط

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار عزرائیلؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلٰئِكَةَ اللّٰهِ الْمُقَرَّبِيْنَ

سلام ہو تم پر اے اللہ کے مقرب فرشتو!

مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كَافَّةً عَامَّةً ط

آسمان اور زمین والوں سب پر سلام،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

سلام ہو تم سب پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں

ملائکہ مقربین پر سلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد قبلہ رو کھڑے کھڑے پھر یوں دعاء کرے :-

اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا هٰذَا الشَّرِیْفِ

یا اللہ باقی نہ چھوڑ اس مقدس مقام میں ہمارے آقا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بَیْنَ یَدَیْ سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ

کے مواجہ شریف میں کوئی گناہ مگر یہ کہ اسے بخش دیں،

وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا عَیْبًا اِلَّا سَتَرْتَهٗ

اور نہ کوئی غم رہی مگر یہ کہ اسے مٹا دیں اور نہ کوئی عیب رہی مگر یہ کہ اسے چھپا دیں،

وَلَا مَرِیْضًا یَا اَللّٰهُ اِلَّا شَفَیْتَهٗ وَعَافَیْتَهٗ

اور یا اللہ کوئی بیمار (باقی نہ رہی) مگر یہ کہ اسے شفاء اور عافیت دیں،

وَلَا مُسَافِرًا یَا اَللّٰهُ اِلَّا نَجَّیْتَهٗ، وَلَا غَائِبًا

اور یا اللہ کوئی مسافر باقی نہ رہی مگر یہ کہ سفر کی تکلیف سے نجات دیں، اور یا اللہ نہ کوئی گھر سے

یَا اَللّٰهُ اِلَّا رَدَدْتَهٗ وَلَا عَدُوًّا یَا اَللّٰهُ اِلَّا

گم ہو مگر یہ کہ اسے واپس لوٹا دیں، اور اے مولی کوئی دشمن نہ رہے مگر یہ کہ

خَزَلْتَهٗ وَدَمَّرْتَهٗ، وَلَا فَقِیْرًا یَا اَللّٰهُ اِلَّا

اسے ذلیل و رسوا کر دیں، اور نہ کوئی فقیر رہی مگر یہ کہ اسے غنی

اَغْنَیْتَهٗ وَلَا حَاجَةً یَا اَللّٰهُ مِنْ حَوَائِجِ

کر دیں اور اے مولی ہماری دنیا اور آخرت کی حاجتوں میں سے کوئی ایسی

الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَنَا فِیْهَا صَلَاحٌ —— اِلَّا

حاجت جس میں ہماری بھلائی ہو (باقی نہ رہے، مگر یہ کہ

قَضِيَّتَهَا وَيَسِّرْ تَهَاطَ ——— اَللّٰهُمَّ اقْضِ حَوَائِجَنَا

اسے پورا اور آسان فرمادیں، یا اللہ ہماری حاجتوں کو پورا فرمادیں،

وَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَتَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا

اور ہمارے کاموں کو آسان کردیں اور ہمارے سینوں کو کھول دیں اور ہماری زیارت کو

وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا ———

قبول فرمالیں اور ہمارا خوف دور کردیں، اور ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرمالیں اور ہمارے گناہوں کو معاف کردیں

وَاكْشِفْ كُرُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا،

اور ہماری تکلیفوں کو دور فرمادیں اور ہمارے اعمال کا نیکیوں پر خاتمہ فرمادیں،

وَرُدَّ غُرْبَتَنَا اِلٰى اَهْلِنَا وَاَوْلَادِنَا سَالِمِيْنَ

اور لوٹادیں ہمارے مسافروں کو ہمارے اہل وعیال میں صحیح سالم

غَانِمِيْنَ مَسْتُوْرِيْنَ

خوش حالی اور پردہ پوشی کے ساتھ

وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ

اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیں، جن کے لئے دنیا اور

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط بِرَحْمَتِكَ

آخرت میں کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اپنی رحمت سے اے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ه يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ه

سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالے، اے سارے عالم کے پالنے والے،

مدینۂ منوّرہ کی مساجد

مدینۂ منوّرہ میں مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور بھی بہت سی مساجد ہیں، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نمازیں پڑھی ہیں، ان مساجد کی زیارت کرنا بھی مستحب ہے، ان میں سے ہم چند مساجد کا ذکر کرتے ہیں، مسجد نبوی کے باہر بابِ مجیدی کی طرف ٹیکسی والے زیارۃ زیارۃ کرکے آواز لگاتے ہیں، ایک ریال میں ان سب مساجد کی زیارت کراکر واپس وہیں چھوڑ دیتے ہیں،

۱۔ مسجدِ قُبا یہ مسجد مدینۂ منوّرہ سے تقریباً ۲ میل کے فاصلہ پر ہے، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں تو راستہ میں بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں قیام فرمایا، اور وہاں آپؐ نے اور صحابۂ کرامؓ نے اپنے دستِ مبارک سے اسلام کی اس سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی،

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝

(پ ۱۱ ع ۲)

"البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اوّل دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو وہ اس لائق ہے کہ آپؐ اس میں کھڑے ہوں، اور اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔"

یہ آیت اسی مسجد کی شان میں نازل ہوئی ہے، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ تینوں کے بعد یہ مسجد سب مساجد سے افضل ہے، حدیث میں ہے

اِنَّ صَلٰوۃَ رَکْعَتَیْنِ فِیْہِ کَعُمْرَۃٍ،	"یعنی مسجد قبا میں دو رکعت نماز کا ثواب مثل عمرہ کے ہے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسجد سے خاص محبت تھی، آپؐ مدینہ منورہ سے اکثر ہفتہ کے روز یہاں تشریف لایا کرتے تھے، آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کا بھی یہی طریقہ رہا، اس لئے ہر حاجی کو چاہیے کہ جب تک مدینہ میں قیام رہے روزانہ ورنہ ہفتہ کے روز ضرور حاضری دے،

اب یہ مسجد بڑی شاندار، خوب صورت اور نئی بن گئی ہے، مسجد غمامہ کے پاس سے موٹریں چار قرش میں لے جاتی ہیں، ویسے پیدل کا راستہ بھی بڑا پُر فضا ہے،

۲ مسجدِ جمعہ

مسجد قُبا سے مشرق کی جانب تھوڑے فاصلہ پر قبیلہ "بنو سالم" آباد تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قُبا سے رخصت ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو جمعہ کی فرضیت کا حکم نازل ہو گیا، آپؐ نے یہیں جمعہ کی نماز پڑھی، اس جگہ یہ مسجد بنی ہوئی ہے، مسجد کے آس پاس تھوڑے مکانوں کے کھنڈر بھی نظر آتے ہیں، جس سے گذشتہ آبادی کا اندازہ ہوتا ہے، زمانہ کے انقلابات کی وجہ سے سوائے مسجد کے باقی جگہ چٹیل میدان رہ گیا تھا، مگر اب چند سال سے

مدینہ کی آبادی میں اضافہ کی وجہ سے یہاں بہت سے متموّل لوگوں نے کوٹھیاں بنالی ہیں، اور یوماً فیوماً ان میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے،

مسجد مصلیٰ یا مسجد غمامہ ۳ یہ ایک ہی مسجد کے ۲ دو نام ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھا کرتے تھے، مدینہ منورہ کی آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے یہ مسجد چھوٹی پڑگئی اس لئے اب عیدین کی نماز مسجدِ نبویؐ میں ہوتی ہے،

مسجدِ قبلتین ۴ مدینہ کے شمال وغرب میں "وادی عقیق" کے قریب واقع ہے، اس میں ایک محراب بیت المقدس کی طرف اور دوسری خانہ کعبہ کی جانب بنی ہوئی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ وہاں تشریف لے گئے، وہاں ظہر کا وقت ہوگیا، آپؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوگئی:۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط

"اب اپنا چہرہ مسجدِ حرام کی طرف کیا کیجئے"،

تو نماز ہی کی حالت میں آپؐ نے مع صحابۂ کرام رضؓ کے کعبہ کی طرف مُنہ کرلیا، اس لئے اس مسجد کا نام "مسجد قبلتین" ہوگیا،

مسجدِ سُقیا ۵ یہ مسجد باب عنبریہ کے قریب ریلوے اسٹیشن کے اندر ہی، وہاں کا رہنے والا شخص اگر کوئی مل جائے تو آسانی سے معلوم ہوجائے گا،

مسجد احزاب یا مسجد الفتح یہ مسجد "جبل سلع" کے غربی کنارہ پر واقع ہی

آبادی نہ ہونے کی وجہ سے بالکل ویران پڑی ہے، غزوۂ احزاب کے وقت ۱۰ ہزار کی تعداد میں کفار مدینہ پر چڑھ آئے تھے، ان سے حفاظت اور بچاؤ کے لئے ایک خندق کھودی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پیر، منگل، بدھ تین روز نماز پڑھی، اور فتح ونصرت کے لئے دعا کی، وہیں یہ مسجد ہے، پتھر کی بنی ہوئی ہے، اس کی بارہ ۱۲ سیڑھیاں ہیں، اس کے بعد صحنِ مسجد ہے

مساجدِ خمسہ مسجد فتح سے اُتر کر ایک ہی میدان میں چار مساجد اور ہیں ان سب کو "مساجد خمسہ" بھی کہتے ہیں، ان مسجدوں کے نام یہ ہیں:۔ مسجدِ ابو بکرؓ، مسجدِ عمرؓ، مسجدِ علیؓ، مسجدِ سلمان فارسیؓ،

مسجدِ ذباب جبلِ اُحد جاتے وقت ثنیۃ الوداع سے اُتر کر بائیں ہاتھ پر پڑتی ہے، غزوۂ خندق کے وقت خیمۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ لگایا گیا تھا،

مسجدِ بنی حرام مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع کی گھاٹی میں داہنی طرف یہ مسجد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز بھی پڑھی ہے، اس کے قریب ایک غار ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی، غزوۂ خندق کے وقت رات کو آپؐ یہاں آرام بھی فرمایا کرتے تھے،

مسجد ابو بکرؓ و علیؓ یہ دونوں مسجدیں مسجد غمامہ کے قریب ہیں،

مسجدِ ابراہیمؓ یہ سیدنا ابراہیمؓ (صاحبزادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی جائے ولادت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس جگہ نماز بھی پڑھی ہے،

ان مساجد کے علاوہ اور مساجد بھی ہیں، مثلاً مسجد الفضیح، مسجدِ بنی قریظہ، مسجد بنی ظفر، مسجد الاجابۃ، مسجد السجدۃ، مسجد اُبَی، مرورِ زمانہ کی وجہ سے اب ان میں سے بعض مساجد کا نشان بھی نہیں رہا، جو باقی ہیں ان کی زیارت اور واقف ہونے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ کسی مدینہ کے باشندے کو اپنے ساتھ لے لے،

واقعہ یہ ہے کہ ان مساجد اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے زمانۂ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، اور اسلام کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے،

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حجِ بیت اللہ، مسجدِ نبوی و روضۂ اقدس اور ان مقاماتِ مقدسہ کی زیارت نصیب فرمائے، آمین،

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم



مدینۂ منوّرہ کے دیگر مقدس مقامات

جنّت البقیع یہ مدینہ منوّرہ کا مشہور اور متبرک قبرستان ہے، جو "جنت البقیع" کے نام سے مشہور ہے، اور مسجد نبویؐ سے مشرقی سمت پر ہے، اس کے چاروں طرف دیوار بنی ہوئی ہے، طول تقریباً ۱۳۶ گز اور عرض ۱۰۰ گز ہے، اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ازواج مطہراتؓ، آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ، صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ اور خلیفۂ ثالث حضرت عثمانِ غنیؓ اور کم وبیش دس ہزار صحابۂ کرامؓ واولیائے عظامؒ مدفون ہیں،

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ تورات میں ہے جنت البقیع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے اس کام پر مامور ہیں کہ جب یہ بھر جائے تو اس کے کونے پکڑ کر جنت میں جھٹک دیا کریں،

ایک حدیث میں ہے کہ اس قبرستان سے قیامت کے دن ستر ہزار ایسے انسان اٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اہلِ بقیع

ف ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ مکہ معظمہ کے قبرستان معلّی میں اور حضرت میمونہؓ مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقامِ سرف میں مدفون ہیں، یہ جگہ وادیٔ فاطمہ کی طرف سے مدینہ جانے والوں کے راستہ میں پڑتی ہے، ش

کو ساتھ لئے بغیر میں خود جنت میں نہ جاؤں گا،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رات کے وقت اس قبرستان میں تشریف لے جایا کرتے تھے، اس لئے ہر حاجی کو چاہیئے کہ ممکن ہو تو اپنے قیامِ مدینہ کے زمانے میں روزانہ، ورنہ ہر جمعہ کو ضرور جایا کرے مسجد نبوی ص کے بابِ جبرئیل سے نکل کر بالکل قریب اور سامنے ہے، جب قبرستان کے قریب سے گذرے یا اندر جائے تو دروازہ میں داخل ہوتے ہی یہ دعاء پڑھ لے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ (مسلم)	"سلام ہو تم پر اس گھر کے مؤمن اہل قبور تم پر وہ چیز آگئی جس کا تم سے کل دیر سویر کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا، اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں یا اللہ مغفرت فرمادیں بقیع غرقد والوں کی"

اور جنت البقیع میں داخل ہونے کے بعد ان مزارات پر ترتیب وار فاتحہ کا نذرانہ پیش کرے،

(۱) سیدنا عثمان رض (۲) سیدنا ابو سعید خدری رض (۳) سیدنا فاطمہ رض بنت اسد (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت علی رض کی والدہ ماجدہ، (۴) سیدنا حلیمہ سعدیہ رض (۵) مزارات شہدائے کرام جو حلیمہ سعدیہ رض کے مزار سے واپس ہوتے وقت داہنے ہاتھ پر ایک احاطہ میں واقع ہیں،

(۶) سیدنا ابراہیم رضؓ (صاجزادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) (۷) سیدنا امام نافع مدنی (۸) سیدنا امام مالک رحؒ (۹) سیدنا عقیل بن ابی طالب رضؓ،
(۱۰) امہات المؤمنین رضؓ (۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاجزادیاں
(۱۲) سیدنا عباس رضؓ (۱۳) سیدنا امام حسن رضؓ وامام زین العابدین رضؓ وامام محمد باقر وامام جعفر صادق رضؓ (۱۴) سیدۂ فاطمہ رضؓ (رسول اللہ صلعم کی صاجزادی)
(۱۵) حضورؐ کی پھوپھیاں (۱۶) حضرت اسمٰعیل بن امام جعفر صادق،
رضی اللہ عنہم وعن کل الصحابۃ اجمعین،

اس کے بعد ان بیان کردہ بزرگ ہستیوں کے مزارات پر تفصیلی نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے، لیکن یہاں یہ بات بتلا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ نذرانۂ عقیدت ان الفاظ میں پیش کرنا ضروری اور لازمی نہیں، اگر کسی کو کچھ یاد نہ ہو یا پڑھنا ہی نہ جانتا ہو تو صرف قُلْ ہُوَ اللّٰہُ شریف تین تین مرتبہ پڑھ کر سب کو ثواب پہونچاتا رہے،

بعض احادیث میں ہی جو شخص قبرستان میں داخل ہونے کے بعد سورۂ فاتحہ (ایک مرتبہ) اور سورۂ اخلاص (قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ) اور سورۂ تکاثر (اَلْہٰکُمُ التَّکَاثُرُ) پڑھ کر ان کا ثواب قبرستان کے تمام مُردوں کو بخش دے تو اس قبرستان کے تمام مُردے پڑھنے والے کی شفاعت کریں گے،

اس لئے یہاں ایصالِ ثواب میں اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے،

خلیفۂ ثالث
حضرت عثمان غنیؓ کے مزار پر نذرانۂ عقیدت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ،
سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار عثمان بن عفان رضؓ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنِ اسْتَحْيَتْ مِنْكَ مَلٰٓئِكَةُ
سلام ہو آپ پر اے وہ ہستی کہ شرماتے تھے آپ سے
الرَّحْمٰنِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ زَيَّنَ الْقُرْاٰنَ
ملائکۃ اللہ، سلام ہو آپ پر اے وہ ہستی جس نے قرآن کو زینت
بِتِلَاوَتِهٖ وَنَوَّرَ الْمِحْرَابَ بِاِمَامَتِهٖ وَسِرَاجُ
بخشی اپنی تلاوت سے اور منور کیا محراب کو اپنی امامت سے اور اے
اللّٰهِ تَعَالٰى فِي الْجَنَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ
اللہ تعالیٰ کے چراغ جنت میں، سلام ہو آپ پر اے تیسرے
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ
خلیفۂ راشد راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے،
وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ
اور آپکو بہترین رضا کے ساتھ راضی کردے اور بنادے جنت کو آپ کا گھر
وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اور مسکن اور رہنے کی جگہ اور ٹھکانا، سلام ہو آپ پر

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں،

حضرت ابو سعید خدری رضؓ پر نذرانۂ عقیدت

آپ کا مزار جنت البقیع کی دیوار سے باہر ہے، مزار عثمان رضؓ کی دیوار کے پاس کھڑا ہو کر ان الفاظ میں پڑھے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار ابو سعید خدری رضؓ،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَاوِيَ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ

سلام ہو آپ پر اے روایت کرنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے صحابی رسول اللہ ﷺ کے، سلام ہو

عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ

آپ پر اے محبوب اللہ کے نبی ﷺ کے، سلام ہو آپ پر اے صحابی اللہ کے

حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمُصْطَفٰى

محبوب کے، سلام ہو آپ پر اے صحابی نبی مصطفیٰ کے، راضی

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا،

ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور راضی فرمائے آپ کو بہتر راضی فرمانا،

وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوٰيكَ

اور بنادے جنت کو آپ کا گھر اور آپ کا مسکن اور آپکے رہنے کی جگہ اور آپکا ٹھکانا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں،

فاطمہ بنتِ اسد رضؓ پر نذرانۂ عقیدت

ان کا مزار بھی جنت البقیع کی دیوار سے باھر ہے،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

سلام ہو آپ پر اے اہلیہ محترمہ رسول اللہؐ کے چچا کی،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ ط

سلام ہو آپ پر اے اہلیہ محترمہ نبیؐ کے چچا کی،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط

سلام ہو آپ پر اے اہلیہ محترمہ خدا کے محبوب کے چچا کی،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ الْمُصْطَفٰى ط

سلام ہو آپ پر اے اہلیہ محترمہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى ط

سلام ہو آپ پر اے والدہ محترمہ علی مرتضٰی رضؓ کی،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ كَفَّنَهَا النَّبِيُّ بِقَمِيصِهٖ

سلام ہو آپ پر اے وہ ہستی کہ کفن دیا جس کو نبی نے اپنے کرتے میں،

وَلَحَدَهَا بِيَمِينِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ،

اور قبر میں اتارا ان کو اپنے داہنے ہاتھ سے، راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے،

وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ

اور آپکو بہترین رضا کے ساتھ راضی کردے اور بنادے جنت کو آپ کا گھر،

وَمَسْكَنَكِ وَمَحَلَّكِ وَمَاوٰكِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ

اور مسکن اور رہنے کی جگہ اور ٹھکانا، سلام ہو آپ پر

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں،

حلیمہ سعدیہؓ پر نذرانۂ عقیدت

مزارِ عثمانؓ سے بائیں ہاتھ پر نشیب کی طرف ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَتِنَا حَلِيمَةَ السَّعْدِيَّةَ،

سلام ہو آپ پر اے ہماری سردار حضرت حلیمہ سعدیہؓ!

يَا مُرْضِعَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مُرْضِعَةَ

اے دودھ پلانے والی اللہ کے نبی کی، سلام ہو آپ پر اے دودھ پلانے

حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مُرْضِعَۃَ الْمُصْطَفٰی،

اللہ کے محبوب کی، سلام ہو آپ پر اے دودھ پلائی مصطفیٰ کی،

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکِ وَاَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضَا

راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور راضی فرمائے آپ کو بہتر راضی فرمانا،

وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ وَمَسْکَنَکِ وَمَحَلَّکِ وَمَاوٰکِ ط

اور بناوے جنت کو آپ کا گھر اور مسکن اور اُترنے کی جگہ اور ٹھکانا،

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط

سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں،

پھر جنت البقیع کے بند دروازے کے پاس احاطہ میں جو شہداء مدفون ہیں ان کی زیارت کرے اور یوں نذرانہ پیش کرے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءُ، یَا سُعَدَآءُ، یَا نُجَبَآءُ،

سلام ہو آپ پر اے شہیدو، اے نیک بختو! اے شرفاء،

یَا نُقَبَآءُ ط یَا اَھْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَآءِ ط اَلسَّلَامُ

اے سردارو، اے مجسم صدق و وفاء، سلام ہو

عَلَیْکُمْ یَا مُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ،

آپ پر اے جہاد کرنے والو اللہ کی راہ میں جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے،

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ط

سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا پس کیا ہی اچھا ہی گھر آخرت کا،

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَاشُهَدَاءَ الْبَقِیْعِ کَافَّةً عَامَّةً

سلام ہو تم پر اے بقیع کے شہیدو تم سب پر،

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ط

اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں،

پھر حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہو کر نذرانۂ عقیدت پیش کرے :۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِبْرَاهِیْمَ بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط

سلام ہو آپ اے ابراہیم صاحبزادے رسول اللہ ص کے،

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ نَبِیِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ

سلام ہو آپ پر اے صاحبزادہ نبی اللہ کے، سلام ہو آپ پر اے

یَا ابْنَ حَبِیْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ الْمُصْطَفٰی

صاحبزادہ اللہ کے محبوب کے، سلام ہو آپ پر اے صاحبزادہ مصطفٰی ص کے،

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی مَنْ حَوْلَكَ مِنْ اَصْحَابِ

سلام ہو آپ پر اور جو آپ کے آس پاس صحابی ہیں

رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ

رسول اللہ ص کے، سلام ہو آپ پر اے اصحاب رسول اللہ ص

اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْکُمْ وَاَرْضَاکُمْ اَحْسَنَ

کے راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور راضی فرمائے آپ کو بہتر راضی

الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ

فرمانا اور بنادے جنت کو آپ کا گھر اور مسکن اور جائے آرام

وَمَأْوٰكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اور ٹھکانا اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں آپ پر

پھر حضرت نافع رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو کر یوں نذرانۂ عقیدت پیش کرے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا نَافِعُ

سلام ہو آپ پر اے سیدنا نافع

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

سلام ہو آپ پر اے خادم ابن عمر کے راضی ہو اللہ تعالیٰ

عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ

آپ سے اور راضی کرے آپ کو بہتر راضی کرنا اور بنادے جنت کو

مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَلسَّلَامُ

آپ کا گھر اور مسکن اور مقام اور ٹھکانا، سلام ہو

عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

پھر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہو کر نذرانۂ عقیدت پیش کرے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا الْإِمَامَ مَالِكًا صَاحِبَ الْمَذْهَبِ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار امام مالک مذہب والے،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ دَارِ الْهِجْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

سلام ہو آپ پر اے امام دار الہجرۃ (مدینہ) کے راضی ہو اللہ تعالیٰ

عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ

آپ سے اور راضی فرمائے آپ کو بہتر راضی فرمانا اور بنادے جنت کو

مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَأْوٰكَ ط اَلسَّلَامُ

آپ کا گھر اور مسکن اور مقام اور ٹھکانا سلام ہو

عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

پھر حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو کر نذرانۂ عقیدت پیش کرے :۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَقِيلَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ط اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے عقیل بن ابی طالب، سلام ہو

عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

آپ پر اے صاجزادے رسول اللہ کے چچا کے، سلام ہو آپ پر

يَا ابْنَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ

اے صاجزادے اللہ کے نبی کے چچا کے، سلام ہو آپ پر اے صاجزادے

حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ عَمِّ الْمُصْطَفٰی

اللہ کے محبوب کے چچا کے، سلام ہو آپ پر اے صاحبزادے مصطفٰی ؐ کے چچا کے،

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَخَا عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

سلام ہو آپ پر اے بھائی حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے، سلام ہو آپ پر

وَعَلٰی مَنْ حَوْلَکَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَضِیَ

اور ان پر جو آپکے آس پاس ہیں اصحاب رسول اللہ ؐ کے راضی ہو

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ

اللہ تعالیٰ آپ سے اور راضی فرمائے آپ کو بہتر راضی فرمانا، اور بنادے

الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاْوٰکَ

جنت کو آپ کا گھر اور جائے سکونت اور مقام اور ٹھکانا،

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں،

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضؓ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے مزاروں پر حاضر ہو کر نذرانۂ عقیدت پیش کرے،

یہاں امہات المؤمنین میں سے حضرت عائشہ ۱ رضؓ، حضرت سودہ ۲ رضؓ، حضرت حفصہ ۳ رضؓ، حضرت زینب بنت خزیمہ ۴ رضؓ، حضرت ام سلمہ ۵ رضؓ، حضرت زینب بنت جحش ۶ رضؓ، حضرت جویریہ ۷ رضؓ، حضرت ام حبیبہ ۸ رضؓ، حضرت صفیہ ۹ رضؓ برابر برابر مدفون ہیں،

(8)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی کی ازواج مطہرات رضؓ، سلام ہو آپ پر

يَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ

اے ازواج رسول کی، سلام ہو آپ پر اے ازواج اللہ

حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ الْمُصْطَفٰىؐ

کے حبیب کی، سلام ہو آپ پر اے ازواج مصطفےٰؐ

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضَا

راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور راضی کرے آپ کو بہتر راضی کرنا،

وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ

اور بناوے جنت کو آپ کا گھر اور مسکن اور مقام

وَمَاْوٰكُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اور ٹھکانا سلام ہو آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوںؓ کے مزاروں پر حاضر ہو کر یوں نذرانۂ عقیدت پیش کرے،

یہاں مندرجہ ذیل صاحبزادیاں آرام فرما ہیں:۔

زینبؓ، رقیہؓ، اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہن،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے صاحبزادیو رسول اللہؐ کی، سلام ہو

عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ

آپ پر اے صاحبزادیو اللہ کے نبی کی، سلام ہو آپ پر اے صاحبزادیو

حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ الْمُصْطَفٰى ﷺ

اللہ کے محبوب کی، سلام ہو آپ پر اے صاحبزادیو مصطفیٰ ﷺ کی،

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضَا

راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور راضی فرمائے آپ کو بہتر راضی فرمانا

وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ

اور بنادے جنت کو آپ کا گھر اور مسکن اور جائے قیام

وَمَاْوٰكُنَّ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

اور ٹھکانا، سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہو کر یوں نذرانۂ عقیدت پیش کرے :-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبَّاسًا ط يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار حضرت عباس اے عم بزرگوار رسول اللہ ﷺ کے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ

سلام ہو آپ پر اے چچا اللہ کے نبی ﷺ کے، سلام ہو آپ پر اے چچا

حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى ﷺ ط

اللہ کے محبوب کے، سلام ہو آپ پر اے چچا حضرت مصطفیٰ ﷺ کے،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا الْإِمَامُ حَسَنُ الْمُجْتَبٰى ط

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار امام حسن جو اللہ کے برگزیدہ تھے،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا الْإِمَامُ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ ط

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار امام زین العابدین رض

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا الْإِمَامُ مُحَمَّدُ ن الْبَاقِرِ ط

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار حضرت امام محمد باقر رض،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا الْإِمَامُ جَعْفَرُ نِ الصَّادِقُ ط

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار امام جعفر صادق رض،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدَنَ

سلام ہو آپ پر اے اہل خاندانِ نبوّت و معدنِ

الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ

رسالت راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سب سے اور راضی فرمائے آپ کو بہتر

اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ

راضی فرمانا، اور بنادے جنت کو آپ کی قیام گاہ اور جائے سکونت

وَمَحَلَّكُمْ وَمَاْوٰكُمْ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ

اور آرام گاہ اور ٹھکانا، سلام ہو آپ پر اور اللہ کی

اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

حضرت فاطمہؓ پر نذرانۂ عقیدت

یہاں یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ حضرت فاطمہؓ کے مزار مبارک میں اختلاف ہے، اور اس میں تین قول مشہور ہیں:-

(۱) یہ کہ مسجد نبویؐ میں (جہاں آپ رہتی تھیں) ہے،

(۲) جنت البقیع کے دروازہ کے پاس ہے،

(۳) جنت البقیع میں حضرت عباسؓ کے مزار کے قریب ہے، اور یہی قول اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔ مشہور مؤرخ مسعودی نے لکھا ہے کہ ۳۰۴ھ میں بقیع میں ایک پتھر ملا تھا جس پر یہ عبارت تحریر تھی:

"هٰذَا قَبْرُ فَاطِمَةَ بِنْتِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

اس لئے یہاں حاضر ہو کر ان الفاظ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرے:-

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةَ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

سلام ہو آپ پر اے فاطمہؓ اے صاحبزادی رسول اللہؐ کی،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ

سلام ہو آپ پر اے صاحبزادی نبی اللہ کی، سلام ہو آپ پر

يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ

اے صاحبزادی اللہ کے محبوب کی، سلام ہو آپ پر اے زوجۂ

عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَ

علی مرتضیٰؓ کی، سلام ہو آپ پر اے والدہ حسنؓ و

وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ وَأَرْضَاكِ

حسین کی، راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور راضی فرمائے آپ کو

أَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ

بہتر راضی فرمانا اور بنادے جنت کو آپ کی جائے قیام اور آپکی جائے سکونت

وَمَحَلَّكِ وَمَاوٰيكِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

اور جائے آرام اور ٹھکانا، سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور

وَبَرَكَاتُهٗ ط

برکتیں نازل ہوں،

پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں رضی اللہ عنہن کے مزاروں پر حاضر ہوکر یوں نذرانہ پیش کرے، آپؐ کی پھوپھیوں میں سے یہاں ایک پھوپھی حضرت صفیہؓ بھی آرام فرما ہیں،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے پھوپھیو رسول اللہؐ کی، سلام ہو

عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتِ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ

آپ پر اے پھوپھیو اللہ کے نبی کی، سلام ہو آپ پر

يَا عَمَّاتِ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتِ

اے پھوپھیو اللہ کے محبوب کی، سلام ہو آپ پر اے پھوپھیو

اَلْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ		
مصطفٰے ام کی راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے اور راضی فرمائے آپ کو بہتر		
الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَ		
راضی فرمانا اور بنادے جنت کو آپ کی قیامگاہ اور سکونت گاہ اور		
مَحَلَّكُنَّ وَمَاْوٰكُنَّ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ		
آرامگاہ اور ٹھکانا، سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمتیں		
	اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط	
	اور برکتیں نازل ہوں،	

پھر حضرت اسمٰعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے مزار پر حاضر ہو، اور یوں کہے:۔ (ان بزرگوں کے مزارات بھی جنت البقیع کے احاطہ سے باہر تھے جو سڑک کی توسیع میں آگئے،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِسْمٰعِيْلَ ابْنَ الْاِمَامِ
سلام ہو آپ پر اے سیدنا اسمٰعیل بن امام
جَعْفَرِ نِ الصَّادِقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَهْلَ بَيْتِ
جعفر صادق ، سلام ہو آپ پر اے اہل خاندان
النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
نبوت و کانِ رسالت ، راضی ہو اللہ تعالیٰ

عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ

آپ سے اور راضی فرمائے آپ کو بہتر راضی فرمانا اور بنا وے جنت کو

مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوٰيكَ ط اَلسَّلَامُ

آپ کا گھر اور مسکن اور محل اور ٹھکانا، سلام ہو

عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں

ہدایت

ان مزارات پر پہلے اپنے معلم کے کسی آدمی کے ساتھ چلا جائے تاکہ فاتحہ وغیرہ کا طریقہ معلوم ہو جائے، اس کے بعد خود جا کر حاضری دے آیا کرے،



مدینہ منوّرہ کے مشہور کنویں

مساجد کی طرح مدینہ منوّرہ میں بہت سے ایسے کنویں بھی تھے جن کا اہلِ مدینہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی استعمال فرمایا ہے ان کی تعداد مؤرخین نے بیس تک بیان کی ہے، ان میں سے بعض کا پانی شیریں اور بعض کا ہلکا شور تھا، وہ سب کنویں بھی اب محفوظ نہیں رہے، کچھ مرورِ زمانہ کی وجہ سے منہدم ومعدوم ہو گئے، کچھ نئی تعمیرات کی زد میں آگئے، غیراقوام اپنے آثارِ قدیمہ کی حفاظت اور دیکھ بھال رکھتی ہیں جبکہ ان کی کوئی تاریخی اہمیت وفضیلت نہیں، مگر افسوس مسلمان اپنی تاریخی اور مقدس یادگاریں خود اپنے ہاتھوں سے مٹاتے جاتے ہیں، پھر بھی سات کنویں ایسے ہیں جو بہت مشہور ومعروف ہیں، جن کے نام یہ ہیں :۔

(۱) بیرِ اریس (۲) بیرِ غرس (۳) بیرِ بُضاعہ (۴) بیرِ بُصّہ
(۵) بیرِ حاء (۶) بیرِ عہن (۷) بیر رومہ یا بیرِ عثمان،

ان سات میں سے بھی اب کئی کنویں نہیں رہے، پھر بھی ہر ایک کا تعارف بیان کیا جاتا ہے، تاکہ کتاب میں تو ان کی تاریخ محفوظ رہ جائے،

بیرِ اریس یا بیرِ خاتم

یہ کنواں مسجدِ قُبا سے مغربی جانب تقریباً دوسو گز کے فاصلہ پر تھا، اس کا پانی نہایت صاف اور شیریں تھا، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے، تھوڑی دیر بعد حضرت ابو بکر صدیق رضؓ
پھر عمر فاروق رضؓ، پھر عثمان غنی رضؓ تشریف لائے، اور اتباعِ نبی میں یہ بھی پَیر
لٹکا کر بیٹھ گئے، آپؐ نے اس کا پانی پیا بھی، اور وضو بھی فرمایا،... اور
لعابِ مبارک بھی اس کنویں میں ڈالا، آپؐ کے اتباع میں ان حضرات
نے بھی پانی پیا، اور وضو بھی فرمایا، اور بزبانِ نبویؐ اپنے جنّتی ہونے کی
بشارتیں بھی سنیں،

اسی کنویں کا دوسرا نام "بیرِ خاتم" ہے، کیونکہ اس میں جنابؐ کی
مُہرِ نبوّت گری تھی، جس پر "محمد رسول اللہؐ" کندہ تھا، آپؐ کی وفات
کے بعد یہ مُہر پہلے ابو بکر صدیق رضؓ کے پاس رہی، پھر عمر فاروق رضؓ کے پاس
آئی، ان کی شہادت کے بعد عثمان غنی رضؓ کے پاس آئی، آپ ہی کے ہاتھ سے
یہ مہرِ نبوّت اس کنویں میں گری، اور تین دن تک غوطہ خوروں نے اس
کو تلاش کیا اور سارا پانی نکالنے کے باوجود نہیں ملی، یہ واقعہ آپ کی
خلافت کے چھ سال گذرنے کے بعد پیش آیا، مُہرِ نبوت کا گرنا تھا کہ
آپ کے خلاف فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا،

سنہ ۱۹۴۷ء کے سفرِ حج میں اس سیہ کار کو بھی اس کی زیارت کا موقع
ملا اور پاؤں لٹکا کر بیٹھنے کی توفیق بھی نصیب ہوئی، اس وقت تک
اس میں پانی تھا، اور استعمال میں بھی آتا تھا،

پھر سنہ ۱۹۵۶ء میں دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، اس وقت بھی پانی تھا
سنہ ۶۴ء میں دیکھا تو پانی خشک ہو چکا تھا، لوہے کی سیڑھی سے مقامی

بچے اس میں نیچے اُتر جاتے تھے، سنہ ۶۸ء میں دیکھا تو کنواں سڑک کی توسیع کی زد میں آچکا تھا، حتیٰ کہ سنہ ۷۰ء میں نشان تک بھی نظر نہیں آیا، کہ کہاں تھا، یہ ہے تاریخ اس مشہور و معروف کنویں کی، جو اللہ کے بندے اکثر و بیشتر حج و زیارت کو جاتے رہتے ہیں وہ تو اس حقیقت سے واقف ہونگے، نئے آدمی کو کچھ بھی علم نہ ہوگا،

بیرِ غرس ۲

مسجد قباء سے تقریباً نصف میل کے فاصلہ پر شمال مشرق کی جانب موضع "قربان" نامی جگہ پر ہے، اس میں کثیر اور گہرا سبزی مائل پانی تھا، اس کے پانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بھی فرمایا اور پیا بھی، اس میں زینہ بھی ہے،

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصال کے بعد اس کے پانی سے غسل دینا، آپؐ کی وصیت کے مطابق اس سے غسل دیا گیا، اس سیہ کار نے سنہ ۶۸ء کی زیارت کے وقت دیکھا تو پانی خشک ہو چکا تھا، اور کبوتروں کا مسکن بنا ہوا تھا،

بیرِ بُضاعہ ۳

یہ مدینہ کا بہت مشہور اور بڑا کنواں ہے، بنی ساعدہ کی مِلک تھا، جن کا سقیفۂ بنی ساعدہ تھا، جس میں صحابۂ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی تھی، اس کے آس پاس کے جتنے کنویں ہیں سب کا پانی کھاری ہے، مگر اس کا پانی شیریں ہے، حضورؐ کے زمانہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو لوگ اس کے پانی سے غسل دیتے تھے، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیتے تھے،

سنہ ۵۶ھ میں اس ناکارہ کو یہ کنواں اور سقیفہ بنی ساعدہ دونوں کے دیکھنے کا موقع نصیب ہوا، فالحمد للہ، کنواں تو اب بھی موجود ہے، مگر سقیفہ بنی ساعدہ سڑک کی توسیع میں آگیا، لیکن کسی واقف کے بغیر پتہ چلنا اب دشوار ہے،

بیرِ بُصّہ قباء کے راستہ میں بقیع کے متصل ہے، ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو سعید خدری رضؓ کے پاس تشریف لائے تو جمعہ کا دن تھا، اس کنویں پر آپ نے سر مبارک دھو کر غسل فرمایا، کسی واقف سے معلوم کرنے سے پتہ چل سکتا ہے، ورنہ مشکل ہے،

بیرِ حاء مسجدِ نبویؐ کے بابِ عثمان کے بالکل سامنے والی گلی کے ایک مکان میں واقع ہے، خدا کی شان ہی، یہاں ابو طلحہ رضؓ انصاری مشہور صحابی کا زمانۂ رسالتؐ میں بہت بڑا باغ تھا، اس باغ میں یہ کنواں تھا، یہ باغ اُن کو بہت محبوب تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں تشریف لے جاتے تھے، اور اس کا پانی شوق سے نوش فرمایا کرتے تھے،

جب قرآن کریم کی آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے سب سے زیادہ پیارا اور محبوب یہی بیرِ حاء ہے، لہٰذا اسی راہِ خدا میں تصدیق کرتا ہوں جہاں آپؐ چاہیں صرف کریں، آپؐ نے فرمایا

میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو تم اپنے قریبی اور ضرورتمند رشتہ دار ول میں تقسیم کردو، ابو طلحہؓ نے آپؐ کی ہدایت کے مطابق اپنے خاص اقارب ابیؓ بن کعبؓ، حسانؓ ثابتؓ، شدادؓ بن اوسؓ، نبیطؓ بن جابرؓ پر تقسیم کردیا، اس باغ کے قیمتی ہونے کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے صرف حسان بن ثابتؓ کا حصہ ایک لاکھ درہم میں خرید اتھا (معارف الحدیث جلد چہارم)

اب یہ کنواں کس مپرسی کے عالم میں ہے جو حاجی اس گلی میں جاکر قیام کرتے ہیں وہ اپنے وطن واپس آجاتے ہیں اور ان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ جس گلی میں ہم قیام پذیر تھے وہیں بیرِ حاء تھا، ایک تنگ و تاریک اور بند مکان میں ہے، ایک دن اس طرح معدوم ہوجائے گا کہ نشان بھی نہ ہوگا،

بیرِ عہن مسجدِ قباء سے مشرق کی طرف کو مسجد شمس کے قریب تھا، اس کا پانی کھاری تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پانی سے وضو فرمایا ہے،

بیرِ رومہ یا بیرِ عثمانؓ یہ کنواں مدینہ کے شمال و غرب میں مدینہ سے تقریباً تین میل وادیِ عقیق کے کنارہ پر واقع ہے، یہی وہ مشہور کنواں ہے جو ایک یہودی کی ملکیت تھا اور مسلمانوں کو استعمال کے لئے پانی خریدنا پڑتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تکلیف کو دیکھ کر ارشاد فرمایا، کاش کوئی صاحبِ خیر

اس کو خرید کر وقف کر دیتا تاکہ غریب مسلمانوں کو پانی خریدنا نہ پڑتا، حضرت عثمان غنیؓ نے اس یہودی سے بارہ ہزار درہم میں نصف کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا، اور یہ طے کر لیا کہ ایک دن مسلمان پانی بھریں گے اور ایک دن یہود وغیرہ، یہودی نے دیکھا کہ مسلمان دو دن کا پانی ایک دن میں بھر لیتے ہیں، اور میری باری کا دن خالی پڑا رہتا ہے اس لئے اس نے حضرت عثمان غنیؓ سے درخواست کی کہ دوسرا نصف حصہ بھی آپ خرید لیں، آپؓ نے آٹھ ہزار درہم میں وہ بھی خرید لیا، اور اس کو بھی وقف کر دیا، اسی لئے اس کنویں کا دوسرا نام "بیر عثمان" بھی ہے،

یہ بہت بڑا کنواں تھا، اور اس میں پانی کھینچنے کے لئے مشین لگی ہوئی تھی، مگر اب بالکل خشک ہو چکا ہے، بلکہ ممکن ہے اب اس کا نشان بھی باقی نہ رہا ہو،

ان کے علاوہ تاریخوں میں اور کنوؤں کا بھی ذکر ہے، جن سے آپؐ نے پانی پیا ہے، مگر یہ سات کنویں مشہور و معروف ہیں، ان کو "ابیار سبعہ" کہا جاتا ہے، اس لئے ہم نے ان کا بیان کرنا مناسب خیال کیا،

مقامِ اُحد و شہداء

اُحد، مدینہ منورہ کے اس مشہور پہاڑ کا نام ہے جہاں ۳ سنہ ہجری میں مشہور غزوۂ اُحد ہوا تھا، جو مدینہ سے شمال کی جانب تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے، ویسے اب مدینہ کی آبادی بڑھتے بڑھتے پہاڑ کے قریب تک پہونچ رہی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پہاڑ کے متعلق ارشاد ہے :-

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ (اس پہاڑ کو ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے) یہ پہاڑ شرقاً غرباً پونے چار میل ہے،

جنگِ اُحد کے موقع پر یہیں آپؐ کا دندانِ مبارک شہید ہوا تھا اور یہیں آپ زخمی ہوئے تھے، زخمی ہونے کے بعد آپؐ اُحد کی جڑ میں منتقل ہوئے، وہاں آپؐ کے زخموں کی مرہم پٹی کی گئی، یہیں ایک غار ہے، جس کے متعلق اہلِ مدینہ کہتے ہیں کہ مرہم پٹی کے بعد آپنے یہاں آرام فرمایا تھا، واللہ اعلم بالصواب، اس غار پر سفیدی کے نشانات بھی ہیں، یہاں پولیس جانے نہیں دیتی، لیکن اگر فجر مسجد نبویؐ میں پڑھ کر فوراً چلا جائے تو موقع مل ہی جاتا ہے،

جنگِ اُحد میں ستر صحابہ کرامؓ نے جامِ شہادت نوش کیا تھا، ان میں آپؐ کے محبوب چچا سید الشہداء سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، ایک احاطہ میں ان شہداء کے مزارات ہیں،

مستحب اور افضل یہ ہی کہ جمعرات کو فجر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر زیارت کو جائے، وہاں پہونچ کر سب سے پہلے حضرت حمزہ رضؓ کے مزار پر حاضری دے، اس کے بعد دوسرے شہداء کے مزارات پر حضرت حمزہ رضؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں عبداللہ بن جحش رضؓ سید الشہداء کے بھانجے اور مصعب بن عمیر رضؓ بھی مدفون ہیں، اس لئے اُن پر بھی سلام پیش کرے، ان کے بعد دوسرے شہداء پر،

سیدنا حمزہ رضؓ کے مزار کے جنوب میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے، اس کا نام "جبلِ عَینَین" ہے، یہ وہ پہاڑ ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جبیر رضؓ کی کمان میں پچاس تیر انداز مقرر فرما کر حکم دیا تھا کہ ہمیں فتح ہو یا شکست مگر تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا، اسی لئے اس کا نام "جبل الرّماۃ" (تیر اندازوں کا پہاڑ) ہے، اس پہاڑ کے شرقی جانب پہلے ایک مسجد تھی، مگر اب وہاں کھنڈرات ہیں، سیدنا حمزہ رضؓ کے زخمی ہو کر گرنے اور شہید ہونے کی یہی جگہ ہے،

اللہ کے راستہ میں جانیں قربان کرنے والوں اور شہداء کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ (پ ۴، ع ۸)	"اور جو لوگ اللہ کے رستہ (جہاد) میں مارے گئے ان کو مُردہ مت خیال کرو بلکہ وہ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں"۔

قرآن پاک کے اس فرمان کی صداقت کا مشاہدہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ امیر معاویہؓ کے زمانۂ خلافت میں چھیالیس (۴۶) سال بعد سیلاب کی وجہ سے شہدائے اُحد کی قبریں کھل گئیں اور یہاں سے نہر بھی نکالنی تھی اس لئے اُن نعشوں کو دوسری جگہ منتقل کیا گیا تو ان کی نعشیں اپنی اصلی حالت پر تروتازہ معلوم ہوتی تھیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ہاتھ سینہ پر تھا، اس کو اٹھایا تو سینہ کے زخم سے خون فوارہ کی طرح اُبلنا شروع ہوگیا اس کے بعد ہاتھ چھوڑا گیا تو وہ زخم کی جگہ پر واپس جاکر رُک گیا، اور خون بند ہوگیا،

اُسی وقت کا یہ واقعہ ہے کہ کھدائی کرتے ہوئے حضرت حمزہؓ کے پاؤں میں کھدال لگ گئی تو فوراً خون جاری ہوگیا، یہ واقعات شہداء کی حیات کی مُنہ بولتی، جیتی جاگتی تصویر ہیں،

شیخ الحدیث صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں:۔

"ملّا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ جبلِ اُحد اور شہدائے اُحد دونوں کی زیارت کی مستقل نیت کرے، اس لئے کہ جبلِ اُحد کے فضائل بھی احادیث میں بہت آئے ہیں، (فضائلِ حج)

زیارت کے وقت اس طریقہ پر سلام کا نذرانہ پیش کرے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْزَةُ ط اَلسَّلَامُ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار حمزہؓ، سلام ہو

عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ
آپ پر اے رسول اللہ کے عم محترم سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی

نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ
کے عم بزرگوار، سلام ہو آپ پر اے اللہ کے محبوب کے چچا،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
سلام ہو آپ پر اے مصطفےٰ کے چچا، سلام ہو آپ پر

يَا سَيِّدَ الشُّهَدَآءِ وَيَا اَسَدَ اللّٰهِ وَاَسَدَ رَسُوْلِهٖ
اے شہداء کے سردار اور اے اللہ کے شیر اور اس کے رسول کے شیر،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ
سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار عبد اللہ بن جحش رضؓ،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُصْعَبَ ابْنِ عُمَيْرٍ اَلسَّلَامُ
سلام ہو آپ پر اے مصعب بن عمیر رضؓ، سلام ہو

عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَآءَ اُحُدٍ كَافَّةً عَامَّةً وَّرَحْمَةُ اللّٰهِ
تم سب پر اے شہدائے اُحد اور اللہ کی رحمتیں اور

وَبَرَكَاتُهٗ
برکتیں نازل ہوں،

دنیا کی زندہ قوموں اور حکومتوں کا قاعدہ ہے کہ اگر ان کے فوجی اپنے ملک کا دفاع اور بچاؤ کرتے ہوئے جان دیدیتے ہیں تو انکی یادگار

قائم کرتے ہیں، اسلام کے جن جاں نثاروں نے اسلام کی بقاء اور تحفظ کے لئے میدانِ اُحد میں جس طرح ہنستے کھیلتے ہوئے اپنی جانوں کی قربانی خدا کے حضور میں پیش کی وہ رہتی دنیا تک تاریخ کے اوراق میں محفوظ رہے گی، اور اُحد اس کی شہادت دیتا رہے گا، ان حضرات کی قربانیوں کے نتیجہ میں اسلام آج دنیا میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے،

اس لئے ہم اپنی اس کتاب کو اُن شہدائے اسلام کے اسمائے گرامی پر ختم کرتے ہیں، اُن کی تعداد ستّر ہے، جن کو زیارۃ الحرمین اور رحمۃ اللعالمین جلد دوم میں بھی بیان کیا گیا ہے، ہمارا ماخذ بھی یہی دونوں کتابیں ہیں،

اسمائے گرامی شہدائے اُحد رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین

نمبر	اسمِ مبارک	نمبر	اسمِ مبارک	نمبر	اسم مبارک
۱	حمزہ بن عبد المطلب	۸	اوس بن ارقم	۱۵	ثابت بن عمرو
۲	عبداللہ بن جحش	۹	ایاس بن اوس	۱۶	ثابت بن وحداح
۳	شماس بن عثمان	۱۰	اوس بن ثابت	۱۷	ثعلبہ بن سعد
۴	مصعب بن عمیر	۱۱	رفاعہ بن وقش	۱۸	ثقب بن فروہ
۵	انس بن نضر	۱۲	ثابت بن وقش	۱۹	حارث بن اوس
۶	انیس بن قتادہ	۱۳	عمرو بن ثابت	۲۰	عمرو بن معاذ
۷	ابو ہبیرہ بن حارث	۱۴	سلمہ بن ثابت	۲۱	حارث بن انس

نمبر	اسمِ مبارک	نمبر	اسمِ مبارک	نمبر	اسمِ مبارک
۲۲	حارث بن عبداللہ	۳۹	سویبق بن حاطب	۵۶	عباد بن سہل
۲۳	حارث بن ثابت	۴۰	صخرہ بن عمرو	۵۷	عبداللہ بن عمرو
۲۴	حارثہ بن عمرو	۴۱	سہل بن قیس	۵۸	عمرو بن جموح
۲۵	حبیب بن زید	۴۲	عبداللہ بن جُبیر	۵۹	خلاد بن عمرو
۲۶	حنظلہ بن ابی عامر	۴۳	عبداللہ بن عمرو	۶۰	عمارہ بن زیاد
۲۷	خارجہ بن زید	۴۴	عبداللہ مجذر بن زیاد	۶۱	ابو ایمن
۲۸	سعد بن ربیع	۴۵	عبادہ بن خشخاش	۶۲	یزید بن سکن
۲۹	خباب بن قیظی	۴۶	نعمان بن عبد عمرو	۶۳	عمرو بن قیس
۳۰	صیفی بن قیظی	۴۷	عامر بن اُمیّہ	۶۴	قیس بن عمرو
۳۱	خیثمہ بن حارث	۴۸	عبید بن تیہان	۶۵	قیس بن مخلد
۳۲	ذکوان بن عبد قیس	۴۹	یسار	۶۶	مالک بن سنان
۳۳	رافع بن مالک	۵۰	عبید بن معلّٰی	۶۷	نوفل بن ثعلبہ
۳۴	رافع بن عنزہ	۵۱	عباس بن عبادہ	۶۸	یزید بن حاطب
۳۵	رفاعہ بن عمرو	۵۲	عامر بن مخلد	۶۹	وہب بن قابوس
۳۶	سعد بن سوید	۵۳	عمرو بن ایاس	۷۰	حارث بن عقبہ
۳۷	سہل بن قیس	۵۴	عمرو بن مطروف		
۳۸	سبیح بن حاطب	۵۵	عتبہ بن ربیع		

ضروری درخواست

مدینہ منورہ کے ضروری بیان کے بعد ایک ضروری درخواست ہی، وہ یہ کہ ہم لوگوں میں جہاں اور بہت سی برائیاں پیدا ہو گئی ہیں وہاں ایک بُرائی یہ بھی پیدا ہو گئی ہے کہ ہم اہلِ مدینہ کا ادب و احترام نہیں کرتے،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اہلِ مدینہ کو ایذاء دے اللہ تعالیٰ اس کو ایذاء دے اور اس پر لعنت خدا کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی، نہ اس کا کوئی عمل قبول نہ فدیہ (طبرانی بحوالۂ انوار الحج)

حضرت سعدؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اہلِ مدینہ کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسے گھُل جائے گا، جیسے پانی میں نمک گھُل جاتا ہے،

ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث میں اہلِ مدینہ کو تکلیف دینے پر لعنت و ملامت آئی ہے، اس لئے حاجی حضرات کو چاہئے کہ اہلِ مدینہ کا ادب و احترام کریں، کیونکہ یہ اللہ کے رسولؐ کے مہمان اور ہمسایہ ہیں، خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ اپنے وطن پہونچ کر برائی کرے اور اس کی وجہ سے کوئی آدمی یہ باتیں سُن کر حج سے متنفر ہو کر حج چھوڑ بیٹھے، اور نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بنے،

رخصت از مدینہ منوّرہ

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے فراغت کے بعد جب واپسی کا فیصلہ ہو جائے تو مسجد نبوی میں محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اس کے قریب جہاں جگہ مل جائے تو دو۲ رکعت نماز نفل پڑھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مدینہ آیا ہو وہ جب تک دو رکعت نماز نفل مسجد میں نہ پڑھ لے اپنے گھر نہ لوٹے (مجمع الزوائد) اس کے بعد روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر الوداعی سلام عرض کرے؛

اَلْوِدَاعُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْفِرَاقُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

یارسول اللہؐ میں آپ سے رخصت ہو رہا ہوں، یا نبی اللہؐ آپ سے جدا ہو رہا ہوں،

اَلْاَمَانُ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ لَاجَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ

یا حبیب اللہ آپ کے واسطے سے اللہ کی امان چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ

اٰخِرَالْعَھْدِ لَامِنْکَ وَلَا مِنْ زِیَارَتِکَ وَلَا مِنَ

وہ آپ کی خدمت میں حاضری کو آپ کی زیارت اور آپ کے حضور حاضری کو

الْوُقُوْفِ بَیْنَ یَدَیْکَ اِلَّامِنْ خَیْرٍ وَّعَافِیَۃٍ

آخری نہ بنائے، بلکہ اگر میں خیر و عافیت اور صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ

وَّصِحَّۃٍ وَّسَلَامَۃٍ اِنْ عِشْتُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ

رہا تو انشاء اللہ پھر حاضر خدمت ہوں گا،

جِئْتُكَ، وَاِنْ مُتُّ فَاَوْدَعْتُ عِنْدَكَ شَهَادَتِیْ

اور اگر مر گیا تو آپ کے پاس امانت رکھتا ہوں آج کے دن سے

وَاَمَانَتِیْ وَعَهْدِیْ وَمِيْثَاقِیْ مِنْ يَّوْمِنَا هٰذَا

قیامت تک کے لئے اپنا عہد اور پختہ وعدہ اور وہ

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهِیَ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا

(عہد) گواہی ہے اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے

اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور (اسی کے ساتھ) میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں،

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ

پاک ہے آپ کا رب عزت والا ان تمام عیبوں سے جو کافر اس کی ذات پر لگاتے ہیں

عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سلام ہو اس کے رسولوں پر اور تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو مالک ہے دونوں جہان کا

سلام عرض کرنے کے بعد اپنے لئے، اپنے والدین، دوست احباب اقرباء کے لئے خوب دعاء کرے،

اگر یاد رہے تو مجھ گنہگار شریف احمد اور میرے لڑکے حافظ رشید احمد کو

بھی دعا ئیں یاد فرمالیں، کیونکہ اس کتاب کا حُسنِ صورت سب اُن کی محنت کا نتیجہ ہے،

دعا سے فارغ ہو کر باچشمِ پُرنم رخصت ہوجائے، اُس وقت دیارِ مدینہ اور دربارِ رسالتؐ سے جُدائی کے خیال اور تصوّر سے عجیب حالت ہوتی ہے، اور جس کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی محبت اور تعلق ہوتا ہے اتنا ہی صدمہ اور افسوس ہوتا ہے، کسی کے تو بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں، کسی کی ہچکی بندھ جاتی ہے، اگر آنسو نہ نکلیں تو نکالنے کی کوشش کرے، کیونکہ زیارت کی ایسی مبارک گھڑی نہ معلوم پھر نصیب ہو یا نہ ہو، اس کیفیت کو قبولیت کی علامت سمجھنا چاہیے،

مسجد نبویؐ سے افسوس کرتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ پڑھتے ہوئے باہر آجائیں، اس کے بعد رخصت ہوجائیں، جدّہ سے جس قسم کے سفر کا ٹکٹ ہو اس کی خانہ پُری کر کے وطن روانہ ہوجائیں،

وطن کے قریب پہونچنا

جب اپنا شہر نظر آئے تو یہ دعا پڑھیں اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (مسلم) "یعنی ہم لوٹ کر آئے ہیں، توبہ کرنے والے، عبادت کرنیوالے اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں"

حاجی کا استقبال اور اُس سے دُعاء کرانا،

جب حاجی اپنے شہر میں پہونچ جائے تو اس کا گھر سے باہر دُور جا کر استقبال کرنا چاہئے، اور سلام و مصافحہ کے بعد گھر پہونچنے سے پہلے اپنے لئے دعاء کرائے، کیونکہ حاجی کی دُعاء قبول ہوتی ہے،

حدیث میں ہے:۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ (مشکوٰۃ)

"ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حاجی سے ملاقات کرو تو سلام و مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے لئے دعاء کی درخواست کرو، کیونکہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں"

حاجی کو چاہئے کہ دو رکعت نماز شکریہ اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھ کر خدا کا شکر ادا کرے، راستہ میں جو تکالیف پیش آئی ہوں ان کا کسی سے ذکر بھی نہ کرے، پھر عمر بھر خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری میں گذار دے، یہی حج کے قبول ہونے کی علامت ہے،

الحمد للہ

"معین الحجاج" کا تیسرا حصہ "فضائل مدینہ منورہ" بخیر و خوبی تمام ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے، اور میرے لئے اور اس کے ناشر کے لئے ذریعۂ نجاتِ اُخروی اور وسیلۂ شفاعتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بنائے، آمین،

حجاج کرام سے درخواست ہے کہ جب اُن مقاماتِ مقدسہ پر حاضری دیں تو مجھ سیہ کار کو بھی دُعا میں یاد رکھیں،

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

(قاری) شریف احمد کان اللہ لہ ولوالدیہ

ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۲ ہجری المقدس،

مطابق نومبر سنہ ۱۹۷۲ء